

انسائیت کا زیور

www.KitaboSunnat.com

ترتیب
حافظ مہیضہ العجمی

الناشر

مركز دعوت النور
بازار

بازار

اسلام آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ
محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

انسائیت کا زیور

www.KitaboSunnat.com

ترتیب
حافظ امجد علی عثمان

الناشر

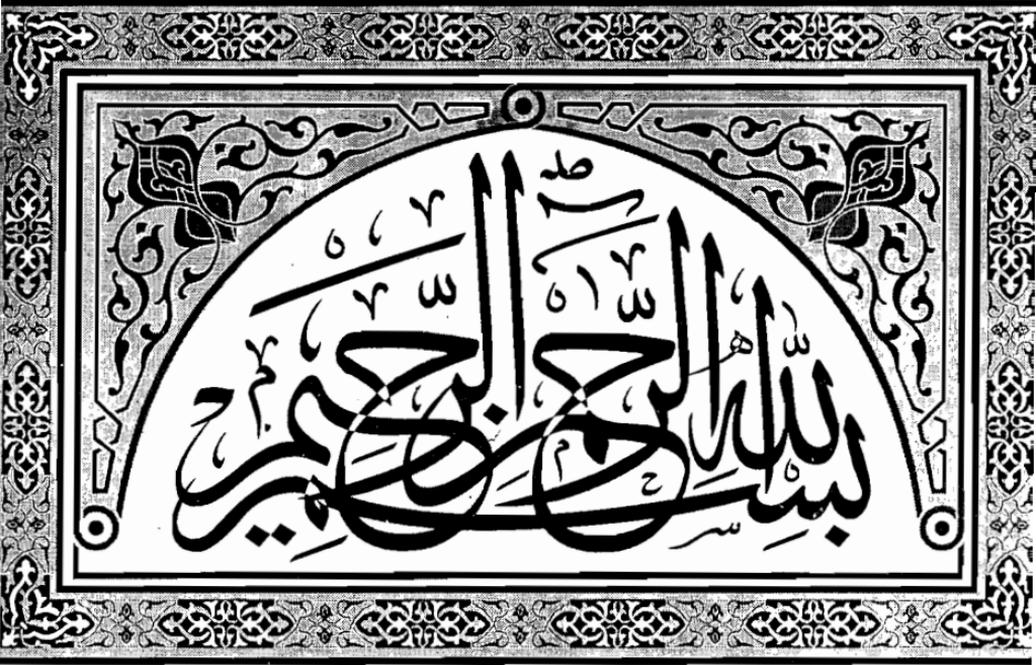
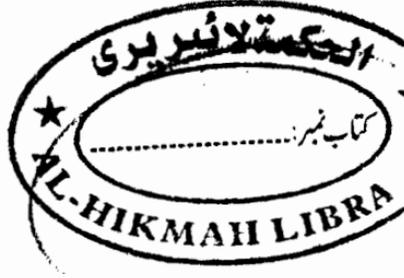
مركز كوكلاء الدعوة
باصطلاح

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب:	انسانیت کا زیور
ترتیب:	حافظ مقصود احمد
ایڈیشن:	اول
سال:	1424ھ بمطابق 2003ء
قیمت:	50 روپے
ناشر:	مرکز دعوت التوحید اسلام آباد۔ پاکستان

ملنے کے پتے

- ۱۔ مرکز دعوت التوحید اسلام آباد۔
- ۲۔ تجلیات طیبہ کشمیری بازار راولپنڈی۔
- ۳۔ مکتبہ دارالبر، اصغر مال روڈ راولپنڈی۔
- ۴۔ مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور۔
- ۵۔ مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مكتبة الامام البخاري
كله في گھر جو ک کراچی

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	نام مصنف	مضامین	نمبر شمار
5	حافظ مقصود احمد	غیر اسلامی ثقافت کی یلغار	1
13	حافظ محمد شہباز حسن	عفت و عصمت کے فضائل	2
29	ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر	اسلام میں عورت کی عزت و تکریم	3
32	قرۃ العین ریحان	دینی تربیت کا فقدان	4
36	حافظ شاہد محمود باجوہ	چہرے کے پردے کی شرعی حیثیت	5
42	مولانا محمد صادق سیالکوٹی	حسن مجروح	6
48	حامد میر	انٹرویو	7
58	حافظ صلاح الدین یوسف	مصنوعی خوبصورتی کی چند اقسام	8
64	ابو اسامہ	ماڈرن ازم کا سیلاب	9
69	ابو محسن	عفت و عصمت کے تحفظ کے لیے تدابیر	10
81	عبدالرزاق المبارک	انگریز عورتوں کا اسلام کی طرف رجحان	11
89	پروفیسر عنایت اللہ مدنی	بے حیائی کی دنیوی اور اخروی سزائیں	12
96	ابوالرزاق حافظ مصطفیٰ صادق	طوفانِ بدتمیزی	13
99	میاں انوار اللہ	ملک و ملت کو بدنام نہ کریں	14
105	ڈاکٹر محمد انور قریشی	غیرت نام تھا جس کا	15
108	ابوحذیفہ	درجہ بدرجہ	16
113	حافظ محمد شہباز حسن	سوال و جواب	17

غیر اسلامی ثقافت کی یلغار

اگر ہم مسلمان ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا مذہب سب سے افضل اور بہتر ہے تو ہمیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اسلام صرف نام کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی خوبیوں کی وجہ سے سب سے افضل ہے، وہ خوبیاں اس کے احکام و مسائل اور دستور و قانون کے اندر ہیں، جن کے متعلق رب کائنات نے فرمایا: ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا“۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۳)۔ ”آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین کے پسند کر لیا“۔ جس دین کو اللہ تعالیٰ نے مکمل بھی کر دیا اور ہمارے لیے پسند بھی فرمایا تو اس دین میں اب کسی اور مذہب کی کوئی چیز شامل کرنے کی گنجائش باقی رہتی ہے نہ اسلام باہر سے کسی نظریے اور ثقافت کی آمیزش کو قبول کرتا ہے۔ دوسروں کے آگے جھولی پھیلانا اور قرض لینا ان کا کام ہوتا ہے جو خود کنگال اور فقیر ہوں، جس کے گھر میں ہر قسم کی نعمت موجود ہو اور اسے کسی چیز کی کمی محسوس نہ ہو تو اس کی غیرت کبھی بھی اجازت نہیں دیتی کہ اپنے سے حقیر کے سامنے ہاتھ پھیلا کر اپنے آپ کو رسوا کرے، اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے اپنی پیاری اور سر بلند امت کو وصیت فرمائی: ”ان اليهود والنصارى لا يصبغون فخالقوهم“۔ (صحیح بخاری)۔ ”یہود و نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے ان کی مخالفت کرو“۔ یہ حکم اسی لیے دیا گیا ہے کہ اسلام کا ہر کام یہود و نصاریٰ سے بہتر ہے، ان کے پاس مسخ شدہ دین ہے جبکہ امت مسلمہ کے پاس مکمل اور محفوظ دین، لیکن اس کے باوجود اگر کوئی اسلام کو چھوڑ کر غیر مسلموں کے طور طریقوں کو پسند کرے تو رحمت کائنات ﷺ نے اسے اپنی امت سے خارج قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا: ”من تشبه بقوم فهو منهم“۔ ”جو کسی قوم کی نقل کرے گا وہ (مسلمانوں میں سے نہیں بلکہ) اسی قوم میں سے ہوگا“۔ قیامت کے دن اس کو اسی کافر قوم کے ساتھ اٹھایا جائے گا جس کی وہ نقل اتارتا رہا، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: ”المرء مع من احب“ (بخاری و مسلم)۔ ”آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا رہا“۔

عقیدہ اور عمل ایک ساتھ: جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، اسلام میں سب کچھ کرنے کی آزادی ہے لہذا جو چاہیں کریں ہماری مسلمانی میں کوئی فرق نہیں پڑتا وہ اپنے آپ کو دھوکہ و فریب دے رہے ہیں، کیونکہ عمل کے بغیر کوئی مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح کو اس طرح لازم و ملزوم قرار دیا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر قابل قبول نہیں جیسا کہ فرمایا: ”وَالْعَصْرُ. إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ“ (سورۃ العصر)۔ ”قسم ہے زمانے کی، بلاشبہ انسان خسارے میں ہے، مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے۔ اسی طرح فرمایا: ”لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ. ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ. إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ“ (سورۃ التین)۔ ”بیشک ہم نے انسان کو بڑا خوبصورت بنایا، پھر ہم نے اسے (نافرمانیوں کی وجہ سے) سب سے نیچے والوں کی طرف لوٹا دیا، مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کیے ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہوگا۔ اسی طرح قرآن مجید میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے جنت کا تذکرہ فرمایا ہے تو اس کا حقدار نیک اعمال کرنے والوں کو قرار دیا ہے۔ ایمان اور عمل کا باہمی تعلق ایسے ہی ہے جیسے ایک درخت کی جڑ کا اس کی شاخوں اور پتوں سے ہوتا ہے۔ جڑ جتنی مضبوط ہوگی اس کی شاخیں اتنی ہی زیادہ پرورش پانے اور پھیلنے والی ہوں گی، جو پھل دار بھی ہوں گی اور سایہ دار بھی۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی ہے: ”أَلَمْ تَرَ كَيْفَ صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكْلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا.“ (سورۃ ابراہیم آیت 24)۔ ”کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ اللہ رب العزت نے کلمہ طیبہ کی مثال کیسے بیان فرمائی؟ جیسا کہ پاکیزہ درخت ہو جس کی جڑ مضبوط ہو اور اس کی شاخیں آسمان میں ہوں جو ہر وقت اپنے رب کے حکم سے پھل دیتا ہو۔“ مومن کی مثال پھل دار مضبوط جڑ اور وسیع و عریض شاخوں والے درخت سے دی گئی ہے، یہ پھل دار شاخیں اعمال صالحہ ہیں، جس طرح شاخوں اور پتوں کے بغیر درخت کی کوئی حیثیت نہیں، اسی طرح عمل کے بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں، ایمان والوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے درخت کے ساتھ تشبیہ دی ہے، جیسا کہ فرمایا: ”وَمَثَلُهُمْ فِي الْآنْحِيلِ كَمَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ

سُوْفِهِ يَعْجَبُ الزَّرَّاعَ لِيَعِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ“ (سورة الفتح آیت 29)۔ ”انجیل میں ایمان والوں کی مثال اس طرح بیان کی گئی ہے جیسے کھیتی ہو۔ اس نے اپنی کونپیل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا، پھر وہ طاقتور ہو کر اپنی جڑ پر کھڑی ہو گئی، جو کسانوں کو بڑی بھلی لگتی ہے، تاکہ کافر (دشمن) اسے دیکھ کر جل بھن جائیں“۔

ایمان والوں کا یہ تعارف اللہ تعالیٰ نے انجیل میں بھی کروایا اور قرآن مجید میں بھی، اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ان کے مضبوط ایمان اور اعلیٰ کردار کو دیکھ کر کافر جل بھن جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل صالح کے بغیر مسلمان کوئی حیثیت نہیں رکھتا، مسلمان تو وہ ہے جس کے بلند کردار کو دیکھ کر کافر حسد کی آگ میں جل جائیں۔

یہ آیت مبارکہ آج کے حالات پر من و عن صادق آ رہی ہے، دنیا کی کافر طاقتیں خصوصاً یہود و نصاریٰ مسلمان حکمرانوں اور جرنیلوں سے نہیں ڈرتے، وہ ان ایمان والوں سے ڈرتے ہیں جو کتاب و سنت کے عامل و حامل ہیں۔ اسی لیے وہ سازشوں کے ذریعے سے مسلمانوں کے معاشرے میں بے حیائی پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ وہ صاحب ایمان و کردار نہ رہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی سازشوں کو بے نقاب فرما دیا ہے تاکہ ایمان والے باخبر ہو جائیں، فرمایا: ”وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَزُوْا كُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنْ اسْتَطَاعُوْا“۔ (سورة البقرة آیت 217)۔ ”وہ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ تمہیں تمہارے دین سے گمراہ کر دیں اگر ان کا بس چلے“۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں آگاہ فرما دیا ہے کہ کافروں کی جنگ قیامت تک جاری رہے گی، نیز ان کی یلغار کا مقصد مسلمانوں کو ان کے دین سے منحرف کرنا ہوگا، منحرف کرنے کے لیے ضروری نہیں کہ وہ قتل و غارت والی جنگ کریں، اس کے لیے جس ہتھیار کو موثر سمجھیں گے وہ تمہارے خلاف استعمال کریں گے، اقتصادیات کا ہتھیار، ثقافت کا ہتھیار، بے حیائی کا ہتھیار، حقوق انسانیت اور آزادی نسواں کا ہتھیار، میڈیا اور پروپیگنڈے کا ہتھیار، لالچ کا ہتھیار، خوف و ہراس کا ہتھیار، ٹیکنالوجی و ترقی کا ہتھیار، اختلاف امت کا ہتھیار، دہشت گردی کے الزام کا ہتھیار، جوڑ توڑ اور سازشوں کا ہتھیار۔ الغرض! ایمان والوں کو گمراہ کرنے کے لیے وہ قیامت تک ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہیں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس وہ ایمان و کردار کی دولت دیکھنا گوارا نہیں

کرتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاءً“ (سورۃ النساء آیت 89)۔ ”وہ (کافر اور منافق) چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کی طرح کافر بن جاؤ اور ان جیسے ہو جاؤ“۔

اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اہل کفر کی چالوں کو سمجھیں۔ جن بد اعمالیوں میں وہ مبتلا ہیں ہمیں بھی ان میں پھنسنا چاہتے ہیں۔ اسی لیے ہمارے پیارے نبی ﷺ نے حکم دیا ہے کہ ہم ”یہود و نصاریٰ کی مخالفت کریں“۔ ہمارے دین نے جو تہذیب و ثقافت ہمیں عطا کی ہے وہ سب سے بہتر ہے۔ اسی میں ہماری عزت اور وقار ہے، اس کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی اور کی طرف دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہود و نصاریٰ کی سازشوں کا سلسلہ تو بہت دراز ہے۔ یہاں ہم چند چیزوں کا جائزہ لیتے ہیں کہ وہ کس طرح ہمارے ایمان پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور ہم اپنے دفاع سے غافل ہوئے بیٹھے ہیں۔

۱۔ لباس: ہماری شریعت مطہرہ نے لباس کے متعلق ہماری پوری پوری راہنمائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لباس کی اہمیت اور مقصد کو اس طرح بیان فرمایا: ”يَبْنِيْ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْنِكَم لِبَاسًا يُؤَدِّرِيْ سَوَاتِكُمْ وَرِيْسًا وَّلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ“ (سورۃ الاعراف آیت 26)۔ ”بے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس کو نازل فرمایا جو تمہاری ستر پوشی کرتا ہے اور زینت کا باعث بھی ہے اور تقویٰ کا لباس بہترین لباس ہے“۔ اس آیت مبارکہ میں چند چیزیں قابل غور ہیں: ۱۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو مخاطب فرمایا کیونکہ لباس انسانیت کی شرافت اور عزت کا باعث ہے جو حیوانوں سے انسان کو ممتاز کرتا ہے۔ ۲۔ لباس عطا کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے جو کہ انسان کے لیے باعث افتخار ہے۔ ۳۔ لباس زمین سے حاصل کیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اسے نازل فرمایا، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ لباس اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا انعام اور خاص تحفہ ہے۔ ۴۔ لباس اصل میں وہ ہے جو جسم کے اعضاء کو چھپاتا ہو، وہ لباس نہیں جو جسم کے انگ انگ کی نمائش کرتا ہو۔ ۵۔ اسلامی لباس میں خوبصورتی اور زینت پائی جاتی ہے۔ ۶۔ جس طرح جسم چھپانے کے لیے ظاہری لباس ضروری ہے اسی طرح ایمان کی حفاظت کے لیے تقویٰ کا لباس بھی ضروری ہے۔ ۷۔ تقویٰ ایسا بہترین لباس ہے جس سے انسان کے عمل اور کردار میں

خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔

معلوم ہوا کہ ستر پوشی والا لباس ہمارے دین کا حصہ ہے، اسی طرح ہمارے علاقائی لباس مثلاً سندھی، بلوچی، پٹھانی اور پنجابی لباس سب جسم کو ڈھانپنے والے اور شرم و حیا والے لباس ہیں، مگر یہود و نصاریٰ کی گہری سازشوں نے ہمیں اپنے لباس سے بہت حد تک محروم کر کے اپنا عریاں لباس پہنا دیا، انگریز کا لباس پہنتے وقت ہم اپنے وطن کی محبت اور قومی غیرت کو بھول گئے، ایک طرف تو ہم اتنے غیرت مند ہیں کہ سندھی پنجابی کا لباس پہننے کو تیار نہیں، پنجابی پختونوں کا لباس زیب تن کرنا گوارا نہیں کرتے، حالانکہ ہمارے علاقائی سارے لباس اچھے اور پردے والے ہیں۔ مگر دوسری طرف ہماری غیرت کو پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہے کہ سندھی، بلوچی، پنجابی اور پختون اپنا اپنا لباس پھینک کر انگریزوں کا لباس پہن کر فخر محسوس کرتے اور اپنے آپ کو تہذیب کے اعلیٰ مقام پر فائز سمجھتے ہیں، میں انگریز کا لباس پہننے والے غیر مند پاکستانیوں سے پوچھتا ہوں کہ کبھی کسی انگریز کو بھی پاکستانی لباس پہنے ہوا دیکھا ہے؟ انگریز اپنی توہین سمجھتا ہے کہ اپنا قومی لباس چھوڑ کر پاکستانی یا عربی لباس پہنے، مگر ہم ہیں کہ اپنا بہتر لباس چھوڑ کر اور اپنی قومی و ملی غیرت کو تاج کر انگریز کی ثقافت سے پیار کرتے ہیں؟ اور یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم نے صرف ان کا لباس ہی نہیں پہنا بلکہ درحقیقت اسلام اور اپنے ملک کے وقار کو یہودیت و عیسائیت کی دہلیز پر رسوا بھی کیا ہے، جس انگریز کو ہمارے اسلاف نے دو صد سالہ جدوجہد آزادی کے بعد ہندوستان سے نکلنے پر مجبور کیا تھا۔ آج اس کا لباس پہن کر ہم اسے یہ پیغام دے رہے ہیں کہ ہم ٹیپو سلطان اور 1857ء کی جنگ آزادی کے پاسبانوں سے محبت نہیں کرتے بلکہ ہمیں تو آپ کی غلامی پر فخر اور آپ کے طور طریقوں سے محبت ہے..... کاش کہ ہم لباس کی اہمیت اور دین و وطن کے ساتھ اس کے تعلق کو سمجھ لیں اور اپنی تہذیب و ثقافت کی اسی طرح سنبھال کر رکھیں جس طرح کوئی چوروں اور ڈاکوؤں کو دیکھ کر اپنے سامان اور مال کی حفاظت کرتا ہے۔

زبان: زبان کا ثقافت اور نظریات سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ زبانوں کے اختلاف کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا مظہر قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ”وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاختلافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ“ (سورۃ الروم آیت 22)۔ ”آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا اور

زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔ زبانوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بہتر زبان عربی ہے، جو دنیا میں قرآن مجید اور صاحب قرآن سید الانبیاء والرسول نبی اکرم ﷺ کی زبان ہے اور آخرت میں اہل جنت کی زبان ہوگی۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ”تعلموا العربية فانها من دينكم“۔ ”اے لوگو! عربی زبان سیکھو، اس لیے کہ اس کا تعلق تمہارے دین سے ہے۔ معلوم ہوا کہ زبان اور نظریے کا بڑا گہرا تعلق ہے، جو عربی زبان کی مدد سے دین سیکھتے ہیں ان کو دین میں زیادہ رسوخ حاصل ہوتا ہے، آج انسان کی زندگی ٹیکنالوجی کی محتاج ہو چکی ہے، چونکہ سائنس و ٹیکنالوجی کے فنون زیادہ تر انگریزی زبان میں ہیں، جس کی بنا پر ہم نے انگریزی کو اپنی مجبوری بنا لیا اور اپنی تمام تر توجہات، محنتوں اور کاوشوں کا محور اسی زبان کو بنا لیا۔ پھر زبان کے ساتھ ساتھ انگریزی کلچر ہماری زندگی کا حصہ بلکہ ہمارے رگ و ریشے میں سماتا چلا گیا، اسلامی اور انگریزی کلچر ایک دوسرے کی ضد ہیں، ایک طرف تو عربی زبان سے بے اعتنائی کی وجہ سے ہم اپنے دین کا فہم حاصل کرنے سے محروم رہے تو دوسری طرف انگریزی زبان کے شوق کی وجہ سے غیر اسلامی ثقافت کے رنگ میں رنگتے چلے گئے، اس طرح یہود و نصاریٰ جو مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے اس میں وہ سو فیصد کامیاب ہو گئے۔ اب انگریزی زبان کی وساطت سے ہر مسلمان ملک میں یہود و نصاریٰ کے کلچر کا پرچار کرنے والے بڑی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ انگریزوں میں بھی مستشرقین نے عربی زبان کو سیکھا لیکن ہمارے دین میں شکوک و شبہات پیدا کرنے اور ہماری تاریخ کو مسخ کرنے کے لیے، لیکن ہم مسلمان انگریزی زبان سیکھتے ہیں تو فخر کا اظہار کرنے کے لیے کہ ”ہچو ما دیگرے نیست“۔

افسوس کی بات ہے کہ یہ وہاں صرف مسلمانوں میں ہی پائی جاتی ہے، حالانکہ مسلمانوں کے پاس انگریزی سے بدرجہا بہتر عربی زبان موجود ہے، دیگر اقوام اپنی اپنی زبان کے بارے میں بڑا تعصب رکھتی ہیں، اس لیے کہ زبان ماں کی طرف منسوب ہوتی ہے اور ماں کا نام سن کر غیرت کا پیدا ہونا فطری امر ہے۔ خود یورپی ممالک میں جرمن، یونانی، ڈچ، فرانسیسی اور دیگر معاشرے جو اپنی اپنی علاقائی زبانیں رکھتے ہیں وہ انگلش سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ کوئی اجنبی اگر انگلش زبان میں ان سے معلومات حاصل کرنا چاہے تو وہ ازراہ نفرت انگلش جاننے کے باوجود بولنے سے

انکار کر دیتے ہیں، کیونکہ وہ اپنی مادری زبان کو چھوڑ کر اجنبی زبان میں گفتگو کرنا اپنی غیرت کے منافی سمجھتے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو پتہ نہیں کیا ہو گیا، ہماری غیرت پتہ نہیں کہاں کھو گئی؟ کہ ہم غیروں کی نقالی کر کے اور منہ کا حلیہ بگاڑ کر پنجابی لہجے میں انگلش بول کر بڑا فخر محسوس کرتے ہیں، میں نے اپنے ملک کے اکثر بیوروکریٹس کو گفتگو کرتے ہوئے سنا ہے کہ وہ اردو انگلش میکس بول کر اپنے بڑے پن کا اظہار کرتے ہیں، ان کے بڑے ہوئے منہ اور ٹیڑھی زبانیں دیکھ کر بڑا ترس آتا ہے کہ یہ بیچارے کتنی مشقت سے انگلش بولنے کی مہم جوئی کر رہے ہیں، مگر اس طرح یہ ساری زندگی بھی لگے رہیں تو کسی گنوار گورے کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے، لیکن انہیں یہ زعم ہے کہ ہم بڑی شے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگ اکثر (الاماشاء اللہ) اسلامی معاشروں سے سخت بیزار اور انگریزوں کے مدح خواں نظر آتے ہیں۔

مغربی ممالک کو ہمارے تعلیمی اداروں سے دلچسپی محض اس لیے ہے کہ ہماری تعلیم ان کے کلچر کی ترجمان ہے، دینی مدارس میں بھی تعلیم ہی دی جاتی ہے مگر ان کے ساتھ ایک فیصد بھی تعاون نہیں کیا جاتا۔ بلکہ دینی مدارس کا نصاب تعلیم بدلنے اور عربی کو کم کر کے اس کی جگہ انگلش رائج کرنے کے لیے حال ہی میں امریکہ نے کروڑوں ڈالر کی امداد پاکستان کو دینے کا اعلان کیا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو انگریز کی ذہنی اور فکری غلامی سے آزاد رکھنے کے لیے انگلش کے ساتھ ساتھ عربی زبان اور دینی تعلیم سے بھی آراستہ کریں تاکہ ان میں مسلمان اور پاکستانی ہونے کا شعور بیدار رہے۔

میڈیا وار: اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا یہود و نصاریٰ کی پرانی عادت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں بھی انہوں نے ایسی سازشیں کیں مگر منہ کی کھائی، اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش کو قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا: ”وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنُوا بِالَّذِي أُنزِلَ عَلَيْنَا آمَنُوا وَجَهَ النَّهَارِ وَاتَّخَفُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ“ (سورۃ آل عمران - آیت ۷۲)۔ ”اہل کتاب کے ایک گروہ نے یہ سازش کی کہ صبح کے وقت قرآن مجید پر ایمان لے آؤ اور شام کو کفر کا اعلان کر دو تاکہ دوسرے لوگ بھی اسلام سے منحرف ہو جائیں۔“

آج دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ پر یہود و نصاریٰ اور ان کے ہمنواؤں کا تسلط ہے۔ وہ جو

چاہتے ہیں دنیا کو دکھاتے ہیں، حقائق کو مسخ کرنا اور حق و باطل میں التباس پیدا کرنا ان کی پرانی عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تشبیہ فرمائی ہے: ”وَلَا تَلْبَسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ“۔ (سورۃ البقرۃ آیت: 42)۔ ”اے بنی اسرائیل! حق و باطل کو خلط ملط نہ کرو اور جان بوجھ کر حق کو مت چھپاؤ“۔

یہود و نصاریٰ کی میڈیا جنگ آج عروج پر ہے، مسلمان کا نماز پڑھنا، سچ بولنا، اپنے بھائیوں کی مدد کرنا اور دین کی طرف دعوت دینا دہشت گردی ہے۔ حتیٰ کہ خود مسلمان حکمران ”بنیاد پرستی“ کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے اپنی ہی عوام اور مسلمان بھائیوں کو خاک و خون میں تڑپا رہے ہیں۔ آج مسلمانوں کو جتنی ذہنی اور جسمانی اذیتیں پہنچائی جا رہی ہیں۔ دنیا کی کسی کمزور سے کمزور اور گھٹیا سے گھٹیا قوم کو بھی ان کا سامنا نہیں۔ اس کے باوجود دہشت گرد مسلمان ہی ہیں، وہ نہیں جو ہمارے نظریات و عقائد پر چاروں طرف سے حملہ آور ہو رہے ہیں، جو ہماری اسلامی روایات کو تبدیل کر رہے ہیں، جو ہماری نسلوں کو عریانی کی طرف ہانک کر لے جا رہے ہیں، جو بروج اور ارض و سماء کے مابین خلاؤں اور فضاؤں کو شرفساد سے بھر رہے ہیں، بلکہ وہ حقوق انسانیت کے علمبردار ہیں..... یہ سب کچھ میڈیا کا کمال ہے۔ اگر دین سے وابستگی رکھنے والے طبقے نے کفار و منافقین کی طرف سے مسلط کی گئی میڈیا یلغار کا دفاع کرنے کے لیے منصوبہ بندی نہ کی تو انگریز کی غلامی سے نکلنا امر محال ہو جائے گا۔

ان حالات میں حکومت، پالیسی ساز اداروں، علماء کرام، والدین اور عوام الناس کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کی لیے مجلۃ ”دعوة التوحید“ کی خاص اشاعت بعنوان ”عفت و عصمت“ کا اہتمام کیا گیا ہے، جو کتاب کی شکل میں بھی ”انسانیت کا زیور“ کے نام سے شائع کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

حافظ مقصود احمد

حافظ محمد شہباز حسن

عفت و عصمت کے فضائل

تحفظ عفت و عصمت اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو پاکدامن رہنے کی تلقین کی ہے۔ عفت و عصمت کی حفاظت کے لئے تمام اسباب و وسائل کو بروئے کار لانے کا حکم دیا ہے اس لئے کہ عفت کے ضائع ہونے سے سیرت کی بنیادیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ جب انسان جنسی آوارگی کا شکار ہو جاتا ہے تو اس کی زندگی کے دوسرے پہلوؤں سے بھی اخلاقی بندشیں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں۔ یہی وہ دروازہ ہے جہاں سے شیطنیت بآسانی داخل ہو کر پوری انسانی طبیعت کو متاثر کر سکتی ہے۔

عفت و عصمت کی اہمیت کے پیش نظر رحمت دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعلیم آغاز اسلام سے ہی دینا شروع کر دی تھی۔ جس کا ایک ثبوت ابوسفیان کا وہ اعلان ہے جو انہوں نے شاہ روم کے سامنے کیا تھا۔ ابوسفیان (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) ہرقل کے پاس حاضر ہوئے۔ ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا وہ (نبی اکرم ﷺ) آپ کو کون باتوں کی تعلیم دیتے ہیں؟ تو ابوسفیان نے جواب دیا وہ کہتا ہے:۔ اعبدوا اللہ وحدہ ولا تشرکوا بہ شیئا واترکوا ما یقول اباؤکم و یا امرنا بالصلاة والصدق والعفاف والصلوة (صحیح بخاری باب کیف کا بدو الوحی الی رسول اللہ ﷺ) ”ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور جو کچھ تمہارے باپ دادا کہتے ہیں اس کو چھوڑ دو۔ وہ ہمیں نماز، سچائی، عفت (پاکدامنی) اور صلہ رحمی کا حکم کرتا ہے۔“

نبی اکرم ﷺ مردوں اور عورتوں سے جن امور پر بیعت لیتے تھے ان میں سے ایک امر عفت و عصمت کی حفاظت بھی تھا۔ عباده بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں تھے آپ نے ہم سے فرمایا: تبایعونی علی ان لاتشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا

تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببهتان تفترونه بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصونی فی معروف. فمن وفی منکم فاجرہ علی اللہ ومن اصاب من ذلك شیئا فعوقب به فی الدنیا فهو کفارة له ومن اصاب من ذلك شیئا فستره اللہ فامرہ الی اللہ ان شاء عاقبه وان شاء عفا عنه (صحیح بخاری - کتاب الاحکام باب بیعة النساء، کتاب الایمان باب حلاوة الایمان) ”تم میری اس بات پر بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرو گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنے بچوں کو قتل نہیں کرو گے اور خود گھڑ کر کسی پر بہتان نہیں لگاؤ گے اور کسی معروف کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔ جس نے اس بیعت کو پورا کیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور جس نے ان کاموں میں کسی کام میں نافرمانی کی اور دنیا میں اسے اس کی سزا مل گئی تو وہ اس کا کفارہ ہو گئی اور اگر کسی نے کسی معاملہ گناہ کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی بھی کر دی اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہ چاہے تو اسے سزا دے اور چاہے تو معاف کر دے۔“ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے ان امور پر آپ ﷺ کی بیعت کر لی (ایضاً)۔ آپ ﷺ یہی بیعت (جس میں عفت و عصمت کی بیعت بھی شامل ہے) خواتین سے بھی لیا کرتے تھے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے: **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبِيَعُكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعُهُنَّ وَاسْتَعْفِفْنَ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ** (سورة الممتحنة آیت ۱۲) ”اے پیغمبر! جب مسلمان عورتیں آپ سے ان باتوں پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا کاری نہ کریں گی، اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں گی اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں پیروں کے سامنے گھڑ لیں اور کسی نیک کام میں تیری نافرمانی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت کر لیا کریں، اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے اور معاف کرنے والا ہے۔“ ایسی ہی عورتوں کی تعریف میں قرآن نے **فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ**

حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ كہا ہے۔

ملاحظہ: آپ ﷺ عورتوں سے بیعت زبانی کلامی لیا کرتے تھے آپ نے اپنا ہاتھ کبھی کسی اجنبی عورت سے چُج نہیں کیا۔ سبحان اللہ کیا پاکدامنی ہے امام کائنات کی! ایک اور آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ پاک دامن رہنے کا حکم دیتے ہیں: **وَلَيْسَتَعْتَفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتَبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَآتَوْهُمْ مِنْ مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ وَلَا تُكْرَهُوا فَتَيِّبِكُمْ عَلَى الْإِبْغَاءِ إِنْ أَرَدْتُمْ تَحْصِنًا لَتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهِنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ** (سورۃ النور آیت ۳۳) ”اور ان لوگوں کو پاک دامن رہنا چاہیے جو نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے مالدار بنا دے، تمہارے غلاموں میں سے جو کوئی کچھ تمہیں دے کر آزادی کی تحریر کرانی چاہے تو تم ایسی تحریر نہیں کر دیا کرو اگر تم کو ان میں کوئی بھلائی نظر آتی ہو اور اللہ نے جو مال تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے انہیں بھی دو، تمہاری جو لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہیں انہیں دنیا کی زندگی کے فائدے کی غرض سے بدکاری پر مجبور نہ کرو اور جو انہیں مجبور کر دے تو اللہ تعالیٰ ان (بے چاریوں) پر جبر کے بعد بخش دینے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔“

اپنی عصمت و عزت کی حفاظت کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کئی ایک انعامات کا وعدہ کیا ہے چند انعامات کا تذکرہ مندرجہ ذیل عناوین کے تحت کیا جاتا ہے۔

مغفرت، اجر عظیم اور رزق کریم: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومن مردوں اور عورتوں کے اوصاف حمیدہ بیان کئے ہیں۔ ان اوصاف پر ان سے مغفرت، بخشش کی دولت بیش بہا اور اجر عظیم کی نعمت لازوال کا وعدہ کیا ہے۔ ان اوصاف میں سے عفت و عصمت بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَنِينَ وَالْقَنَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَشِيعِينَ وَالْخَشِيعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَفِظِينَ وَالْحَفِظَاتِ وَالذَّكِرِينَ وَالذَّكِرَاتِ وَاللَّهُ كَثِيرًا**

وَالذَّكْرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (سورة الاحزاب آیت ۳۵) "بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والیاں ان (سب کے) لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔" ایک اور آیت کریمہ میں عقیف لوگوں کے لئے اعلان مغفرت ہے اور ساتھ ساتھ رزق کریم (عزت کی روزی) کا بھی وعدہ کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (سورة النور آیت ۲۶)۔

فوز و فلاح: کامیابی حاصل کرنے کے لئے مومن میں جن اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے ان میں سے ایک وصف تحفظ عفت بھی ہے۔ سورة المؤمنون کے آغاز میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ "مومن فلاح پاگئے" کون سے مومن؟ آگے ان مومنین کی صفات بیان کیں۔ ان میں ایک صفت یہ بیان کی: وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ (آیت ۶) "وہ لوگ (مومن) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں" ایسا کیوں نہ کرتے جبکہ ان کے خالق و مالک نے ان کو عقیف رہنے کا حکم دیا تھا (سورة النور آیت ۳۰، ۳۱)

عقیف انسان کے حق میں حیران کن شہادتیں: - عفت و عصمت کو اللہ تعالیٰ نے اتنی اہمیت دی ہے کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ کے نیک اور عقیف بندوں پر بہتان لگایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے خود ان کی پاکدامنی اور عصمت کو بیان کیا اور عام قواعد کے خلاف ان کی صفائی و طہارت میں شہادتیں دلوائیں اور ان کی عزت پر حرف نہ آنے دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ہاجر ابراہیم علیہ السلام بسارة فدخل بها قرية فيها ملك من الملوک او جبار من الجبابرة فقیل دخل ابراہیم بامرأة هی من احسن

النساء فارسل اليه ان يا ابراهيم من هذه التي معك؟ قال اختى ثم رجع اليها فقال لا تكذبي حديثى فانى اخبرتهم انك اختى والله ان على الارض مومن غيرى وغيرك فارسل بها اليه فقام اليها فقامت توحى وتصلى فقالت اللهم ان كنت امنك بك وبرسولك واحصنت فرجى الا على زوجى فلا تسلط على الكافر فغط حتى ركض برجله قال الاعرج قال ابوسلمة بن عبدالرحمن ان اباهريرة قال قالت اللهم ان يمك يقال هى قتلتها فارسل ثم قام اليها فقامت توحى وتصلى ويقول اللهم ان كنت امنك بك وبرسولك فاحصنت فرجى الا على زوجى فلا تسلط على هذا الكافر فغط حتى ركض برجله قال عبدالرحمن قال ابوسلمة قال ابوهريرة فقالت اللهم ان يمك يقال هى قتلتها فارسل فى الثانية او فى الثالثة فقال والله ما ارسلتم الى الا شيطانا ارجعوها الى ابراهيم واعطوها اجر فرجعت الى ابراهيم عليه السلام فقالت اشعرت ان الله كبت الكافر واخدم وليدة (صحیح بخارى كتاب البيوع باب شراء المملوك من الحربى وهبته وعتقه) "ابراهيم عليه السلام حضرت ساره (اپنى بيوى) كوله كرنمود كے ملك سے هجرت كر گئے پھر ايك بستی ميں پہنچے وہاں ايك بادشاہ تھا يا ايك ظالم شخص۔ كسى نے اس كو خبر دى كه ابراهيم ايك نہایت خوبصورت عورت اپنے ساتھ لے كر آئے ہیں بادشاہ نے ان سے پوچھا ابراهيم یہ عورت تمہارى كيا لگتى ہے؟ (اس كو ميرے پاس بھیج دو) انہوں نے کہا ميرى بہن ہے پھر حضرت ابراهيم لوٹ كر ساره كے پاس گئے اور ان سے کہا تم مجھ كو جھوٹا امت كرنا ميں نے يوں کہہ ديا ہے تم ميرى بہن ہو اللہ تعالٰى كى قسم اس وقت روئے زمين پر ميرے اور تمہارے سوا كوئى مومن نہيں ہے پھر بادشاہ كے پاس ساره كو بھیج ديا۔ بادشاہ ان كے پاس گیا وہ وضو كر كے نماز پڑھ رہى تھيں انہوں نے یہ دعا كى يا اللہ! اگر ميں تجھ پر اور تيرے پيغمبر پر ايمان لائى ہوں اور ميں نے اپنى شرمگاہ كو خاوند كے سوا اور سب سے بچايا ہے تو اس كافر كا زور مجھ پر مت چلا یہ دعا كرنا ہى تھا كه وہ كافر (زمين پر گر كر) خراسے ليئے لگا پاؤں مارنے لگا۔ ابوہريرة رضى اللہ عنہ نے کہا ساره كہنے لگيں يا اللہ اگر كہيں یہ مر گیا

تو لوگ کہیں گے میں نے مار ڈالا پھر وہ اچھا ہو گیا اور سارہ کی طرف اٹھا وہ وضو کر کے کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگیں اور یوں دعا کی یا اللہ اگر میں تجھ پر اور تیرے پیغمبر پر ایمان لائی ہوں اور خاوند کے سوا سب سے میں نے اپنی شرمگاہ کو بچایا ہے تو اس کافر کا زور مجھ پر مت چلا! یہ دعا کرتے ہی وہ کافر (گر کر) خرانے مارنے لگا اور پاؤں زمین پر ہلانے لگا ابوسلمہ نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سارہ کہنے لگیں یا اللہ اگر کہیں یہ کافر مر گیا تو لوگ کہیں گے میں نے مار ڈالا وہ اچھا ہو گیا خیر دوسری بار یا تیسری بار وہ لوگوں سے کہنے لگا اللہ کی قسم تم یہ عورت کیا لائے ہو شیطان ہے اس کو ابراہیم ہی کے پاس لے جاؤ اور ہاجرہ ایک لونڈی میری طرف سے اس کو دو پھر وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس لوٹ آئیں اور کہنے لگیں تم نے دیکھا اللہ نے کافر کو ذلیل بھی کیا اور ایک لونڈی بھی دلوائی۔"

سیدنا یوسف علیہ السلام کے حق میں اس عورت سے بھی گواہی دلوائی جو ان کی عفت کے درپہ تھی۔ جس میں اس نے کہا تھا: وَلَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ (سورہ یوسف آیت ۳۵) "وہ اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاکدامن رہا" دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اٰهْلِهَآ اِنْ كَانَ قَمِيصُهٗ قَدْ مِّنْ قَبْلِ فَصَدَقَتْ وَ هُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَاِنْ كَانَ قَمِيصُهٗ قَدْ مِّنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فَلَمَّآ رَا قَمِيصَهٗ قَدْ مِّنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ يُّوْسُفُ اَعْرَضْ عَنْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرْ لِيْ لَدُنْكَ اِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ (سورہ یوسف آیات ۲۶-۲۹) "اور عورت کے قبیلے ہی کے ایک شخص نے گواہی دی کہ اگر اس کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہو تو عورت سچی ہے اور یوسف جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ اور اگر اس کا کرتا پیچھے کی جانب سے پھاڑا گیا ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یوسف سچوں میں سے ہے۔ خاوند نے جو دیکھا کہ یوسف کا کرتا پیٹھ کی جانب سے پھاڑا گیا ہے تو صاف کہہ دیا کہ یہ تو تم عورتوں کی چال بازی ہے، بیٹک تمہاری چال بازی بہت بڑی ہے۔"

حضرت مریم عقیقہ پر یہودیوں نے (لَقَدْ جُنَّتْ شَيْئًا فَرِيًّا كَبِهَ كَر) تہمت لگائی تھی اللہ تعالیٰ نے مریم صدیقہ کی پاکدامنی کی گواہی دودھ پیتے بچے سے دلوائی تھی لوگوں نے کہا ہم گود کے بچے سے کیسے باتیں کریں۔ عیسیٰ علیہ السلام گویا ہوئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنِّي عَبْدُ اللَّهِ اِنِّي الْكِتٰبُ وَجَعَلْنِي نَبِيًّا وَجَعَلْنِي مُبْرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصِنِي بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَ بَرًّا اَبُو الدِّيْنِي وَ لَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا وَ السَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَ يَوْمَ اَمُوتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا (سورۃ مریم آیات ۲۹-۳۳) ”میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اپنا پیغمبر بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں بھی میں ہوں، اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک بھی میں زندہ رہوں۔ اور اس نے مجھے اپنی والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے اور مجھے سرکش اور بد بخت نہیں کیا۔ اور مجھ پر میری پیدائش کے دن، میری موت کے دن اور جس دن کہ میں دوبارہ زندہ کھڑا کیا جاؤں گا، سلام ہی سلام ہے۔“ حضرت مریم طاہرہ کی طہارت کی گواہی اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر دی ہے ارشاد ربانی ہے: وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي اٰحْصٰنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُوْحِنَا وَ صَدَقْتُ بِكَلِمٰتِ رَبِّيْهَا وَ كَتَبْنَا وَ كَانَتْ مِنَ الْفٰئِزِيْنَ (سورۃ تحریم آیت ۱۲) ”اور (مثال بیان فرمائی) مریم بنت عمران کی جس نے اپنے ناموس کی حفاظت کی پھر ہم نے اپنی طرف سے اس میں جان پھونک دی اور اس (مریم) نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور عبادت گزاروں میں سے تھی۔“ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: وَ الَّتِي اٰحْصٰنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُوْحِنَا وَ جَعَلْنَاهَا وَ ابْنَهَا اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (سورۃ الانبياء آیت- ۹۱) ”اور وہ پاکدامن بی بی جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی ہم نے اس میں اپنی طرف سے جان پھونک دی اور خود انہیں اور ان کے بیٹے کو تمام جہان کے لئے نشانی بنا دیا“

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکدامنی میں سورۃ النور کی سولہ آیات نازل کیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ اَوْلٰئِكَ مُّبَرَّءٌ وَّنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّعْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ (آیات ۱۱ تا ۲۶) ”جو

لوگ یہ بہت بڑا بہتان باندھ لائے ہیں یہ بھی تم میں سے ہی ایک گروہ ہے۔ تم اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو، بلکہ یہ تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ ہاں ان میں سے ہر ایک شخص پر اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا ہے اور ان میں سے جس نے اس کے بہت بڑے حصے کو سرانجام دیا ہے اس کے لیے عذاب بھی بہت بڑا ہے۔ اسے سنتے ہی مومن مردوں عورتوں نے اپنے حق میں نیک گمانی کیوں نہ کی اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا صریح بہتان ہے۔ وہ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے؟ اور جب گواہ نہیں لائے تو یہ بہتان باز لوگ یقیناً اللہ کے نزدیک محض جھوٹے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتا تو یقیناً تم نے جس بات کے چرچے شروع کر رکھے تھے اس بارے میں تمہیں بہت بڑا عذاب پہنچتا۔ جبکہ تم اسے اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے اور اپنے منہ سے وہ بات نکالنے لگے جس کی تمہیں مطلق خبر نہ تھی، گو تم اسے ہلکی بات سمجھتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی۔ تم نے ایسی بات کو سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات منہ سے نکالنی بھی لائق نہیں۔ یا اللہ تو پاک ہے، یہ تو بہت بڑا بہتان ہے اور تہمت ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی بھی ایسا نہ کرنا اگر تم سچے مومن ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے اپنی آیتیں بیان فرما رہا ہے، اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔ جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزو مند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں، اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم پر عذاب اتر جاتا) اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ بڑی شفقت رکھنے والا مہربان ہے۔ ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔ جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ تو بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرے گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے، کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب سننے والا سب جاننے والا ہے۔ تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں، مسکینوں اور مہاجرین کو فی سبیل اللہ دینے سے قسم نہ کھالینی چاہیے، بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کرنا

چاہیے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرمادے؟ اللہ تعالیٰ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے۔ جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔ جبکہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ اس دن اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا بدلہ حق و انصاف کے ساتھ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے (اور وہی) ظاہر کرنے والا ہے۔ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لائق ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لائق ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لائق ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لائق ہیں۔ ایسے پاک لوگوں کے متعلق جو کچھ بھواس وہ (بہتان باز) کر رہے ہیں وہ (مومن) ان سے بالکل بری ہیں، ان مومنوں کے لیے بخشش ہے اور عزت والی روزی“۔

عفیف لوگ خواہ ان کی دنیوی حیثیت کتنی ہی دگرگوں کیوں نہ ہو قابل رشک ہیں۔ یہی لوگ تو ہیں جن کی پاکدامنی اور طہارت کو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قانون تبدیل فرمادیا۔ روٹین بدل دی اور خرق عادت ان کے حق میں شہادتیں دلوائیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لم یتکلم فی المہد الا ثلاثۃ : اللهم اجعلنی مثلھا (صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب : واذا کرمی الکتاب مریم، صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تقدیم بر الوالدین علی التطوع بالصلوۃ وغیرھا)“ کوئی لڑکا جھولے میں (یعنی ابتدائی ایام طفولت میں) نہیں بولا مگر تین لڑکے۔ ایک تو عیسیٰ علیہ السلام، دوسرے جرجج کا ساتھی۔ اور جرجج کا قصہ یہ ہے کہ وہ ایک عابد شخص تھا اس نے ایک عبادت خانہ بنایا اسی میں رہتا تھا۔ اس کی ماں آئی۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ ماں نے پکارا اور جرجج!۔ وہ بولا اے میرے رب ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں آخر وہ نماز ہی میں رہا۔ اس کی ماں چلی گئی۔ پھر جب دوسرا دن ہوا پھر آئی اور پکارا اور جرجج! وہ بولا یا اللہ میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں۔ آخر وہ نماز ہی میں رہا۔ اس کی ماں بولی یا اللہ اس کو مت مارو جب تک بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھے۔ پھر نبی

اسرائیل نے جرتج کا اور اس کی عبادت کا چرچا شروع کیا۔ اور بنی اسرائیل میں ایک بدکار عورت تھی جو خوبصورتی میں ضرب المثل تھی۔ وہ بولی اگر تم کہو تو میں جرتج کو آزمائش میں مبتلا کر دوں پھر وہ عورت جرتج کے سامنے گئی لیکن جرتج نے اس طرف خیال بھی نہ کیا۔ آخر وہ ایک چرواہے کے پاس آئی جو جرتج کے عبادت خانہ کے پاس ٹھہرا کرتا تھا اور اس کو اپنے سے صحبت کرنے کی اجازت دی۔ اس نے صحبت کی۔ وہ حاملہ ہوئی۔ جب بچہ جنا تو بولی کہ یہ بچہ جرتج کا ہے لوگ یہ سن کر جرتج کے پاس آئے اور اس سے کہا اتر اور اس کا عبادت خانہ گرا دیا اور اس کو مارنے لگے۔ وہ بولا کیا ہوا تم کو؟ انہوں نے کہا تو نے اس بدکار عورت سے ہے زنا کیا وہ تجھ سے ایک بچہ بھی جنمی ہے۔ جرتج نے کہا وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس کو لائے جرتج نے کہا ذرا مجھ کو چھوڑو میں نماز پڑھ لوں۔ اس نے نماز پڑھی اور اس بچے کے پاس آیا اور اس کے پیٹ کو ایک ٹھونسا دیا اور بولا اے بچے تیرا باپ کون ہے؟۔ وہ بولا فلاں چرواہا ہے۔ یہ سن کر لوگ دوڑے جرتج کی طرف اور اس کو چومنے چاٹنے لگے اور کہنے لگے تیرا عبادت خانہ ہم سونے سے بنائے دیتے ہیں۔ وہ بولا نہیں مٹی سے پھر بنا دو جیسا تھا لوگوں نے بنا دیا۔ تیسرا ایک بچہ تھا جو اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا اتنے میں ایک سوار نکلا عمدہ جانور پرستہری پوشاک والا۔ اس کی ماں نے کہا یا اللہ میرے بیٹے کو ایسا کرنا! بچے نے یہ سن کر چھاتی چھوڑ دی اور اس سوار کی طرف دیکھا اور کہا یا اللہ مجھ کو ایسا نہ کرنا پھر چھاتی میں جھکا اور دودھ پینے لگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا گویا میں نبی ﷺ کو دیکھ رہا ہوں اور حضرت جس بچہ کو دودھ پینے کی نقل کرتے تھے اس طرح پر کہ شہادت کی انگلی اپنے منہ میں ڈال کر چوستے تھے۔ حضرت نے فرمایا پھر لوگ ایک لونڈی کو لے کر نکلے جس کو مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے تو نے زنا کیا اور چوری کی۔ وہ کہتی تھی اللہ تعالیٰ مجھے کفایت کرتا ہے اور وہی میرا وکیل ہے۔ بچہ کی ماں بولی یا اللہ میرے بچے کو اس لونڈی کی طرح نہ کرنا۔ یہ سن کر بچہ نے دودھ پینا چھوڑ دیا۔ اور اس لونڈی کی طرف دیکھا اور کہنے لگا یا اللہ مجھ کو اس لونڈی کی طرح بنا دینا۔ اس وقت ماں اور بیٹے میں گفتگو ہوئی۔ ماں نے کہا او سرمنڈے! جب ایک شخص اچھی صورت کا نکلا

اور میں نے کہا یا اللہ میرے بیٹے کو ایسا کرنا تو تو نے کہا یا اللہ مجھ کو ایسا نہ کرنا۔ اور یہ لونڈی کو لوگ مارتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں تو نے زنا کیا چوری کی تو میں نے کہا یا اللہ میرے بچے کو اس کی طرح نہ کرنا تو کہتا ہے یا اللہ مجھ کو اس کی طرح کرنا (یہ کیا بات ہے؟) بچہ بولا وہ سوار ایک ظالم شخص تھا میں نے دعا کی یا اللہ مجھ کو اس کی طرح نہ کرنا اور اس لونڈی پر لوگ تہمت لگاتے ہیں کہتے ہیں تو نے زنا کیا چوری کی حالانکہ نہ اس نے زنا کیا ہے نہ چوری کی ہے تو میں نے کہا یا اللہ مجھ کو اس کے مثل کرنا۔"

اس حدیث مبارکہ میں بنی اسرائیل کے تین بچوں کے گہوارے میں گفتگو کرنے کا تذکرہ ہے۔ ان کے علاوہ بھی بعض بچوں کا جھولے میں لوگوں سے ہم کلام ہونا ثابت ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں اصحاب الاخدود کا واقعہ ہے۔ جس واقعہ کا اجمالی بیان سورۃ البروج میں بھی ہے۔ مذکورہ حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمیں صرف نیک لوگوں کے طور طریقے اختیار کرنے چاہئیں خواہ دنیا میں وہ کتنے ہی مظلوم و مقہور اور مفلوک الحال ہوں۔ نتیجتاً یہی لوگ کامرانی سے ہمکنار ہوتے ہیں اور ان کو عزت و شرف سے حظ وافر مل جاتا ہے۔

دنیوی مشکلیں آسان ہو گئیں: عفت و عصمت کے فانوس کی حفاظت کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ خصوصی مدد کرتا ہے۔ بعض دفعہ مومن انسان آزمائش و امتحان میں ہوتے ہیں لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی دنیا کی مشکلات بھی آسان ہو جاتی ہیں جس کی ایک مثال غار والوں کا واقعہ ہے۔ جنہوں نے اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے التجائیں اور دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی التجاؤں اور دعاؤں کو شرف قبول عطا فرمایا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: بینما ثلاثة نفر ممن كان قبلکم یمشون فقال الاخر اللهم ان كنت تعلم انه كان لى ابنة عم من احب الناس الى وانى راودتها عن نفسها حتى قدرت فاتيتها فلما قعدت بين رجلها فقالت اتق الله ولا تفض الخاتم الا بحقه ففقت وتركت المائة دينار فان كنت تعلم انى فعلت ذلك من خشيتك ففرج

عنا ففرج الله عنهم فخر جوا. (صحیح بخاری کتاب الانبیاء حدیث الغار، صحیح مسلم کتاب الرقاق باب قصۃ اصحاب الغار الثلثہ، والتوسل بصلاح الاعمال) "تم سے پہلے لوگوں میں سے (بنی اسرائیل میں سے) تین آدمی راستے میں جا رہے تھے اتنے میں میں آ یا۔ وہ پہاڑ کی ایک کھو (غار) میں گھس گئے۔ اتفاق سے (ایک پتھر گرا) غار کا منہ بند ہو گیا اب تینوں آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے اللہ تعالیٰ کی قسم بھائیو اب تو (اس مصیبت سے) تم کو سچائی ہی بچائے گی بہتر یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص جو نیک بات اس نے سچائی سے کی ہو۔ اس کو بیان کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تب ان میں کا ایک یوں دعا کرنے لگا۔ یا اللہ تو خوب جانتا ہے میں نے ایک فرق (تین صاع) چاولوں پر ایک مزدور رکھا تھا اس نے میرا کام کیا پھر (غصے میں آ کر) اپنے چاول چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے اس کے حصے کے چاول بوا دیے ان میں اتنا فائدہ ہوا کہ میں نے اس میں سے گائے بیل خریدے پھر (ایک مدت کے بعد) وہ اپنی مزدوری مانگنے آیا میں نے کہا جا وہ سب گائے بیل (جانور) لے جا۔ اس نے کہا میرے تو تیرے پاس (صرف) ایک فرق (تین صاع) چاول تھے۔ میں نے کہا وہ سب گائے بیل لے جا۔ وہ تیرے چاولوں سے خریدے گئے ہیں۔ آخر وہ ان سب کو ہنکا لے گیا۔ یا میرے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ (امانت داری کا کام) تیرے ڈر سے کیا ہے تو ہماری مشکل دور کر دے۔ اسی وقت وہ پتھر پھٹ گیا اب دوسرا یوں دعا کرنے لگا۔ یا اللہ تو جانتا ہے میرے دو بوڑھے ضعیف ماں باپ تھے۔ میں ہر رات کو (ان کو پلانے کے لئے) بکری کا دودھ لایا کرتا۔ ایک رات مجھے دیر ہو گئی۔ میں جب (دودھ لے کر) آیا تو وہ سو گئے تھے۔ اور میری بیوی بچے سب مارے بھوک کے چلا رہے تھے میری عادت تھی پہلے اپنے ماں باپ کو دودھ پلاتا اس کے بعد ان لوگوں (بیوی بچوں) کو۔ خیر مجھے ان کا بیدار کرنا برا معلوم ہوا اور یہ بھی میں نے پسند نہ کیا ان کو چھوڑ کر چلا جاؤں وہ رات بھر دودھ کا انتظار کرتے چھوٹیڑے میں پڑے رہیں آخر میں پو پھٹنے تک ان کا انتظار کرتا رہا۔ یا میرے اللہ اگر تو جانتا ہے میں نے اپنے ماں باپ کی یہ خدمت محض تیرے ڈر سے کی ہے تو ہماری مشکل دور کر دے اس وقت وہ پتھر اور پھٹ گیا۔ ان کو

آسان دکھائی دینے لگا۔ پھر تیسرا یوں لگا دعا کرنے یا اللہ تو جانتا ہے میری ایک چچا زاد بہن تھی جس کو میں سب سے زیادہ چاہتا تھا۔ میں نے ایک بار اس سے صحبت کرنا چاہی اس نے نہ مانا۔ کہا میں تب مانوں گی کہ مجھے سوا شرفیاں دے۔ میں گیا اور (کوشش کر کے) سوا شرفیاں لایا۔ وہ اس کے حوالے کر دیں اس نے اپنے تئیں مجھے دے دیا جب میں نے اس سے صحبت کرنا چاہی تو کیا کہنے لگی، بھلے آدمی اللہ سے ڈر اور مہر ناحق طور سے نہ توڑ یہ سنتے ہی میں کھڑا ہو گیا۔ میں نے وہ سوا شرفیاں بھی چھوڑ دیں۔ یا میرے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے ڈر سے ایسا کیا۔ تو ہماری مشکل آسان کر دے۔ وہ تینوں باہر نکل آئے۔"

اخروی مشکلات کا خاتمہ: پاکدامن رہنے سے بسا اوقات دنیوی مشکلات زائل ہو جاتی ہیں لیکن اخروی مشکلات جن کے تصور سے ہی روگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، سے عقیف حتمی طور پر محفوظ و مامون ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکدامن رہنے والوں کو حشر کی شدید گرمی سے بچالیں گے۔ ان کو سایہ عطا کیا جائے گا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل الا ظله الا امام العادل وشاب نشا في عبادة ربه ورجل قلبه معلق في المساجد ورجلان تحابا في الله اجتمعا عليه و تفرقا عليه ورجل طلبته ذات منصب و جمال فقال اني اخاف الله ورجل تصدق اخفاء حتى لا تعلم شماله ماتنفق يمينة ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه. (صحیح بخاری کتاب الاذان باب من جلس في المسجد ينظر الصلاة: صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل اخفاء الصدقة) "سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اپنے سائے میں رکھے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کہیں سایہ نہ ملے گا ایک تو انصاف کرنے والا حاکم دوسرا وہ جوان جو جوانی کی امنگ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہا۔ تیسرا وہ جس کا دل مسجد میں لگا ہے۔ چوتھے وہ آدمی جنہوں نے اللہ کے لیے دوستی رکھی زندگی بھر دوست رہے اور دوستی ہی پر مرے پانچواں وہ مرد جس کو ایک مرتبہ والی خوبصورت عورت نے (جرے کام کے لیے) بلایا اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں چھٹا وہ مرد جس نے اللہ تعالیٰ کی

راہ میں ایسا چھپا کر صدقہ دیا کہ داہنے ہاتھ سے جو دیا جائے ہاتھ تک کو اس کی خبر نہ ہوئی ساتواں وہ مرد جس نے تہائی میں اللہ کو یاد کیا اس کی آنکھیں بہ نکلیں (روویا)“

عقیف کے لئے جنت کی ضمانت: عزت کی حفاظت کرنے اور عفت کی ضمانت دینے والوں کو نبی اکرم ﷺ نے جنت کی کلرٹی دی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: من توکل لی بین رجلیہ وما بین لحيیہ توکلت بالجنة (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب فضل من ترک الفواحش) ”جو شخص مجھے اپنی شرمگاہ اور اپنی زبان کے بارے اعتماد دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں“ ایک حدیث مبارکہ میں یہ الفاظ ہیں: من ضمن لی ما بین لحيیہ وما بین رجلیہ تضمنت له بالجنة (الترغیب ۳/۲۸۲، ۲۸۳) ایک اور حدیث نبوی میں ہے: من حفظ ما بین فحیمیہ و فخذیہ دخل الجنة (صحیح الجامع ۵۱۳/۲۸۲) ”جس نے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی وہ جنت میں داخل ہو گا۔“ جنتی عورت کی علامات بیان کرتے ہوئے امام کائنات نے فرمایا: اذا صلت المرأة خمسها وصامت شهرها وحفظت فرجها واطاعت زوجها دخلت الجنة (ایضاً ۱/۲۴۰) ”جو عورت پانچوں فرض نمازیں ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کرے وہ (جس دروازے میں سے چاہے) جنت میں داخل ہوگی۔“

دعا کیجیے اور دعائیں لیجیے: پاکدامن رہنے کے لئے انبیاء و رسل علیہم السلام اللہ جل شانہ سے دعا کرتے تھے مثلاً یوسف علیہ السلام نے دعا کی: رَبِّ السِّجْنِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَ نَبِيَّ إِلَيْهِ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ (سورۃ یوسف آیت ۳۳) ”اے میرے پروردگار جس بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بلا رہی ہیں اس سے تو مجھے جیل خانہ زیادہ پسند ہے، اگر تو نے ان کا فریب مجھ سے دور نہ کیا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور بالکل نادانوں میں جا لوں گا۔“ شرم و حیا کے پیکر امام کائنات ﷺ بھی اکثر دعا کیا کرتے تھے: اللهم انی اسئلك الهدی والتقى والعفاف والغنى (صحیح مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من شر ما عمل وشر ما لم یعمل) ”اے اللہ!

میں تجھ سے ہدایت، پرہیزگاری، پاک دامنی اور (لوگوں سے) بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔“
 آپ ﷺ لوگوں بالخصوص نوجوانوں کو پاک دامن رہنے کی نصیحت کیا کرتے تھے کیونکہ
 نوجوانوں پر ہی شہوت زیادہ شدت سے حملہ آور ہوتی ہے۔ آپ بسا اوقات نوجوانوں کے لئے
 پاکدامنی کی دعا بھی کیا کرتے تھے ایک نوجوان رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بدکاری
 کی اجازت مانگنے لگا لوگوں نے اسے اس بے ادبی پر ڈانٹ ڈپٹ کی اور سخت بیزاری کا اظہار کیا
 لیکن رحمت دو عالم نے اس نوجوان کو اپنے پاس بٹھایا اور ناصحانہ انداز میں مخاطب ہوئے: اتحبه
 لامک قال لا والله یا رسول اللہ قال ولا الناس یحبونہ لامہاتہم قال افتحہ لابنتک
 قال لا والله یا رسول اللہ جعلنی اللہ فداک قال ولا الناس یحبونہ لبناتہم قال افتحہ
 لاختک قال لا والله یا رسول اللہ قال ولا الناس یحبونہ لآخواتہم قال افتحہ لعمتک
 قال لا والله یا رسول اللہ قال ولا الناس یحبونہ لعماتہم قال افتحہ لخالک قال
 ولا والله یا رسول اللہ قال ولا الناس یحبونہ لخالاتہم قال فوضع یدہ علیہ وقال اللهم
 اغفر ذنبہ وطہر قلبہ وحصن فرجہ . فلم یکن بعد ذلك الفتی یلتفت الی شیء (مسند
 احمد ۵/۲۵۶، ۲۵۷) ”کیا تم یہ کام (زنا، جس کی تم اجازت چاہتے ہو) اپنی ماں کے لئے پسند
 کرتے ہو؟“

نوجوان! ہرگز نہیں اے اللہ کے رسول! آپ پر قربان جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوسرے
 لوگ بھی یہ برائی اپنی ماں کے لئے پسند نہیں کرتے۔ سرور کائنات ﷺ نے پوچھا: کیا زنا کو اپنی لڑکی
 کے لئے پسند کرتے ہو؟

نوجوان: میں آپ پر قربان۔ نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: دوسرے لوگ بھی زنا اپنی
 بیٹیوں کے لئے پسند نہیں کرتے۔

سرور کائنات ﷺ نے پوچھا: کیا یہ کام تم اپنی بہنوں کے لئے پسند کرتے ہو؟
 نوجوان: ہرگز نہیں۔ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی یہ کام اپنی بہنوں کے لئے
 پسند نہیں کرتے۔

سرور کائنات ﷺ نے پوچھا: کیا یہ کام تم اپنی پھوپھی کے لئے پسند کرتے ہو؟
نوجوان: ہرگز نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: دوسرے لوگ بھی یہ کام اپنی پھوپھیوں کے
لئے پسند نہیں کرتے۔

سرور کائنات ﷺ نے پوچھا: کیا یہ کام تم اپنی خالہ کے لئے اچھا سمجھتے ہو؟
نوجوان: ہرگز نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: دوسرے لوگ بھی زنا اپنی خالہ کے لئے پسند
نہیں کرتے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور دعا کی: اے اللہ! اس کے
گناہ معاف کر دے، اس کا دل پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما!۔ راوی ابو امامہ رضی
اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی اس نصیحت اور دعا کا یہ اثر ہوا کہ اس جوان کو پھر کبھی زنا کا
خیال تک نہ آیا۔ “قربان جائیں رسول اللہ ﷺ کی مودت و محبت پر آپ نے نصیحت اور خیر خواہی کا
ایسا پرتا شیر انداز اختیار کیا کہ نوجوان ہمیشہ کے لیے توبہ تاب ہوگا۔ مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس جوان کی کایا پلٹ گئی قول بلیغ سے اس کی رگ رگ میں ہدایت کے
چشمے پھوٹ پڑے۔

اسلام نے عورت اور مرد کو پاک دامن، عقیف، پرہیزگار اور فواحش سے کنارہ کش رہنے
کا حکم دیا ہے۔ اس سے عورت اور مرد کی عزت اور تکریم بھی ہے۔ خود اس کے لئے بھی، اس کے
خاندان کے لئے اور سارے معاشرے کے لئے بھی۔ یورپ میں آوارگی کا سیلاب قوم کی اخلاقی
دیواریں بہا لے گیا۔ فلاسفر اور اکابر قوم سوچ کے سمندر میں غرق ہیں کہ کیا کریں۔ کیا ہی اچھا کہا
گیا ہے۔

زندگی کیا لذت عصیاں کی ناداں غور کر
برق رو دھارے پہ اک تنکا ہے جو بہہ جائے گا
دیکھتے ہی دیکھتے لذت فنا ہو جائے گی
اور عذاب اس کا ہمیشہ کے لئے رہ جائے گا

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر

اسلام میں عورت کی عزت و تکریم

اسلام دین فطرت ہے۔ اس کی تمام تر تعلیمات انسانی فطرت و طبیعت کے عین مطابق ہیں۔ طبائع سلیمہ انہیں بسہولت قبول کرتی ہیں، ان پر عمل میں گرانی محسوس نہیں ہوتی، اسلام نے انسان کے دنیوی و اخروی وقار کا نہ صرف پورا پورا خیال رکھا ہے بلکہ اسے باعزت و باوقار رہنے کی تاکید کی ہے۔ جونہی کسی باوقار انسان کی عزت پر حرف آتا ہے تو اسلام کا قانون حدود و تعزیرات حرکت میں آجاتا ہے، مجرم کے لئے عبرت ناک سزا اور غیور و وقور مومن کے لئے تحفظ ناموس و وقار کی خاطر تشریحی احکام دیتا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر معاشرہ جرائم سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

پردے کا شرعی حکم بھی عورت کی عزت و کرامت اور اس کے وقار کے پیش نظر دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد عورتوں پر پابندی لگانا یا انہیں مردوں سے کم تر دکھانا ہرگز نہیں، حدیث میں ہے۔ النساء شقائق الرجال (ابوداؤد، ترمذی) ”عورتیں انسان ہونے میں مردوں کے برابر ہیں۔ زمانہ قبل از اسلام کے عربی رسم و رواج ہوں یا علم و فلسفہ کے گہوارہ یونان کی تہذیب، ہندوستان کا بت پرستانہ تمدن ہو یا یورپ کی خیرہ کن ثقافت، ہر طرف صنف نازک کی اہانت کے شرمناک مناظر اور اس پر ظلم و ستم کی دل دوز کہانیاں ہیں۔ جنہیں سننے کی کوئی باشعور انسان تاب نہیں رکھتا۔

اسلام نے عورت کو عزت بخشی، اسے واجب الاحترام قرار دیا، مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے عورت کی عزت و اکرام کے لئے غیرت پیدا فرمائی۔ غیرت سے مراد وہ گراں مایہ اور خوبصورت جذبہ ہے جو مرد مومن کو عورت کے دفاع کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے پر آمادہ کرتا ہے۔ تحفظ عفت و عصمت یہی وہ مقدس جذبہ ہے جس سے اہل یورپ کلیتاً بے بہرہ اور اس عظیم جوہر کی قدر و قیمت جاننے سے عاری ہیں۔

عورت میں فطرتاً بعض کمزوریاں پائی جاتی ہیں جن کی تلافی کے لئے مرد کو اس پر نگران

مقرر کر کے عورت سے متعلقہ کئی ایک امور کی انجام دہی اس کے ذمہ قرار دے دی گئی ہے اور یہ سب کچھ عورت کی عزت و تکریم کی خاطر ہے نہ کہ مرد کی برتری منوانے کے لئے، عورت کی ناموس پر حرف آئے تو خود رب العزت کو غیرت آتی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: **يا امة محمد والله ما من احد اغير من الله ان يزني عبده او تزني امته (بخاری) "اے امت محمدیہ! اللہ کی قسم اس بات پر اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو غیرت نہیں آتی کہ کوئی مرد یا عورت زنا کرے۔"**

نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو دیوث قرار دیا ہے جسے اپنے اہل خانہ کی بے حرمتی پر غیرت نہیں آتی اور دیوث پر جنت حرام ہے (الديوث الذي يقرفي اهله الخبث) (مسند احمد) اور جو شخص اپنے اہل خانہ کی عزت کی حفاظت کے لئے کٹ مرے، اسے شہید قرار دیا گیا ہے۔ "من قتل دون اهله فہر شہيد" (ابوداؤد، ترمذی)

ایک طرف تو مسلمانوں کا یہ جذبہ غیرت ہے جس کی اسلام نے حوصلہ افزائی کی ہے۔ دوسری طرف اہل یورپ ہیں جو عورت کی انہی کمزوریوں کا استحصال کر کے اسے بازار میں لے آئے، اسے رونق محفل بنایا، اس کی عزت نیلام کر کے اپنا کاروبار چکایا اور اپنے ان مذموم مقاصد کے حصول کے لئے جن نظریات کا سہارا لیا ہے وہ عقل و منطق کے میزان میں پورے نہیں اترتے۔ عورت کو مرد کی برابری پر اکسایا جاتا ہے۔ جبکہ انسانی قوی و اعضاء میں تفاوت نظام قدرت کا حصہ ہے۔ جس پر اعتراض دین و فطرت کا انکار اور عقل سلیم کے منافی ہے۔ اگر یوں ہی دین و فطرت کے خلاف بغاوت کا سلسلہ چل نکلے تو اس جنگ کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

الغرض پردہ شرعی حکم ہونے کے ساتھ ساتھ عورت کی عزت و تکریم کی علامت اور عقل و فطرت کے عین مطابق ہے۔ قرون اولیٰ میں خواتین اسلام کے لازوال کارنامے اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے۔ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے جنگی کارنامے، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی و ادبی مقام و مرتبہ، حفصہ بنت سیرین اور ام الدرداء الصغریٰ کا علوم دین سے شغف، اور عائشہ بنت عبدالرحمن کا شعر و سخن سے لگاؤ، تاریخ اسلام کے

زریں ابواب ہیں۔ نہر زبیدہ ایک مسلم خاتون کا رفاہی کارنامہ ہے جس کی نظیر نہیں ملتی، کتب رجال میں کئی ضخیم جلدیں عورتوں کے تذکرہ کے لئے مختص ہیں بلکہ خواتین کے علمی و دینی کارناموں پر کئی مستقل مولفات موجود ہیں۔

پردہ اسلامی شریعت کا طرہ امتیاز اور مسلمانوں کی قابل فخر دینی روایت ہے۔ دختران اسلام کو اس سلسلہ میں معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کی بجائے فخریہ انداز میں خواتین عالم کے سامنے اس کی دعوت پیش کرنی چاہیے تاکہ دنیا بھر کی عورتیں اس کی برکات سے مستفید ہو سکیں اور بیمار قلب و ذہن کے آوارہ منش مرد اسے نظر بد سے نہ دیکھ سکیں۔

اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ بنایا تھا جب کہ تہذیب جدید نے اسے گھر سے نکال کر معاشرتی ذمہ داریوں میں ڈال دیا۔ عورت نہ گھر میں اپنا مقام باقی رکھ سکی اور نہ گھر سے باہر کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکی۔ روشن دور کی تاریکیوں نے دوبارہ اسے ظلم و ستم کی چکی میں پسنے پر مجبور کر دیا ہے جبکہ دوسری طرف اس کی گھر میں اپنے فرائض سے لا تعلقی نے نئی نسل کو ماں کی ممتا سے محروم کر کے ایسے اضطراب و بے چینی سے دوچار کر دیا ہے جس کی تعبیر سے تمام ادبی اسالیب قاصر اور اس کا مداوا کرنے میں تمام متبادل طریقے ناکام ہیں۔ اس اضطراب و بے سکونی کو ختم کر کے ایک سرور و مطمئن نسل تیار کرنے کے لئے گھر میں ماں کا وجود اور ایک غیور نسل کی تربیت کے لئے اس ماں کا عفت و حیاء سے آراستہ ہونا ضروری ہے۔

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے گگیری

عورت اگر اپنا مقام و مرتبہ بحال کرنا چاہتی ہے تو اس کی واحد صورت یہ ہے کہ وہ آغوش اسلام میں پناہ لے اور اسلامی تعلیمات کو اپنائے، پردے کے شرعی احکام پر عمل پیرا ہو۔ خدیجہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کی زندگی اپنے لئے مشعل راہ بنائے فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلے۔ انسان کی اس اولین درس گاہ کی اصلاح کے بغیر اس سکتے ہوئے معاشرے کا کوئی علاج نہیں۔

☆☆☆☆☆

قرۃ العین ریحان

دینی تربیت کا فقدان

اسلام دین فطرت ہے اور اس کے تمام اصول و قوانین انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں کیونکہ یہ قوانین اس ذات کے مقرر کردہ ہیں جو انسانی فطرت کا خالق ہے لہذا ان میں خرابی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی فطرت انسانی کا حصہ حیا بھی ہے۔ حیا انسان کا وہ وصف ہے جو اسے حیوانات سے ممتاز کرتا ہے اور جسے اسلام نے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ الحیاء شعبۃ من الایمان (صحیح بخاری)۔ ”حیاء ایمان کا حصہ ہے“۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا: ”الحیاء خیر کله“۔ ”حیاء خیر ہی خیر ہے“۔ پھر یہ بھی وارد ہوا۔ ”الحیاء لایاتی الابخیار“ حیا خیر لے کر آتا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ حیا سراسر خیر ہے۔ اور جو اس سے محروم ہے وہ بڑی خیر سے محروم ہے۔ حیا اگرچہ فطرت کا حصہ ہے مگر شریعت کے مطابق اس پر عمل اور استعمال کرنے کے لیے علم اور نیت کا عمل دخل بھی ہے۔

اسلامی شریعت نے مردوں اور عورتوں کے لیے جو بھی احکام وضع کیے ہیں اس میں ان کی ذمہ داریوں کی نوعیت اور فطرت کا خوب لحاظ کیا ہے۔ ستر، لباس، پردہ، شرم و حیا اور عفت و عصمت کے احکام اس کی واضح مثال ہیں۔ اور تو اور جسمانی اور عقلی صلاحیتوں کے اعتبار سے ذمہ داریاں سوچنی گئی ہیں۔ مرد کو اگر گھر کے باہر مشقت والے کام دیئے تو اسے مردانگی جرات و ہمت جیسے اوصاف بھی دیئے اور لباس کے احکام بھی ایسے لاگو کیے جو ان کے کام و فطرت سے مطابقت رکھیں اسی طرح خواتین کو گھریلو ذمہ داریوں کے مطابق بے پناہ صلاحیتیں عطا ہوئیں مگر ان کی جسمانی اور عقلی صلاحیتوں کے اعتبار سے اور ان کی زینت کے حوالے سے ان کے لباس اور ستر کے احکام مختلف ٹھہرے، مگر حیا و شرم چونکہ انسانی فطرت ہے لہذا دونوں کے لیے یکساں ضروری ٹھہرائی گئی۔

اگر عورت کے لیے شرم و حیا ضروری ہے تو مرد کے لیے بھی اسی طرح ضروری ہے۔ عفت و عصمت کا خیال بھی دونوں پر لازم ہے۔ اور غرض بصر کا حکم بھی مردوں کے لیے بھی بہت ضروری ہے۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو خواتین کی نسبت مردوں کے لیے یہ حکم زیادہ ضروری ہے۔

مگر آج حالات ان احکام کے کچھ برعکس دکھائی دیتے ہیں۔ شرم و حیا جو کبھی انسانیت کا میوز تھا آج مفقود نظر آتا ہے۔ کچھ تو دین سے دوری کے نتائج ہیں کچھ مغرب، غیر ادیان اور دوسری تہذیبیں ہم پر اثر انداز ہو رہی ہیں اور کچھ میڈیا کا کمال ہے۔

آج جہنیا Global Village بن گئی ہے تو جہاں ساری دنیا کی خبریں آپ کو پل بھر میں مل جاتی ہیں وہیں ساری دنیا کے حیا سوز فیشن بھی گھر بیٹھے مسلمانوں پر بری طرح اثر انداز ہو رہے ہیں۔

اسلام نے ہر چیز میں اعتدال کی راہ بتلائی ہے اور ایک خاص حد سے آگے جانے سے منع کیا ہے جب کہ شیطان ان حدود کو توڑنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ مسلمان تو اللہ کے خوف سے ان کو توڑنے سے باز رہتا ہے جبکہ کافر پر تو کوئی اللہ کا خوف نہیں ہوتا لہذا وہ بلا جھجک ان کو توڑتا چلا جاتا ہے اور یہی حال آج کے کفار کا ہے۔ مزید یہ کہ مادی اعتبار سے کفار آج کافی ترقی کر چکے ہیں اور آج کا مسلمان اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ ان کی یہ مادی ترقی شاید ان کی اخلاقی اقدار، مذہب یا نامہنچلو Modernism کا نتیجہ ہے۔ جبکہ اس سب کا ان کی ترقی سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔ بلکہ زیادہ حصہ مسلمانوں کی اپنی کوتاہیوں کا ہے۔ اب حال یہ ہے کہ آج کا مسلمان اپنی ان کوتاہیوں کو پہچاننے کی بجائے مغرب سے مرعوب ہو گیا ہے۔ اور ان کی ہر بات، ہر فیشن، ہر سٹائل کو من و عن اور بلاچوں و چرامانے میں فخر محسوس کرتا ہے بلکہ اسے ترقی کی ضمانت سمجھا جانے لگا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان نوجوان میں مردانگی، ایمان، ہمت و شجاعت اور لیاقت کی جگہ بزدلی اور کم ہمتی نے لے لی ہے۔ آج کا نوجوان لڑکیوں کے سے حلیے میں دن بھر موسیقی پر سر دھنستا رہتا ہے جبکہ لڑکیاں لڑکوں کا حلیہ بنا کر زندگی کی دوڑ میں ہر میدان میں مردوں کے شانہ بشانہ نظر آنے کی کوششوں میں ہیں۔ ان سب کو اپنے ماضی حال اور مستقبل سے کوئی غرض نہیں۔ بغیر سوچے سمجھے یہ ان طوفانی لہروں میں بہتے چلے جا رہے ہیں۔ آج حلیہ دیکھ کر لڑکی اور لڑکے میں فرق کرنا مشکل ہے۔ آج سے چند سال پہلے ٹی وی پر کوئی لڑکی Jeans پہننے کا سوچ بھی نہ سکتی تھی اور آج اس کے بغیر کوئی لڑکی کم ہی نظر آتی ہے۔ یہی حال لڑکوں کا ہے۔ Jeans اور لمبے بال کبھی کھلے اور کبھی چٹیا کی قید میں نظر آتے ہیں۔ کیا اسی طرح کے مسلمانوں کا ذکر ہمیں اسلامی تاریخ کی کتابوں میں

ملتا ہے؟ یہ سب تو ظاہر ہے باطن کا حال اس سے بھی خراب ہے۔ عوام بے چاری کا کیا قصور جب حکومت اپنے سارے وسائل اس طرح کی نسل پیدا کرنے پر لگا رہی ہے تو نتیجہ تو یہی نکلے گا۔ جبکہ حدیث شریف میں ہے: لعن رسول اللہ ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال (صحیح بخاری)۔ ”اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی“۔

آپ ﷺ رحمۃ للعالمین تھے۔ لوگوں کے لیے سراپا رحمت تھے مگر یہاں اتنے سخت الفاظ کا استعمال معاملے کی نزاکت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس چیز کی جب پرواہ نہ کی گئی تو امت مسلمہ سے زیادہ مظلوم روئے زمین پر کوئی نہیں۔ یہاں ایک اور بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ جب بھی پردے یا حیا یا عفت و عصمت کی بات ہوتی ہے تو فوراً عورتوں کے حوالے سے بات کی جاتی ہے اور انہیں کو فساد کی جز اور قصور وار گردانا جاتا ہے جبکہ یہ سب حقائق کے منافی باتیں ہیں۔ شرم و حیا جتنا خواتین کے لیے ضروری ہے اتنا ہی مردوں کے لیے بھی ضروری ہے قرآن پاک میں آتا ہے۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ..... (النور: ۳۰)۔ ”مومن مردوں سے کہہ دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں پھر ارشاد ہوتا ہے“۔ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ (النور: ۳۱)۔ ”اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں“۔

یہاں یہ احکام مومن مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہیں۔ جبکہ ہمارے ہاں مردوں کو ان سے مبرا سمجھا جاتا ہے اور ہر چیز کا الزام خواتین کے سر آ جاتا ہے۔ خواتین کے پردے کے بارے میں لمبی چوڑی بحث ہوتی ہے جبکہ مردوں کے لیے بھی احکام کا سمجھنا ضروری ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو مرد زیادہ قصور وار ہے۔ پیارے نبی ﷺ کے زمانے میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارگاہ نبوت سے کچھ سیکھا کرتے تھے تو فوراً اپنے گھر والوں کی تربیت کا خیال کرتے تھے مگر آج لڑکوں کی تعلیم و تربیت کا تو خوب اہتمام کیا جاتا ہے کہ جگہ جگہ ان کے لیے دینی و دنیاوی تعلیم کے مراکز ہیں مگر لڑکیوں کے بارے میں اتنا سنجیدگی سے نہیں سوچا جاتا۔ بلکہ دینی مدارس تو بہت ہی کم ہیں۔ خاص طور پر وہ جن کا واقعی کچھ اثر بھی ہو۔ ورنہ خواتین میں دینی رجحان زیادہ پایا جاتا ہے۔ ان کی ذرا سی تربیت بھی کافی رنگ لاتی ہے بلکہ خاندانوں کو سنوار دیتی ہے۔ اس کی واضح مثال ہمارے سامنے

”الہدی انٹرنیشنل“ ہے جس نے بہت تھوڑے عرصے میں نہ صرف اسلام آباد کی خواتین میں دینی شعور پیدا کر دیا ہے بلکہ دوسرے کئی شہروں تک اب یہ دعوت پہنچ چکی ہے۔

لہذا صرف عورتوں کو تنقید کا نشانہ بنانے سے پہلے ان کی مناسب تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دینا بھی ضروری ہے۔ اگر ایک بیٹی بے پردہ ہے تو باپ بھی قصور وار ہے اسی طرح بھائی بہن کا ذمہ دار ہے اور خاندان بیوی کا۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ ضروری ہے۔ جگہ جگہ Video Shops نے فساد مچایا ہوا ہے کیا یہ حیا سوز کام خواتین سرانجام دے رہی ہیں؟ حکومتی سطح پر جو کچھ ہو رہا ہے کیا اس سب کے پیچھے خواتین کا ہاتھ ہے۔ این جی اوز جو کر رہی ہیں کیا وہ صرف عورتوں کے کھاتے میں ڈالا جا سکتا ہے؟ نہیں۔ اگرچہ کسی حد تک ان کا بھی قصور ہے مگر زیادہ تر ذمہ داری مردوں پر عائد ہوتی ہے۔

بات صرف فریقین کے اپنی ذمہ داریوں کو پہچاننے کی ہے۔ اور انسانیت کو حیا کے زیور سے آراستہ کرنے کے لیے ہم سب کو اپنا کردار ادا کرنا ہے کہ یہی فطرت کے عین مطابق ہے اور اسی میں سب کی فلاح ہے ورنہ حال مغربی معاشرے جیسا ہو سکتا ہے اور یقیناً کوئی بھی باغیرت مسلمان یہ برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ بلکہ اب تو وہ اسلام کی آغوش میں پناہ لے رہے ہیں کہ سکون اسی میں ہے۔ بے شمار نو مسلموں کی داستانیں اور بیانات ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں۔ یوسف اسلام اور مریم جلیلہ جیسے بے شمار نام ہمارے سامنے ہیں۔ ایک نو مسلم امریکی طالبہ کہتی ہے: ”میں نے اپنا سر ڈھانپ کر دراصل اس ماحول کی آلودگیوں سے تحفظ حاصل کیا ہے۔ عام عورت عریانی کی وجہ سے جس خوف اور سراسیمگی کی کیفیت میں مبتلا رہتی ہے میں نے بڑی حد تک اس سے نجات پالی ہے۔ پھر میرا سر ڈھانپنا ایک قسم کا اعلان ہے کہ میں مسلمان ہوں اور اہم بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے میں اس کی پیروی کر رہی ہوں۔“

•☆☆☆☆☆

حافظ شاہد محمود باجوہ (برطانیہ)

چہرے کے پردے کی شرعی حیثیت

اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو عصمت کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور عصمت کی حفاظت کا تقاضا ہے کہ وہ تمام وسائل و ذرائع اختیار کئے جائیں جو اس مقصد کے حصول کے لئے مدد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں اور ہر باشعور شخص اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہے کہ چہرے کا پردہ عصمت کی حفاظت کے مجملہ وسائل میں سے ہے۔ کیونکہ چہرہ دیکھ کر مردوں کا میلان عورتوں کی طرف ہوتا ہے۔ سعودی عرب کے مفتی شیخ ابن جبرین سے جب پوچھا گیا کہ کیا عورت اجنبی لوگوں کے سامنے اپنا چہرہ نگا رکھ سکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: عورت اجنبی لوگوں کے سامنے اپنا چہرہ نگا نہیں کر سکتی بلکہ ایسا کرنا حرام ہے چہرہ ڈھانپنے بغیر پردہ مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ چہرہ اصل زینت ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: **وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ** (سورۃ النور آیت ۳۱) ”عورتیں اپنی چادریں اپنے گریبانوں تک لٹکائیں“ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو حکم دیا ہے کہ وہ سر کی چادر گریبان تک لٹکائے جب چادر گریبان تک لٹکے گی تو چہرے اور گریبان کو چھپائے گی۔ مزید ارشاد ہوتا ہے: **وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ** (ایضاً) ”اور نہ ظاہر کریں وہ اپنی زیبائش کو بجز اپنے خاوندوں کے.....“ لہذا عورت کے لیے خاوند اور محرم رشتے داروں کے علاوہ زینت کا ظاہر کرنا حرام ہے (فتاویٰ برائے خواتین باب ۱۹)۔

کوئی بھی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہیے جس سے اجنبیوں کے سامنے عورت کی زیب زینت کا اظہار ہوتا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ** (سورۃ النور آیت ۳۱) ”اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ جھنکار کی آواز کانوں تک پہنچ جائے اور ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔“

یعنی عورت اس انداز سے نہ چلے کہ معلوم ہو کہ وہ پازیب وغیرہ پہنے ہوئے ہے جس سے وہ اپنے خاوند کے لئے آراستہ ہوتی ہے جب عورت کو شدت سے زمین پر پاؤں مارنے سے منع کر دیا گیا ہے کہ مبادا غیر محرم مرد اس کے زیور کی جھنکار سے فتنے میں نہ پڑ جائیں تو چہرہ کھلا رکھنا کیسے

جائز ہو سکتا ہے۔؟

اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ چہرے کا پردہ کرنا ضروری ہے۔ وَالْفَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يُضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَاَنْ يَسْتَغْفِنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (سورة النور آیت ۶۰) ”اور بڑی عمر کی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہیں رہی تو وہ اگر چادر اتار دیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔ بشرطیکہ اپنی زینت کا مظاہرہ نہ کرتی پھریں اور اگر اس سے بھی بچیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے۔ اللہ سنتا جانتا ہے۔“

اس آیت کریمہ سے پردہ کے واجب ہونے پر وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان بوڑھی عورتوں سے گناہ کی نفی کی ہے جو سن رسیدہ ہونے کے سبب نکاح کی امید نہیں رکھتیں اس لئے کہ بوڑھی ہونے کی وجہ سے مردوں کو ان کے ساتھ نکاح میں کوئی رغبت نہیں ہوتی۔ لیکن اس عمر میں بھی چادر اتار رکھنے پر گناہ نہ ہونا اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اس سے ان کا مقصد زیب و زینت کی نمائش نہ ہو۔ یہ امر بھی دلیل کا محتاج نہیں ہے کہ چادر اتار دینے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ کپڑے اتار کر بالکل برہنہ ہو جائیں بلکہ اس سے صرف وہ کپڑے مراد ہیں جو عام لباس کے اوپر سے اس لئے اوڑھے جاتے ہیں کہ جسم کے وہ حصے جو عام لباس سے عموماً باہر رہتے ہیں جیسے چہرہ اور ہاتھ چھپ جائیں لہذا ان بوڑھی عورتوں کو جو کپڑے اتارنے کی رخصت دی گئی ہے اس سے مراد یہی مذکورہ اضافی کپڑے (یعنی چادریں برقعے وغیرہ) ہیں جو پورے جسم کو ڈھانپتے ہیں۔ لیکن اس حکم کی عمر رسیدہ خواتین کے ساتھ تخصیص دلیل ہے کہ جوان اور نکاح کی عمر والی عورتوں کا حکم ان سے مختلف ہے کیونکہ اگر سب عورتوں کے لئے اضافی کپڑے اتار دینے اور صرف عام لباس پہننے کی اجازت ہوتی تو ”سن رسیدہ و نکاح کی عمر سے گزری ہوئی عورتوں“ کو بالخصوص ذکر کرنے کا کوئی مقصد نہیں رہ جاتا۔ مذکورہ آیت کریمہ کے الفاظ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ (بشرطیکہ یہ بوڑھی عورتیں اپنی زینت کا مظاہرہ نہ کرتی پھریں) اس بات کی ایک اور دلیل ہیں کہ نکاح کے قابل، جو ان عورت پر پردہ واجب ہے چونکہ عام طور پر جب وہ اپنا چہرہ کھلا رکھتی ہے تو اس کا مقصد زینت کی نمائش اور حسن و جمال کا نمایاں مظاہرہ ہوتا ہے۔ اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ مرد اس کی

طرف دیکھیں اور اس کے حسن و جمال کی مدح و توصیف کریں۔ اس قماش کی عورتوں میں نیک نیت شاذ و نادر ہی ہوتی ہیں اور شاذ و نادر صورتوں کو عام قوانین کی بنیاد نہیں بنایا جاتا۔ (ایضاً)۔

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر عورتیں اپنے محرم رشتے داروں سے پردہ نہ بھی کریں تو ان پر کوئی گناہ نہیں جن کی تفصیل سورۃ الاحزاب (آیت ۵۵) اور سورۃ النور (آیت ۳۱) میں مذکور ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ باقی لوگوں سے پردہ کیا جائے۔ یہ بھی واضح رہے کہ عورت اپنے ستر (ہاتھ، پاؤں اور چہرے کے علاوہ جسم) کو خاوند کے علاوہ اپنے محرم رشتے داروں کے سامنے بھی نہیں کھول سکتی اگر چہرے کا پردہ نہیں ہے تو پھر محرم اور غیر محرم کا کوئی فرق باقی نہیں رہتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان محرم رشتے داروں کو مستثنیٰ کیا ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ چہرے کے علاوہ پردہ تو تمام مذاہب کی عورتیں کرتی ہیں آخر اسلام نے اس میں کیا امتیاز کیا ہے چہرے کے پردے کی ایک بڑی دلیل درج ذیل آیت کریمہ بھی ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلا يُؤْذَيْنَ” اے نبی! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں۔ اس تدبیر سے یہ بات زیادہ متوقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی اور انہیں ستایا نہ جائے گا۔“

یہ آیت خاص چہرے کو چھپانے کے لیے ہے۔ (آیت میں بیان کردہ لفظ) جلابیب جمع ہے جلاب کی جس کے معنی چادر کے ہیں۔ ادناء کے معنی ارشاء یعنی لٹکانے کے ہیں۔ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ کا لفظی ترجمہ یہ ہوگا کہ اپنے اوپر اپنی چادروں میں سے ایک حصہ لٹکا لیا کریں۔ یہی مفہوم گھونگھٹ ڈالنے کا ہے۔ مگر اصل مقصد وہ خاص وضع نہیں ہے جس کو عرف عام میں گھونگھٹ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بلکہ چہرے کو چھپانا مقصود ہے، خواہ گھونگھٹ سے چھپایا جائے یا نقاب سے یا کسی اور طریقے سے۔ اس کا فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ جب مسلمان عورتیں اس طرح مستور ہو کر باہر نکلیں گی تو لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ شریف عورتیں ہیں، بے حیا نہیں ہیں، اس لیے کوئی ان سے تعرض نہ کرے گا۔

قرآن مجید کے تمام مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:- اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے نکلیں تو سر کے اوپر سے اپنی چادروں کے دامن لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانک لیا کریں۔

علامہ ابن جریر طبری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:- ”اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ جب اپنے گھروں سے کسی حاجت کے لیے نکلیں تو لونڈیوں کے سے لباس نہ پہنیں کہ سر اور چہرے کھلے ہوئے ہوں بلکہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں تاکہ کوئی فاسق ان سے تعرض نہ کر سکے اور سب جان لیں کہ وہ شریف عورتیں ہیں۔“

علامہ ابوبکر جصاص لکھتے ہیں:- ”یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جوان عورت کو اجنبیوں سے چہرہ چھپانے کا حکم ہے اور اسے گھر سے نکلتے وقت پردہ داری اور عفت مآبی کا اظہار کرنا چاہیے تاکہ بدنیت لوگ اس کے حق میں طمع نہ کر سکیں۔“ (احکام القرآن، جلد سوم، صفحہ ۴۵۸)

علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر غرائب القرآن میں لکھتے ہیں:- ”ابتدائے عہد اسلام میں عورتیں زمانہ جاہلیت کی طرح قمیص اور دوپٹے کے ساتھ نکلتی تھیں اور شریف عورتوں کا لباس ادنیٰ درجہ کی عورتوں سے مختلف نہ تھا۔ پھر حکم دیا گیا کہ وہ چادریں اوڑھیں اور اپنے سر اور چہرے کو چھپائیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ شریف عورتیں ہیں فاحشہ نہیں ہیں۔“

قاضی بیضاوی لکھتے ہیں:- ”يَذْنِبْنَ عَلَيْنَهُنَّ مِنْ جَلَابِئِيهِنَّ“ یعنی جب وہ اپنی حاجات کے لیے باہر نکلیں تو اپنی چادروں سے اپنے چہروں اور اپنے جسموں کو چھپالیں۔ یہاں لفظ من تبعيض کے لئے ہے یعنی چادروں کے ایک حصہ کو منہ پر ڈالا جائے اور ایک حصہ کو جسم پر لپیٹ لیا جائے۔

ان اقوال سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کے مبارک دور سے لے کر آٹھویں صدی تک ہر زمانے میں اس آیت کا ایک ہی مفہوم سمجھا گیا ہے اور وہ مفہوم وہی ہے جو اس کے الفاظ سے ہم نے سمجھا ہے۔ (پردہ از سید مودودی)۔

زیر نظر مذکورہ آیت (آیت حجاب) کے نزول کے بعد مسلم خواتین اپنے چہرے ڈھانپ کر باہر نکلتی تھیں۔ کھلے چہروں کے ساتھ باہر جانے کا رواج ختم ہو چکا تھا چہروں کو چھپانے کے

لئے نقاب اور ہاتھوں کو چھپانے کے لئے دستانے استعمال ہوتے تھے جس کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو حالت احرام میں چہروں پر نقاب ڈالنے اور دستانے پہننے سے منع کر دیا تھا۔ المحرمة لا تنتقب ولا تلبس القفازین ونهی النساء فی احرامهن عن القفازین والنقاب (ابو داؤد۔ ترمذی) لیکن حالت احرام میں بھی دختران اسلام نقاب کے بغیر اپنے چہروں کو اجنبی مردوں سے چھپاتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کان الרכبان یمرون بنا ونحن مع رسول اللہ ﷺ محرمات فاذا جازوا بنا سدلت احدانا جلبابها من راسها علی وجهها فاذا جاوزونا كشفناه (سنن ابی داؤد کتاب الحج باب فی المحرمة تقطعی وجہها)۔

فاطمہ بنت منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: کنا فخر وجوهنا ونحن محرمات ونحن مع اسماء بنت ابی بکر الصدیق (موطا امام مالک کتاب الحج باب تخمیر المحرم وجہہ) ”ہم احرام کی حالت میں اپنے چہرے ڈانپ لیا کرتی تھیں اور ہم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی اسماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھیں۔ بعض لوگ چہرہ کھلا رکھنے کی مندرجہ ذیل دلیل پیش کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے نماز عید پڑھانے کے متعلق حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھانے کے بعد لوگوں سے خطاب فرمایا اور وعظ و نصیحت کی پھر چل کر عورتوں کے قریب تشریف لے گئے ان سے بھی خطاب فرمایا اور وعظ و نصیحت کی اور فرمایا: اے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو کیوں کہ جہنم کا زیادہ تر ایندھن تم (عورتیں) ہی ہو اس پر ایک عورت جس کے رخسار سیاہی مائل تھے۔ درمیان میں سے اٹھی۔ اگر اس عورت کا چہرہ کھلا نہ ہوتا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو پتہ نہ چلتا کہ اس عورت کے رخسار سیاہی مائل ہیں۔

الشیخ محمد بن صالح العثیمین اس کے جواب میں فرماتے ہیں: یہ دلیل اس پائے کی نہیں ہے کہ اس کے پیش نظر ان دلائل سے صرف نظر کیا جاسکے جو چہرے کا پردہ واجب ہونے پر واضح دلالت کرتے ہیں۔ پردے کے دلائل درج ذیل دو وجوہ کی بنا پر راجح ہیں:۔

(۱) جن دلائل میں چہرہ ڈھانپنے کا ذکر ہے ان میں ایک مستقل اور نیا حکم ہے۔ چہرہ کھلا رکھنے کے جواز کے دلائل اپنے اندر کوئی حکم نہیں رکھتے (کیونکہ یہ تو پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا عام معمول تھا) علماء اصول کے ہاں یہ ضابطہ معروف و مشہور ہے کہ عام حالت کے

خلاف کوئی دلیل ہو تو اسے ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ عام حالت کے خلاف جب تک دلیل نہ ملے (اس پر کوئی حکم نہیں لگایا جاتا) اسے برقرار رکھا جاتا ہے اور جب کوئی دلیل نئے حکم کی مل جائے تو اصل اور پہلی حالت کو برقرار رکھنے کی بجائے نئے حکم کے ذریعے اس میں تبدیلی کر دی جاتی ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ جو شخص نئے حکم (چہرہ ڈھانپنے) کی دلیل ذکر کرتا ہے۔ اس کے پاس ایک نئی چیز کا علم ہے کہ پہلی اور عمومی حالت بدل چکی ہے اور چہرہ ڈھانپنا فرض ہو گیا ہے۔ جب کہ دوسرے فریق کو یہ دلائل نہیں مل سکے لہذا اثبوت کونانی پر اس کے زائد علم کی وجہ سے ترجیح حاصل ہوگی۔

یہ ان حضرات کے پیش کردہ دلائل کا اجمالی جواب ہے۔ بالفرض اگر تسلیم کر لیا جائے کہ فریقین کے دلائل ثبوت اور دلالت کے اعتبار سے برابر ہیں پھر بھی اس مسلمہ اصولی قاعدہ کے پیش نظر چہرہ ڈھانپنے کی فرضیت کے دلائل مقدم ہوں گے۔

(ب) جب ہم چہرہ کھلا رکھنے کے جواز کے دلائل پر غور کرتے ہیں تو یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ یہ دلائل چہرہ بے پردہ کرنے کی ممانعت کے دلائل کے ہم پلہ نہیں ہیں۔

رہی حدیث جابر رضی اللہ عنہ تو اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ کس سال کا واقعہ ہے یا تو وہ خاتون ان بوڑھی عورتوں میں سے ہوگی جنہیں نکاح سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ تو ایسی خواتین کے لئے چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے اس سے دوسری عورتوں پر حجاب کا وجوب ختم نہیں ہو سکتا۔ یا پھر یہ واقعہ آیہ حجاب کے نزول سے پہلے کا ہے کیونکہ سورۃ الاحزاب (جس میں پردہ کے احکام ہیں) ۵ یا ۶ ہجری میں نازل ہوئی اور نماز عید ۲ ہجری سے شروع چلی آتی ہے۔

واضح رہے کہ اس مسئلہ میں تفصیل کے ساتھ کلام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس اہم معاشرتی مسئلہ میں عام لوگوں کے لئے شرعی حکم کا جاننا ضروری ہے اور بہت سے ایسے لوگ اس پر قلم اٹھا چکے ہیں جو بے پردگی کو رواج دینا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس مسئلہ میں کما حقہ تحقیق نہیں کی نہ غور و فکر سے کام لیا حالانکہ اہل تحقیق کی ذمہ داری ہے کہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھیں اور ضروری معلومات حاصل کیے بغیر ایسے مسائل میں گفتگو کرنے سے اجتناب کریں۔

از افادات مولانا حکیم محمد صادق سیکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

حسن مجروح

جس قدر اسلام نے عورت کی عصمت اور آبرو کو تحفظ دیا ہے اور اس کی پاک دامنی اور عفت کے احکام بیان کیے ہیں کسی مذہب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ از بسکہ عورت حسن و جمال کا شاہکار ہے اس لئے یہ مردوں کے لئے ایک فتنہ اور آزمائش بھی ہے۔ ایک ادائے مستانہ اس کے سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی ہے۔ یہ مقناطیس ہے جو آہنی مردوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ عورتیں جب بلا حجاب چلیں پھریں گی تو شعوری یا غیر شعوری طور پر دعوت نظارہ دیں گی۔ تو ناممکن ہے کہ فتنہ نہ اٹھے۔ عورتوں اور مردوں کو فتنہ اور اخلاقی برائی سے روکنے کے لئے اسلام نے احکام بیان کئے ہیں تاکہ ان کی پابندی کر کے مردوزن دونوں پاکیزہ اور پرہیزگارانہ زندگی گزاریں۔

کوئی غیرت مند باپ یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی بدمعاش اس کی جوان بیٹی کی طرف گھورے۔ اور نہ ہی کوئی غیور خاوند یہ گوارا کر سکتا ہے کہ کوئی غنڈہ اس کی بیوی کو نظر بد سے دیکھے لیکن عقل مستور نسوانی پیکر کو عریاں دیکھنے پر تلی بیٹھی ہے۔ عریانی اور بے حجابی آج کل فیشن میں داخل ہے۔ اس فیشن کو اپنانے والی عورت ماڈرن خاتون کہلاتی ہے۔ اور ماڈرن ہونے کے شوق کی سماعت قرآن اور حدیث کی آواز سننے سے مرض و قر سے دوچار ہے۔

آئی تھی کوہ سے صدا راز حیات ہے سکوں

کہتا تھا مور ناتواں لطف خرام اور ہے

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ عورت ایک انتہائی خوبصورت اور نازک آئینہ ہے۔ حسن کے شاہکار، اس آئینہ کی جتنی بھی حفاظت کی جائے۔ اور جس قدر اس تاباں اور درخشندہ ہیرے کو عوام کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا جائے۔ چوروں، ڈاکوؤں، حاسدوں، رقیبوں اور نظر بازوں سے بچایا جائے۔ اس حور و ش کو چراغ خانہ بنایا جائے۔ اتنے ہی ان خورشید خدوں کی فطرت کے آفتاب

اور پاکیزہ قدروں کے ماہتاب آپ کے معاشرہ کی دنیا کو خوشنودی حق تعالیٰ، خیر و برکت اور تقویٰ کے نور سے بھر دیں گے۔ اور عورت کی حقیقی عزت، حرمت، عصمت اور آبرو کی لیلائیں مبارک بادی کے محملوں میں بیٹھ کر آپ کے دروازوں پر دستک دیں گی۔

لیکن افسوس! عورت کو نمود حسن کے نشہ میں اتنا پتہ نہیں رہا کہ وہ کس طرح ذلیل اور رسوا ہو رہی ہے۔ شاطر اور ہوس زر کے غلام دکاندار (اسلام کی پیروی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے یورپ کی تقلید میں) اپنی دکانوں پر خوبصورت لڑکیاں ملازم رکھتے ہیں۔ جو گاہکوں کو مال دکھاتی، قیمت بتاتی اور فروخت کرتی ہیں۔ جس دکان پر ایسی لڑکیاں سلیزمین کا کام کرتی ہیں وہاں خریداروں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ آہ! دکان کا مال بیچنے کے ساتھ لڑکیوں کے حسن و جمال، حرکات و سکنات اور اشاروں کنایوں کو بھی بیچا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر عورت کی اور کیا تذلیل ہو سکتی ہے۔ دفاتر میں بھی مردوں کے ساتھ عورتیں ملازمت کرتی ہیں وہاں بھی ”مروارید“ اور ”خرمہروں“ کا خلا ملا عورت کی عزت و عصمت کے لئے زبوں ہے۔

بے شمار عورتیں شاپنگ کے لئے دکانوں پر جاتی ہیں۔ اور دکانداروں کی نظروں کے تیروں سے چہرے زخمی کرا کر لوٹی ہیں۔ اور ماڈرن ہونے کے نشہ میں نہیں سمجھتیں کہ ان کی عزت و عصمت کا چاند گہنا گیا ہے۔ بعض نوجوان غیر شعوری طور پر اپنی بنی سنوری رفیقہ حیات کو ساتھ لے کر بازاروں میں گھومتے ہیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ نے اسے کتنی خوبصورت بیوی عطا کی ہے۔ حالانکہ عقل و شعور کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اس ہیرے کی کنی کو ڈبیہ میں بند رکھتا۔ تاکہ شیطانی نظروں سے محفوظ رہتی اور خاوند کی غیرت کا سندس بھی چاک نہ ہوتا۔

پورے میک اپ کے ساتھ بے پردہ عورتیں گلیوں، بازاروں، شاہراہوں، گزرگاہوں، کلبوں، محفلوں اور سوسائٹیوں میں محو خرام ہوتی ہیں۔ لاکھوں شہوانی نگاہوں کے کروڑوں تیر ان ماہ دشنوں کے چہروں اور جسم کے دوسرے بے حجاب حصوں کو زخمی کرتے ہیں۔ اور حسن مجروح کی یہ لیلائیں جب گھر آتی ہیں تو نہیں سمجھتیں کہ وہ ”لہولہان“ ہو کر لوٹی ہیں۔ چچک کے داغ تو چہروں پر

نظر آتے ہیں۔ لیکن بری نظروں کے تیروں کے زخم اور جسم سے بہتا ہوا خون ان کو نظر نہیں آتا۔ جنہیں خوف خدا لرزہ براندام رکھتا ہو اور ان کی نظر قرآن اور ارشادات رسالت ﷺ پر ہو۔ ان کو ضرور نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر قوام بنایا ہے۔ لیکن وہ بجائے قوام ہونے کے عورتوں کے حضور ریشہ خطنی بن گئے ہیں اور انہوں نے عورتوں کو کھلی چھٹی دے دی ہے۔ اللہ غریق رحمت کرے اکبر الہ آبادی نے کتنی حق بات کہی ہے۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے بیبیو پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

فلم انڈسٹری میں عورت کی ذلت کی حد ہو گئی ہے۔ میک اپ میں کوئی کسر چھوڑے بغیر بن سنور کر، پیشانی کے چاند، مخمور آنکھوں کے نشا، گالوں کی صبح درخشاں، سینے کے ابھار، اداؤں کے مہ پاروں، حرکات اعضاء کی مہ وشوں، آواز کے سحر اور رقص کی قیامت قامتی کے، عورت ہی تماشاہیوں سے سودے کرتی ہے۔ اگر حیا، شرم، عفت اور عصمت کوئی شے ہے تو کیا فلمی دنیا، ریڈیو اور ٹی۔ وی کے اداروں سے ان کا جنازہ نہیں نکل گیا۔

اخباروں اور رسالوں والے بھی خوب صورت عورتوں کی مختلف پوزوں میں تصویریں چھاپ کر ان کے بالوں کے سنبل و ریحان، آنکھوں کے رس اور نگاہوں کی برق اور دیگر جاذب نظر عریاں اعضاء کی نمود بیچتے ہیں تاکہ اخبار و رسائل کی اشاعت بڑھے۔ اگر ”اخبار جہاں“ میں ”فرشتوں“ کو ماہل کر لینے والی عورتوں کی تصویریں نہ ہوں تو اس کی اتنی اشاعت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ افسوس عورتیں کئی بے معنی باتوں پر تو جلوس نکالتی رہتی ہیں لیکن جلوس نکالنا تو درکنار، وہ اس بات پر ٹس سے مس نہیں ہوتیں کہ وہ کس طرح بے شمار طریقوں سے ذلیل و رسوا ہو رہی ہیں۔ اور اس نمود، بے جبابی، بے پردگی اور ذکور و اناث کے خلا ملا کو اپنی عزت، وقار اور شان سمجھتی ہیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

الحیاء من الایمان: حیا ایمان سے ہے۔ جب حیا اور شرم نہ رہے۔ تو ایمان معوج، مفلوج اور مردہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر بے حیا ہر وہ بات کر گزرتا ہے جو ایمان کے منافی ہوتی ہے۔ دنیائے حیا کے فرماں روا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے: اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔ ”جب تجھ میں حیا نہ رہے تو پھر جو چاہے کر۔“ (مشکوٰۃ) یعنی بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔ مگر وہ عورت اور مرد جس کا اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے پر ایمان ہے۔ اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام، وحی الہی مانتا ہے۔ اور سید ولد آدم حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا برحق رسول تسلیم کرتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ، قرآن مجید اور رسول امین (ﷺ) کے ارشادات کے پھولوں کا ہار زیب گلوئے ایمان کر لینا چاہیے۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کا ایک اور ارشاد ملاحظہ فرمائیں: لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والده وولده والناس اجمعین۔ ”تم میں سے کوئی ایمان دار نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ میں (محمد رسول اللہ ﷺ) بہت پیارا ہو جاؤں اس کے نزدیک اس کے باپ سے، اس کی اولاد سے اور تمام لوگوں سے۔“ (مشکوٰۃ)

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال پر عمل کرنے کے لئے ہر آڑے آنے والی چیز کو ٹھکرا دینا چاہیے۔ امتثال و امر میں اگر والدین، اولاد، تمام جہان، دنیا و ما فیہا روک نہیں تو سب کو توجہ دیں۔ گرد راہ بنا کر فرمان خیر الوریٰ ﷺ کے آب حیات کو نوش جان کر کے حیات جادواں پالیں۔ یہ مطلب ہے حضور ﷺ کو ہر چیز سے بڑھ کر پیارا جاننا اور ماننا۔ احب الیہ کی مینا سے زلال جانفزا پی کر خیابان ارم میں محو خرام ہونا۔

زبان وحی بیان سے حضرت رحمت للعالمین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ لایومن احدکم حتی یکون ہواہ تبعاً لما جنت بہ (مشکوٰۃ) ”تم میں کوئی ایمان دار نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ ہو جائے خواہش اس کی تابع اس چیز کے جو میں لایا ہوں۔“ رسول اللہ ﷺ امت کے لئے کیا لائے

ہیں؟ قرآن اور اس پر اپنا عمل لائے ہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ جب تک مسلمان اپنی خواہش کو کتاب و سنت کے تابع نہ کر دے گا۔ وہ نہ ایمان دار ہے نہ مسلمان۔ پس عورتوں کو اپنی تمام خواہشات فرمان سید البشر ﷺ کے ارشاد کے تابع کر دینی چاہئیں۔ یعنی خواہش حدیث اور سنت پر غالب نہ آنے پائے بلکہ ارشاد مصطفوی ﷺ کے نور کے سامنے وہ تاریکی مٹ جائے۔ اور حضور ﷺ کے ارشاد کے سامنے اپنی خواہش مٹانے والی عورت سراپا نور بن جائے گی۔ کہ اس کے حسن کو دیکھ کر حوران جنت رشک کریں گی۔

حیاء کا تقاضا: اب جب عورتیں آرائش جمال کے ساتھ بن سنور کر، میک اپ کے نشہ میں چور ہو کر، بے پردہ، گلیوں، بازاروں، شاہراہوں، کلبوں، مینا بازاروں، سوسائٹیوں اور محفلوں میں آئیں جائیں۔ تبرج جاہلیہ کی راہ پر گامزن ہوں۔ طلبہ، سرنگی، ستار بجائیں۔ گائیں اور ناچیں اور لوگوں کو دعوت نظارہ دیں۔ ذرا ضمیر سے پوچھ کر بتائیں۔ کہ کیا پیراہن حیاء تار تار نہیں ہو جائے گا۔ شرم کے خرمن کو آگ نہ لگ جائے گی۔

پر آپ پڑھ آئے ہیں۔ ایک حدیث کا ترجمہ۔ ”بے حیاء باش ہرچہ خواہی کن۔“ پھر بے حیائی سے جو رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی ہوگی اس پر اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوگا۔ جس پر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ناراض ہوں، اس کا کیا حشر ہوگا؟ آخر ایک دن اس جہان آب و گل کو چھوڑنا ہے۔ اور اسلام کے عقیدے کے مطابق آخرت میں اللہ کے سامنے جانا ہے۔ پھر بے حیاء لوگ اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ بقول اقبال: عیش منزل ہے غریبان محبت پہ حرام
سب مسافر ہیں بظاہر نظر آتے ہیں مقیم

حیاء کی تائید و تاکید میں رسول اللہ ﷺ مزید ارشاد فرماتے ہیں:۔ الحیاء من الایمان والایمان فی الجنة والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار. (مشکوٰۃ) ”شرم و حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان دخول جنت کا باعث ہے۔ اور بے حیائی جفا ہے اور جفا دخول دوزخ کا باعث ہے۔“ شرم و حیا کے متعلق یہ ارشاد نبوی ﷺ صرف ان مردوں اور عورتوں کے لئے مفید اور کارگر ہو سکتا

ہے جو حضور انور ﷺ کی ذات اور فرمان کو دنیا و مافیہا سے بڑھ کر پیارا اور محبوب جانتے ہیں۔ جو نطق رسالت مآب ﷺ کے مقابل ہر روک و رکاوٹ کو پائے استحقار سے ٹھکرانا تقاضائے ایمان سمجھتے ہوں۔ اور استرداد مانع کے بعد عمل بالحدیث سے حظِ ایمان پاتے ہوں۔

بد نظری کے تیر بے حیائی کی کمان سے چھوٹتے ہیں: اسلام میں بد نظری کو آنکھ کا زنا قرار دیا ہے۔ اس لئے آنکھوں کے متعلق قرآن نے حکم دیا ہے: قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (سورۃ النور آیت ۳۰) ”کہہ دیجئے ایمان والوں سے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ اور اپنے ستر کی حفاظت کریں۔ ایسا کرنے میں ان کے لئے پاکیزگی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔“

یاد رکھیں کہ نظر کا فتنہ بڑا مہلک اور خطرناک ہوتا ہے۔ جو نہی کسی مہ جبین پر نظر پڑی تو اس کا حسن و جمال دیوسرکش بن کر دیکھنے والے کے خون میں گردش کرنے لگتا ہے جو اس کو کسی صورت چین نہیں لینے دے گا۔ نہ صرف معمول زندگی ہی متاثر ہوگا بلکہ رات کی نیند بھی غنقا ہو جائے گی اور اسے کسی کروٹ چین نہ آئے گا۔ دل اڑے گا کہ پھر اس مہ جبین کو دیکھے۔ اس سلسلہ میں اس کی آبرو اور عزت پر بھی حرف آئے گا۔ اور بدنامی بھی ہوگی۔ اور اگر بار بار کوچہ محبوب میں پھیرے لگائے گا تو ہو سکتا ہے کہ جوتے بھی کھائے۔ یہ سب کارستانی بدنگاہی کی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نظر نیچی رکھ کر چلنے کا حکم دیا ہے تاکہ نہ نظر پڑے اور نہ فتنہ جاگے۔

مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حکم دیا گیا ہے:- ”کہہ دیجئے ایمان والی عورتوں کو کہ نیچی رکھیں نظریں اپنی اور حفاظت کریں اپنے ستر کی۔ ایسا کرنے میں ان کے لئے پاکیزگی ہے۔“ (ایضاً آیت ۳۱) یعنی عورتیں اگر ضروری کام کے لئے باہر جائیں تو چادر اوڑھ کر جائیں اور نظریں نیچی رکھیں اور اپنے راستہ چلی جائیں۔ یہ شریف لوگوں کی شریفانہ روش ہے کہ مرد بھی نیچی نگاہیں رکھ کر اپنی راہ پر چلے جائیں اور عورتیں بھی نیچی نگاہوں کے ساتھ اپنے راستہ پر چلی جائیں۔ اس طرح تاک جھانک نہ ہوگی بلکہ نہ فتنہ اٹھے گا۔ اور بے حیائی کا سدباب بھی ہو جائے گا۔

حامد میر

انسٹرویو

مجلد ”دعوة التوحيد“ کے خاص نمبر ”عفت و عصمت“ کے لیے روزنامہ ”پاکستان“ اور ”ادصاف“ کے سابق ایڈیٹر، Geo-TV کے ہیور چیف، معروف صحافی جناب حامد میر صاحب کا انسٹرویو کیا گیا، جس میں موصوف نے کھل کر اس موضوع پر اظہار خیال کیا، قارئین کے استفادہ کے لیے ان کا انسٹرویو شائع کیا جا رہا ہے، مجلہ ”دعوة التوحيد“ کے پینل میں حافظ مقصود احمد، ابو بکر صدیق اور محبوب احمد شامل تھے۔ (ادارہ)

حیاء فطرت ہے اور ہر آدمی حیا دار ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ جبکہ بے حیائی بھی عام ہے۔ اور کلچر کے نام پر معاشرے میں پھیل رہی ہے۔ ہمارا کلچر کیا ہے؟

بات یہ ہے کہ میں کوئی بہت بڑا عالم دین یا کوئی دانشور نہیں ہوں۔ کلچر جو ہے اس کی تعریف اور تشریح کو سمجھنے کے لئے میں اکثر اوقات یہ کوشش کرتا ہوں کہ پڑھوں کلچر کیا ہے؟ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ کلچر کوئی اور چیز ہوتی ہے اور دین کوئی اور چیز۔ لیکن یہ صحیح نہیں، کچھ کہتے ہیں کہ کلچر کی جڑیں دھرتی میں ہوتی ہیں جیسی دھرتی ہوگی ویسا ہی کلچر ہوگا یہ بھی درست نہیں، اصل بات یہ ہے کہ ہمارے دین نے ہمیں جو کلچر دیا ہے، حقیقت میں وہی ہمارا کلچر ہے، حیا کے حوالے سے ہمیں کنفیوز ہونے یا کسی تردد میں پڑنے کی ضرورت نہیں، سورۃ النور کو پڑھ لیں وہی ہمارا کلچر ہے اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور میں جو حدود و قیود بیان فرمائی ہیں ان کو اپنا لینا چاہیے۔

شرم و حیا کے حوالے سے ہمارے معاشرے اور مغرب میں جو واضح فرق ہے کیا یہ اسلامی تعلیمات کا نتیجہ ہے یا محض ہمارے پسماندہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

میں پچھلے دنوں ایک انٹرنیشنل میڈیا کانفرنس میں شرکت کے لیے جرمنی گیا ہوا تھا جس میں دنیا بھر کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا سے تعلق رکھنے والے صحافی شریک تھے، اکثر صحافی جن کا تعلق مغرب سے تھا وہ یہ سمجھتے تھے کہ اسلام ہی مسلمانوں کا کلچر ہے، لیکن ہمارے بعض مسلمان

دانشور انہیں یہ باور کروانے کے کوشش کر رہے تھے کہ ہمارا دین اور ہے اور کلچر اور، سربیا کی ایک جرنلسٹ خاتون نے جو سربیا میں وائس آف جرمنی کی نمائندہ تھی مجھ سے یہ سوال کیا کہ جب بوسنیا کے مسلمانوں کے ساتھ ہماری جنگ جاری تھی، ہم نے انہیں مارا، انہوں نے ہمیں قتل کیا، ہم ان سے نام تبدیل کرنے کا مطالبہ کرتے تھے جب کہ نہ تو وہ نماز پڑھتے تھے نہ روزہ رکھتے تھے، قرآن و حدیث سے بھی وہ نابلد تھے انہیں صرف اتنا معلوم تھا کہ ہمارے اسلاف مسلمان تھے، اس بات پر انہوں نے اپنے بچے ذبح کروا لیے، اپنی جانیں گنوا بیٹھے، عزتیں ان کی لوٹی گئیں، مگر انہوں نے اپنے نام تبدیل نہیں کئے اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا اس لیے کہ یہ ان کا تشخص اور ان کی پہچان ہے، جو اپنے آپ کو محمد یوسف کے نام سے پہچانتا ہے وہ اپنا نام جیمز کبھی بھی نہیں رکھے گا، اور یہ بھی اسلام سے ایک تعلق کا اظہار ہے، اس خاتون نے مجھ سے اسلام کے بارے میں معلومات دریافت کیں تو میں نے اسے مطالعہ کے لیے چند کتابیں دیں اور اب تک بعض باتیں سمجھنے کے لیے وہ مجھ سے رابطہ کرتی ہے، میرے خیال میں ہمارا دین ہمیں کسی دوسرے کلچر میں کس ہونے سے روکتا ہے، جیسا کہ مغربی ممالک میں ہندو بہت جلد وہاں کے کلچر کو اپنا لیتے ہیں، عورتیں فوراً جیمز پہن لیتی ہیں، اپنا لباس مختصر کر لیتی ہیں اس لیے کہ ان کے دین نے انہیں نہیں روکا، مگر ایک مسلمان تردد میں پڑ جاتا ہے، ہو سکتا ہے کہ دس فیصد مسلمان اس کلچر کو کلیتاً اپنانے والے ہوں جبکہ اکثر اپنے کلچر کو قائم رکھتے ہیں، بلکہ بعض دفعہ تو ایسے ہوتا ہے کہ ایک آزاد خیال لڑکا جو نہ نماز پڑھتا ہے نہ قرآن پڑھتا ہے۔ مگر مغرب میں جا کر وہ نمازی بن جاتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ ہمارا دین ہے، وہاں کے کلچر میں بے حیائی ہے جبکہ ہمارے کلچر میں شرم و حیا ہے اور یہ ہمارے دین کی وجہ سے ہے۔

پاکستان کے ٹی وی چینلز اور قومی اخبارات کا کردار شرم و حیا کے حوالے سے زیادہ مثبت ہے یا منفی؟
 اس بات میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کا پرنٹ میڈیا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بہت آزاد ہو چکا ہے، اخبارات نے خواتین کی بے پردہ تصاویر چھاپ چھاپ کر یہ سمجھا کہ ہم اخبارات کی اشاعت میں اس طرح اضافہ کر سکتے ہیں، ۱۹۹۷ء میں جب ہم نے ”اوصاف“ اخبار کا اجراء کیا

جبکہ اس وقت میرے پاس مختلف آپشنز تھیں، میں ”جنگ“ میں بھی جا سکتا تھا اور ”نوائے وقت“ میں بھی، مجھے روزنامہ ”جنگ“ راولپنڈی کا ایڈیٹر بننے کی اس وقت پیشکش کی گئی، مگر میں نے آزادی کے ساتھ صحافت کو صاف سترے طریقے سے اپنانے کا فیصلہ کیا اور ”اوصاف“ اخبار کے ایڈیٹر کی ذمہ داری سنبھال لی، میں نے اپنے ساتھیوں سے میٹنگ کر کے ”اوصاف“ کی پالیسی وضع کرنا چاہی، میرے ساتھیوں میں دینی مزاج رکھنے والے بہت کم تھے، میری سوچ یہ تھی کہ اگر ہم نے ”جنگ“ کو نئے طریقے سے نکالنا ہے، یا ایک نیا ”خبریں“ شروع کرنا ہے تو ہمیں واپس ”جنگ“ میں چلے جانا چاہیے، ہمیں مارکیٹ میں ایک نئی چیز لانی چاہیے، میرے ایک ساتھی نے پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا ابھی یہ بتانے سے میں قاصر ہوں، ہم نے اپنے قارئین کا امتحان لینا ہے، ان کو چیک کرنا ہے، کیا پاکستان کے قارئین واقعتاً وہی کچھ چاہتے ہیں جو انہیں پڑھایا جا رہا ہے، یا وہ کچھ اور بھی پڑھنا چاہتے ہیں؟ اس بارے میں ہمارا ذہن صاف نہیں تھا، اخبار شروع ہوا تو ہمارے نیوز ایجنٹس کہنے لگے کہ جس طرح دیگر اخبارات اپنا اپنا سنڈے ایڈیشن نکالتے ہیں آپ بھی نکالیں۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے، ڈپٹی ایڈیٹر نے کہا ہمیں ہر ہفتے ایک خاتون کی تصویر کی ضرورت پڑے گی، جس کے لئے ایک ایسے فوٹو گرافر کی خدمات حاصل کر لینی چاہئیں جو ماڈلنگ کا ایکسپرٹ ہو، مجھے اچھی طرح یاد ہے اس وقت مجھے خیال آیا اب موقع ہے ہم اپنی قوم کو ٹیسٹ کریں، آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ”اوصاف“ کے سنڈے میگزین کے ابتدائی شماروں پر خواتین کی تصاویر نہیں ہوا کرتی تھیں، ہم مسئلہ کشمیر یا جہاد افغانستان کے حوالے سے اکثر تصاویر شائع کیا کرتے تھے۔ ہم نے لوگوں کو خبر بھی دی اور ان کے ذوق کا بھی خیال رکھا، اس طرح ہم نے تدریجاً اخبار کو مثبت انداز پر چلایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے قارئین وہ کچھ نہیں چاہتے جو ان پر مسلط کیا جا رہا ہے، کیونکہ روزنامہ ”اوصاف“ کو قارئین نے بڑی پذیرائی بخشی جو بعد میں اسلامی تحریکوں کا ترجمان سمجھا جاتا تھا، لیکن اب سازشوں کا دور ہے جیسے ہی ہم نے قادیانیوں کے خلاف لکھنا شروع کیا تو ہمارے راستے بند کرنے شروع کر دیئے گئے۔ ۱۱ ستمبر کے بعد حالات ان کے حق میں اتنے سازگار ہو گئے، کہ ہم نے ”اوصاف“ کو خیر باد کہہ دیا۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پرنٹ میڈیا میں جو بے حیائی نظر آ رہی ہے اس کی وجہ قارئین نہیں، ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ مارکیٹ کی ڈیمانڈ یہی ہے، قارئین یہی کچھ مانگتے ہیں، یہ بات غلط ہے، اب اس میں کون کون ذمہ دار ہے؟ بنیادی ذمہ داری علماء پر عائد ہوتی ہے کہ علماء نے شرم و حیا کے حوالے سے پرنٹ میڈیا کی کوئی تربیت نہیں کی، انہوں نے کوئی ایسا موقف نہیں دیا، کہ ہمارے اخبارات کے ذمہ داران دینی اقدار کے مطابق اخبارات کو چلائیں، بعض اوقات دینی مسائل کے حوالے سے علماء کا موقف اتنا سخت ہوتا ہے، کہ عام آدمی ان کا موقف معلوم کرنے کے بعد دین کی طرف رغبت کرنے کی بجائے دین سے برگشتہ ہو جاتا ہے، روزنامہ ”پاکستان“ میں جب ہم نے سوال و جواب کا سلسلہ شروع کیا تو لال مسجد کے خطیب مولانا عبداللہ صاحب مرحوم سے میں تقاضا کرتا کہ یہ بات جو آپ نے لکھی ہے بہت سخت ہے، ہمیں کسی کو یہ کہنے کا موقع نہیں دینا چاہیے کہ ہم فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں، آپ اسے ذرا نرم کر دیجئے، تو وہ میری بات تسلیم کر لیتے اس طرح ان کی بات کٹوے بھی ہو جاتی تھی، ہمارے علماء کو چاہیے کہ بات کہنے کا سادہ اور آسان طریقہ اختیار کریں، تاکہ ”سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی بچ جائے“ کیونکہ علماء جب سخت موقف اختیار کرتے ہیں تو انہیں پرنٹ میڈیا سے دور رکھا جاتا ہے،

اب آئیں الیکٹرانک میڈیا کی طرف اس میں ہمارا بھی قصور ہے اب الیکٹرانک میڈیا کے بہت سارے نئے پرائیویٹ چینلز آئے ہیں پہلے تو صرف پی ٹی وی تھا، اگر پی ٹی وی نے ۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق عمل کیا ہوتا جس میں لکھا ہے کہ ”پاکستان ایک اسلامی ملک ہے“ تو آج یہ صورت حال نہ ہوتی، لہذا اصل ذمہ داری حکمران طبقے اور پالیسی ساز افراد پر عائد ہوتی ہے، کہ جنہوں نے ۱۹۷۳ء کے آئین کی روشنی میں اسلامی اقدار کا تحفظ کرنے کی بجائے انڈین ٹی وی ”دور درشن“ کو دیکھ کر اپنی مقبولیت برقرار رکھنے کی کوشش میں اس کی تقلید کی۔

پرائیویٹ چینلز جو کچھ کر رہے ہیں اس حوالے سے ہم بڑی مشکل میں ہیں، میں جیو کی بات کر رہا ہوں جسے ہم دعویٰ سے آپریٹ کرتے ہیں۔ ہمارے ناظرین صرف پاکستان میں نہیں بلکہ بیرون ملک بنگلہ دیش، ہندوستان اور دیگر بہت سارے ممالک میں ہیں، عنقریب یورپ

میں بھی ہوں گے، ہم نے ہر قسم کے ناظرین کو اٹریکٹ کرنے کے لئے ہر قسم کے پروگرام نشر کرنے ہوتے ہیں، جب پتہ چلتا ہے کہ زیادہ ناظرین مسلمان ہیں۔ خواہ وہ پاکستان میں ہوں یا بیرون پاکستان، تو ان کے لیے ہم پروگرام نشر کرتے ہیں، مثلاً دینی مسائل، نعتیں، رمضان کے مہینے میں رمضان کے پروگرامز وغیرہ، تو ان کا ریپانس زیادہ آتا ہے، یہ پروگرام زیادہ مقبول ہیں بہ نسبت موسیقی کے پروگراموں کے، لوگ تو دینی پروگراموں کے پیاسے ہیں، جب ہم مختلف علماء کو ٹی وی پر سوال و جواب کے لیے بلاتے ہیں، تو لوگ ایسے پروگراموں کو بہت پسند کرتے ہیں، ٹی وی بھی اخبار کی طرح ہے، اخبار میں اگر آپ نمود و نمائش کے کلچر، بے حیائی، فلمی ستاروں اور ٹی وی ڈراموں کے ایکٹروں کے علاوہ مواد دیں تو لوگ اسے پسند کرتے ہیں، اسی طرح ٹی وی ہے، لیکن افسوس کی بات ہے کہ بعض علماء کو جب ٹی وی پر آنے کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ حرام ہے ہم نہیں آتے۔

■ دوران سفر "اے سی" کوچز میں انڈین فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ جن میں عریاں لباس میں عورتوں کا ڈانس اور بوس و کنار ہوتا ہے۔ جبکہ ہندو ہمارا دشمن بھی ہے، اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

■ اے سی کوچز میں اگر چالیس مسافر ہیں تو زیادہ سے زیادہ ۵ مسافر ایسے ہوں گے جو انڈین فلم دیکھ کر خوش ہوں، باقی ۳۵ میں سے پانچ دس ایسے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ چیز اچھی تو نہیں لیکن وقت پاس کرنے کے لیے کوئی حرج نہیں، باقی جو پندرہ بیس ہوں گے وہ اس کو دل سے برا سمجھیں گے لیکن آج کے دور میں برائی کو برا کہنے کی جرأت ہم سے چھن گئی ہے، ہم کہتے ہیں کہ شرم و حیا کے تحفظ کی بات کرنا آٹ آف فیشن ہے، انتہا پسندی ہے، دقیانوسیت ہے، جبکہ شرم و حیا اور جہاد کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے، بہت ساری جنگیں اسی وجہ سے رونما ہوئیں، شرم و حیا کے حوالے سے اسلامی اقدار کا تحفظ کرنا اسی وقت ممکن ہے جب آپ نظریہ جہاد کا بھی تحفظ کریں، جہاد یہ نہیں آپ چندہ جمع کرنا شروع کر دیں، یا دولڑکوں کے ہاتھوں میں کلاشنکوف پکڑا کر دیگر مقاصد کے لیے انہیں استعمال کریں، جہاد کے کچھ اصول و ضوابط ہیں، ڈاکٹر عبداللہ عزام رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جو کہ آداب جہاد کے متعلق ہے اس کا مطالعہ کریں جہاد ایک سائنس ہے ایک مکمل فکر ہے، جہاد کے

اصول و ضوابط میں یہ بھی ہے کہ آپ نے میدان جنگ میں درختوں، فصلوں، ندی نالوں اور دریاؤں کا تحفظ کیسے کرنا ہے۔

■ اخبارات میں پہلے نیم عریاں تصاویر کا رجحان نہ تھا۔ یہ ایک مخصوص اخبار نے شروع کیا۔ کیا محض بزنس کی خاطر قوم کو عریانی کا سبق دینا آپ صحافت کے شایان شان سمجھتے ہیں۔

■ پاکستان کے اکثر اخبارات ایسی تصاویر چھاپتے ہیں، ”نوائے وقت“ پہلے یہ تصاویر نہیں چھاپتا تھا، مگر اب چھاپ رہا ہے، ہم نے (اوصاف میں) ہوا کے مخالف رخ چلنا شروع کیا، تو جب دوسروں نے دیکھا کہ اوصاف کی سرکولیشن بڑھ رہی ہے، تو ”نوائے وقت“ واپس آ گیا جب میں نے ”اوصاف“ چھوڑا تو ”نوائے وقت“ نے بھی تصاویر چھاپنا شروع کر دیں، ”اوصاف“ بھی تصاویر چھاپ رہا ہے، یہ دیکھا دیکھی غلط بات ہے جس نے یہ کام شروع کیا وہ A ہے یا B اس کو چھوڑیں، جو پہلے نہیں چھاپتے تھے، انہوں نے یہ کام کیوں شروع کیا؟ صحافت تو صحیفے سے نکلی ہے، صحیفے آسمان سے آیا کرتے تھے، صحافت میرے نزدیک ایک بڑا مقدس مشن ہے، جس اخبار کی طرف آپ اشارہ کر رہے ہیں یہ وہی اخبار ہے جس نے سب سے پہلے دینی کالم شروع کئے، دینی ایڈیشن کا اجراء بھی اسی اخبار نے کیا جس میں مولانا یوسف لدھیانوی قادیانیوں کے خلاف لکھا کرتے تھے، روزنامہ ”جنگ“ کے ساتھ میرا انتظامی تعلق نہیں میرا صرف کالم چھپتا ہے، ”جنگ“ کے بانی میر خلیل الرحمن صحافت کو بزنس سمجھتے تھے، لہذا ان کی بات چھوڑیں، جو صحافت کو ایک مشن سمجھتے ہیں وہ اس قسم کی تصاویر کیوں چھاپتے ہیں؟ آپ نے شرم و حیاء کے حوالے سے جو باتیں پوچھی ہیں، شرم و حیاء ایک بنیادی چیز ہے، یہ ہمارے دین کی اساس ہے، آپ کہتے ہیں عوام خراب ہیں، یا اخبارات خراب ہیں، ٹی وی چینلز خراب ہیں، کچھ کہتے ہیں علماء ٹھیک نہیں، اب جو علماء کہتے ہیں ٹی وی حرام ہے تو ٹی وی پر کیوں آتے ہیں؟ تصویر حرام ہے تو تصویر کیوں بنواتے ہیں؟ جب کوئی سوال کرتا ہے تو ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا، ہماری زندگی میں تضادات نہیں ہونے چاہئیں، مثلاً جہاد میرے ہاں معیار ہے، میرے پاس اگر کوئی آتا ہے کہ میں دین کی بات کرنا چاہتا ہوں تو میں پوچھتا ہوں بتاؤ جہاد کے بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے؟ کیونکہ آج بہت سے ایسے

دین دار ہیں، جن سے ہماری ملاقات ہوتی ہے، ان کا نقطہ نظر جہاد کے بارے میں وہی ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کا تھا، کہ سب سے ہاتھ ملاؤ، سب سے دوستی کر لو، اس وقت تمام غیر مسلم طاقتیں جہاد کے خلاف ہیں وہ آپ کے نظریہ جہاد کو مسخ کرنا چاہتی ہیں، نصاب تعلیم سے جہاد کی آیات کو نکلوانا چاہتی ہیں، جو آدمی کہتا ہے کہ میں اسلام کا حامی ہوں مگر لبرل اسلام کا، اسلام کا حامی ہوں مگر آزاد خیال اسلام کا، اس کا نظریہ جہاد چیک کریں، اگر وہ صحیح ہے تو اس کا موقف درست ہے اگر اس میں انیس بیس کا بھی فرق محسوس ہوتا ہے تو اس کا اعتبار نہ کریں، جہاد مسلمان ہونے کا معیار ہے، آج کے دور میں علماء بھی وہی صحیح ہیں جو جہاد کو مانتے اور اس کا درس دیتے ہیں، جو کہتے ہیں اب وقتی مصلحتیں پیدا ہو چکی ہیں جہاد کو ایک طرف کر دو وہ صحیح نہیں ہیں۔

پٹرول اور ضروریات زندگی کی اشیاء مہنگی ہو رہی ہیں۔ جبکہ انٹرنیٹ، کیبل کنکشن اور ڈش وغیرہ جو چیزیں پہلے مہنگی تھیں سستی اور عام ہو رہی ہیں، کیا یہ ہمارے خلاف کلچر جنگ کا حصہ تو نہیں؟

اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے خلاف ثقافتی جنگ کا حصہ ہے، تو اس جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ انٹرنیٹ سیکھیں، کمپیوٹر سیکھیں اور دشمن جو سازشیں آپ کے خلاف کر رہا ہے اس کا جواب دیں، میں بہت سارے ایسے حضرات کو جانتا ہوں جو انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کے ذریعے یہ کام کر رہے ہیں، مثال کے طور پر ایک زمانہ تھا جب علماء کہتے تھے کہ انگریزی فرنگی کی زبان ہے اسے مت سیکھو، مگر جب علماء نے انگریزی سیکھ کر انگریزی زبان میں تبلیغ شروع کی تو اس کا نتیجہ ہے کہ آج امریکی صدر بش یہ کہنے پر مجبور ہے کہ امریکہ میں سب سے تیزی سے پھیلنے والا مذہب اسلام ہے، اگر انٹرنیٹ دشمن کا ہتھیار ہے تو آپ اسے سیکھیں اور دشمن کے خلاف استعمال کریں۔

بسنٹ ایک ہندوانہ رسم ہے۔ ہمارے ہاں خصوصاً لاہور میں اس موقع پر بے حیائی کے جو مناظر سامنے آتے ہیں۔ کیا یہ ملکی سرمائے کا ضیاع اور ہندو تہذیب کا پرچار نہیں؟

بسنٹ اگر ایک ہندوانہ تہوار ہے تو امرتسر اور دہلی میں اتنے اہتمام کے ساتھ کیوں نہیں منایا جاتا؟ بسنٹ کا ہندو ازم سے کیا تعلق ہے؟ یہ ایک متنازعہ فیہ بحث ہے، جیسا کہ مشہور ہے اس دن

ایک شاتم رسول کی یاد میں ہندو لاہور میں ایک میلے کا اہتمام کیا کرتے تھے، لیکن کچھ علاقے ایسے بھی ہیں جہاں لوگ بستی رنگ (جو سروسوں کے پھولوں کا رنگ ہے) کے حوالے سے اسے مناتے ہیں، بحیثیت مجموعی لاہور میں اس تہوار کو جس انداز سے منایا جاتا ہے، اس کو آپ غیر اخلاقی بھی کہہ سکتے ہیں اور غیر انسانی بھی، اس میں غیر انسانی پہلو یہ ہے کہ بہت ساری جانیں ضائع ہو جاتی ہیں، اگر اس سال مارچ میں بسنت کے تہوار کو سرکاری سرپرستی میں منایا گیا تو جولائی کے مہینے میں حکومت پنجاب نے پتنگ بازی پر پابندی عائد کر دی، میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے ایک انٹرویو میں سوال کیا کہ آپ نے سرکاری سرپرستی میں مارچ کے مہینے میں جس چیز کا اہتمام کیا اب اس پر پابندی کیوں لگائی ہے؟ تو وزیر اعلیٰ نے جواب دیا، کہ پچھلے ایک ماہ میں پتنگ بازی کی وجہ سے اٹھارہ (۱۸) افراد کی جانیں جا چکی ہیں، انسانی جانوں کے ضیاع کو روکنے کے لیے ہم نے پتنگ بازی پر پابندی عائد کی ہے، سوال یہ ہے کہ مارچ میں جس بسنت کو ہماری ثقافت کا حصہ قرار دے کر سرکاری سرپرستی میں منایا گیا اسی حکومت نے چند ماہ بعد اسے ایک خطرناک غیر انسانی کھیل قرار دے کر اس پر پابندی عائد کر دی، یہ حکومت سے پوچھنا چاہیے جو بسنت کے تہوار کو درست سمجھتی ہے، اور اسے ہماری ثقافت کا حصہ قرار دیتی ہے، جبکہ یہ ہماری ثقافت نہیں ہے، اب حکومت نے اس پر پابندی عائد کر کے ہمارے موقف کی تائید کر دی ہے، میری رائے یہ ہے کہ ہمیں بسنت کے حوالے سے مذہب کا نام استعمال نہیں کرنا چاہیے، ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ یہ ایک غیر انسانی تہوار ہے، اس میں پیسے اور وقت کا ضیاع ہے، جب ہم اسے ایک مذہبی مسئلہ بنا لیتے ہیں، تو ہمارے مخالفین کو ہمیں انتہا پسند کہنے کا موقع مل جاتا ہے، ہمیں انہیں انتہا پسندی کے الزام کا موقع فراہم نہیں کرنا چاہیے، اب وقت اور حالات نے خود بخود ثابت کر دیا ہے کہ بسنت کے متعلق ہماری حکومت کا موقف غلط ہے،

■ ماڈل سکولز اور کالجز میں طالبات کے ”فیشن شو“ جو اخبارات میں نمایاں تصاویر کے ساتھ شائع کیے جاتے ہیں، ان کی تعلیم کے لیے نقصان دہ ہیں یا مفید؟ وہ طالبات جو اس طرح کے فیشنوں کے اخراجات بڑھاتے نہیں کر سکتیں کیا ان پر اس کے منفی اثرات مرتب نہیں ہوتے ہوں گے؟

یہ بڑا اہم سوال ہے اس حوالے سے منظم مہم یا تحریک چلانی چاہیے، ہمارے نصابِ تعلیم کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے، اسے از سر نو دینی اقدار کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے، یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب تمام طبقات اس پر اتفاق کر لیں کہ ایک ایسا نصابِ تعلیم مرتب کیا جائے جس میں نہ تو انتہا پسندی ہو اور نہ لبرل ازم کے نام پر مادر پدر آزادی کی تعلیم دی جائے، اس میں اسلامی اقدار سے ہٹ کر کسی چیز کو شامل نہ کیا جائے، اس کے لیے علماء، دانشوروں، صحافیوں اور سب لوگوں کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے، میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے، کیونکہ حکومت کے اندر اور باہر بہت ساری طاقتیں ایسی ہیں جو پورے نصابِ تعلیم کو تبدیل کرنے کے در پے ہیں، جو خطرے کی گھنٹی ہے، میں اپنے مشاہدے اور اطلاع کی بناء پر بتانا چاہتا ہوں، کہ اس وقت دشمن کا ٹارگٹ ہمارا نصابِ تعلیم ہے کہ اسے تبدیل کر دیا جائے، اس میں سے دین کے حصے کو بالکل نکال دیا جائے، اگر ایسی کوئی چیز شامل بھی ہو تو دین کی مسخ شدہ نامکمل تصویر کو شامل کیا جائے تاکہ بچے دین سے بالکل نابلد ہو جائیں، اس سلسلے میں علماء پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ آواز اٹھائیں اور والدین کو بتلائیں کہ ان سکولوں میں جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں از راہ کرم انہیں خود بھی پڑھیں تاکہ انہیں پتہ چل سکے کہ بچوں کو کیا تعلیم دی جا رہی ہے اور ان کی کسی تربیت کی جا رہی ہے۔

کاروباری مقاصد کے لیے کی جانے والی تشہیر میں عورت کی تصویر کو استعمال کرنے پر دنیا بھر میں بہت ساری انسانی حقوق کی تنظیمیں پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کر رہی ہیں، جبکہ ہمارے ہاں معاملہ اس کے برعکس ہے آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

میں ایک تو ذاتی حیثیت سے جواب دوں گا کہ میں نے آج تک ایسی کوئی چیز نہیں خریدی جس کا اشتہار کسی عورت کے ساتھ کسی چوراہے پر لگا ہو، میرے خیال میں اس طرح کی تشہیری مہم کی ضرورت ان کمپنیوں کو پڑتی ہے جن کی مصنوعات غیر معیاری ہوتی ہیں، جو چیز معیاری ہو اس کے لیے اشتہار کی ضرورت نہیں ہوتی، مثلاً وہ میڈیسن کیا میڈیسن ہوگی جو اپنے زور پر نہیں بک رہی بلکہ ایک عورت کی تصویر کی وجہ سے بک رہی ہے، وہ شیمپو کیا شیمپو ہے جس کے بارے میں لوگ

نہیں جانتے جب تک اس پر بالوں والی ایک عورت کی تصویر نہ لگی ہو، مجھے اس نظریے سے اتفاق نہیں، میں ایڈورٹائزنگ کمپنیوں والوں سے جو ہمارے دوست ہیں اس موضوع پر کئی دفعہ گفتگو کر چکا ہوں، دراصل ناقص مصنوعات تیار کرنے والی کمپنیاں ہی عورت کے نام کو زیادہ استعمال کرتی ہیں، اس سلسلے میں مجموعی طور پر ہمارے معاشرے میں شعور اجاگر کرنے کی ضرورت ہے، اس میں ان عورتوں کو بھی کردار ادا کرنا چاہیے جو پارلیمنٹ میں منتخب ہوئی ہیں، انہیں یہ سوچنا چاہیے کہ کس طرح عورت کو بازاری جنس بنا دیا گیا ہے، اسے گوشت کی دکان بنا دیا گیا، جس طرح آپ قصاب کی دکان پر دیکھتے ہیں کہ اس نے ذبح شدہ ننگے عریاں بکرے لٹکا رکھے ہوتے ہیں، آپ دیکھتے ہیں اس کے ران میں زیادہ گوشت ہے اور اس کی پٹھ میں، اس کی چانپیں اچھی بن سکتی ہیں یا نہیں، اسی طرح عورت کو سائن بورڈ پر عریاں حالت میں لٹکا دیا گیا ہے، اس کے جسم کے مختلف حصے نظر آ رہے ہوتے ہیں، سوچنا چاہیے کہ کیا اس کو بازار میں جو لٹکایا گیا ہے اس کے علم کی وجہ سے لٹکایا گیا ہے، یا وہ بہت اچھی تقریر کرتی ہے، یا وہ ایک اچھی سائنس دان ہے؟ اس کا کیا معیار ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ اس کا معیار یہ ہے کہ اس کا گوشت بہت اچھا ہے تو جس کا گوشت اچھا ہوتا ہے اسے پھر ذبح کر دیا جاتا ہے، وہ عورتیں جو اس طرح اپنی نمائش کرتی ہیں ان کا انجام بھی وہی ہوتا ہے جو بکرے کا ہوتا ہے، ایسی عورتوں سے اگر ان کے دل کا حال معلوم کیا جائے تو اس حالت سے وہ خوش نہیں ہوں گی، اشتہاری مہم کی حمایت کرنے والی عورتیں بھی خود اشتہار بننے کو اچھا کام نہیں سمجھیں گی۔ لہذا ان قصابوں کو بے نقاب کرنے کی ضرورت ہے جو سر عام گوشت فروخت کر رہے ہیں اس میں صرف ”قصاب“ ہی نہیں بلکہ ”قصابین“ بھی شامل ہیں، اس میں ”زبیدہ جلال“ بھی شامل ہے۔



حافظ صلاح الدین یوسف

مصنوعی خوبصورتی کی چند اقسام

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ ، عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية والسواک واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانة وانتقاص الماء. قال زکریا، قال مصعب و نسیت العاشرة الا ان تكون المضمضة (صحیح مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة حدیث ۲۶۱)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دس چیزیں خصال فطرت سے ہیں۔ مونچھیں تراشنا، داڑھی چھوڑنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناخن کاٹنا، انگلیوں کے پور دھونا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بالوں کا صاف کرنا اور استنجاء کرنا (راوی نے بیان کیا کہ) دسویں بات میں بھول گیا، شاید وہ کلی کرنا ہو۔“

اس حدیث میں جن دس باتوں کا ذکر ہے، ان میں مرد اور عورت دونوں مشترک ہیں۔ البتہ پہلی دو باتیں صرف مردوں کے ساتھ خاص ہیں، مونچھیں تراشنا اور داڑھی بڑھانا۔ البتہ باقی احکام میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل ہیں۔

گو یہ حدیث عورتوں کے مخصوص مسائل سے متعلق نہیں ہے۔ لیکن ہم نے اسے یہاں اس لئے ذکر کیا ہے کہ اس میں ناخن تراشنے اور انگلیوں کے پور دھونے کا جو حکم ہے، آج کل بہت سی عورتیں اس معاملے میں شرعی احکام کی پرواہ نہیں کرتیں۔ مثلاً وہ ناخن نہیں تراشتیں۔ اسی طرح وہ ان پرنیل پالش لگاتی ہیں جس کی وجہ سے پانی ناخن تک براہ راست نہیں پہنچتا جیسے مہندی میں پہنچتا ہے، اس طرح اکثر علماء کے نزدیک وضوء ہی نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں انگلیوں کے پور دھونے کا جو حکم ہے اس کی وجہ سے اس پر بھی صحیح طریقے سے عمل نہیں ہوتا۔

عورتیں ایسا کیوں کرتی ہیں؟ اس کے کیا دینی اور دنیوی فائدے ہیں؟ واقعہ یہ ہے، اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ اس میں سراسر نقصان ہے، دینی بھی اور دنیوی بھی۔ مزید برآں اس میں

غیر مسلم عورتوں کی نقالی اور ان کی مشابہت ہے جو ممنوع ہے۔ اس لئے مسلمان عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان دونوں کاموں سے بچے! وہ ناخن بڑھائے اور نہ ان پر نیل پالش لگائے۔ ان سے شرعی احکام کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ نیز ان کی نمازیں بھی مشکوک قرار پاتی ہیں، کیونکہ نماز کے لئے وضوء اولین شرط ہے اور وضوء کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ اعضائے وضوء میں سے کوئی حصہ خشک نہ رہے۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک سفر سے واپس آ رہے تھے کہ عصر کا وقت ہو گیا، بعض صحابہ نے اس طرح جلدی جلدی وضوء کیا کہ اڑیاں خشک رہ گئیں، نبی ﷺ کی ان پر نظر پڑی تو آپ نے فرمایا: ویل للاعقاب من النار، اسبغوا الوضوء (صحیح مسلم، الطہارة، باب وجوب غسل الرجلین بکمالھا، حدیث ۲۴۱)۔ ”ان خشک اڑیوں والوں کے لئے ہلاکت ہے، ان کے لئے آگ ہے، وضوء پوری طرح کرو“۔

اس واقعے سے معلوم ہوا کہ اعضائے وضوء میں سے کسی حصے کو پانی نہ پہنچنا اسباغ وضوء کے منافی ہے یعنی اس طرح وضوء پورا نہیں ہوتا اور ایسے لوگوں کے لئے جہنم کی وعید ہے۔ علاوہ ازیں ناخن بڑھانے سے اندر میل کچیل جمع ہو جاتا ہے جو طہارت کے خلاف ہے، اسی لیے پوروں کے دھونے کو بھی خصائل فطرت میں شمار کیا گیا ہے۔

عورتوں کو سر کے بال منڈانے کی ممانعت: عن علی رضی اللہ عنہ قال نہی رسول اللہ ﷺ ان تحلق المرأة راسها (ترمذی، الحج، باب ماجاء فی کراہیة الحلق للنساء، حدیث ۹۱۴)۔ ”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو اپنا سر منڈانے سے منع فرمایا ہے“۔

یہ روایت سنداً کمزور ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف ترمذی اور ضعیف نسائی میں درج کرنے کے علاوہ ”الضعیفہ“ میں بھی اس کے ضعف پر بحث کی ہے (دیکھئے رقم ۶۷۸، ج ۲، ص ۱۲۴) تاہم دوسری صحیح روایات سے اس ممانعت کا اثبات ہوتا ہے۔ جیسے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا۔ ان رسول اللہ ﷺ بریء من الصالقة والحالقة والتمساقۃ (صحیح بخاری، الجنائز، باب ما ینھی من الحلق عند المصیبة، حدیث ۱۲۹۲)۔ ”بیشک

رسول اللہ ﷺ نے اظہارِ براءت کیا ہے بین کرنے والی، سرمندانے والی اور کپڑے پھاڑنے والی عورت سے۔ اور صحیح مسلم کے الفاظ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انا برئ من ممن حلق و سلق و خوق (مسلم، الایمان، باب تحریم ضرب الخدود و شق الجيوب.....، حدیث ۱۰۴)۔ ”میں بری ہوں اس سے جو سرمندانے اور بین کرے اور کپڑے پھاڑے۔“

اس حدیث کا تعلق اگرچہ مصیبت کے وقت ایسا نہ کرنے سے ہے۔ لیکن عورت کے لئے سرمندانے ہر حالت میں ممنوع ہے، یہی وجہ ہے کہ حج کے موقع پر جب کہ مردوں کے لئے سرمندانے یا کترانے کا حکم ہے، عورت کو تاکید ہے کہ وہ نہ سرمندانے اور نہ بال کتراوے، بلکہ اپنی چوٹی کے بالوں سے انگلی کے پور کے برابر بال کاٹ لے۔ چنانچہ امام ترمذی لکھتے ہیں: والعمل علی هذا عند اهل العلم لایرون علی المرأة حلقاً ویرون ان علیها التقصر (ترمذی ص ۲۲۵، طبع دار السلام، الریاض)۔ ”اہل علم کے نزدیک اسی حدیث پر (جس میں سرمندانے کی ممانعت ہے) عمل ہے، وہ عورت کے لئے سرمندانے کو جائز نہیں دیکھتے اور کہتے ہیں کہ ان کے لئے صرف تقصیر ہے (یعنی تھوڑے سے بال کاٹ لینا)۔“

عورتوں کا فیشنی بال رکھنا: جب حج کے موقع پر عورت کے لئے انگلی کے پور سے زیادہ بال کاٹنا جائز نہیں ہے، تو عام حالات میں اس کے لئے اس سے زیادہ بال کاٹنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ آج کل مغرب کی حیاباختہ اور بے پردہ عورتوں کی نقالی میں پورے بال رکھنے کی بجائے پٹے نما فیشنی بالوں کا رواج جو عام ہو رہا ہے وہ یکسر غلط ہے شرعی لحاظ سے اس کی گنجائش نہیں۔

ایک تو اس کی بنیاد غیر مسلم عورتوں کی نقالی پر ہے دوسرے، اس سے بے پردگی کو فروغ مل رہا ہے تیسرے، اس میں مردوں کے ساتھ مشابہت ہے

مصنوعی بال لگانے کی شرعی حیثیت: ”عن عائشہ رضی اللہ عنہا ان جاریة من الانصار تزوجت وانہا مرضت فتمعط شعرها فارادوا ان یصلوها، فسلوا (النبی ﷺ) فقال لعن

اللہ الواصلة والمستوصلة“ (صحیح بخاری، اللباس، باب وصل الشعر، حدیث ۵۹۳۴)۔ ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک انصاری لڑکی کی شادی ہوئی اور وہ بیمار ہو گئی اور اس کے سر کے بال گر گئے، گھر والوں نے ارادہ کیا کہ اس کے بالوں کے ساتھ دوسروں کے بال ملا دیں، چنانچہ اس کی بابت انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اللہ لعنت کرے بال ملانے والی پر اور ملوانے والی پر“۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس کے خاوند نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اس کے بالوں کے ساتھ کسی اور کے بال جوڑ دیئے جائیں، لڑکی کی ماں نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا تو آپ نے بال ملانے اور ملوانے والی دونوں پر لعنت فرمائی۔ (حوالہ مذکور)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابت آتا ہے کہ وہ اپنے دور خلافت میں مدینہ آئے، تو وہاں لوگوں سے خطاب کیا اور بالوں کا ایک گچھ نکال کر دکھایا اور فرمایا۔ ماکنت اری احدا يفعل هذا غير اليهود ان النبي ﷺ سماه الزور، یعنی الواصلة في الشعر حوالہ مذکور) ”میرے خیال میں یہودیوں کے سوا یہ کام کوئی نہیں کرتا، نبی ﷺ نے اس کام یعنی بال ملانے کو جھوٹ سے تعبیر فرمایا ہے“۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مسلمان عورتوں میں بھی اس قسم کا سلسلہ رواج پذیر ہو گا، اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس پر نکیر فرمائی اور ساتھ ہی علمائے مدینہ پر بھی تنقید کی کہ وہ اس قسم کے کاموں سے روکتے کیوں نہیں؟ نیز عورتوں میں اس قسم کے فیشن کو تباہی و بربادی کا باعث بتلایا۔ چنانچہ ان کے خطبے کے یہ الفاظ بھی نقل ہوئے ہیں۔

يا اهل المدينة ! اين علماء كم؟ سمعت رسول الله ﷺ ينهى عن مثل هذه و يقول انما هلكت بنو اسرائيل حين اتخذ هذه نساؤهم (صحیح مسلم، اللباس والزينة، حدیث ۲۱۲۷۔ بخاری، باب مذکور) ”اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ (یعنی وہ روکتے کیوں نہیں؟) میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس قسم کے کاموں سے منع کرتے ہوئے سنا ہے اور آپ فرماتے تھے، بنو اسرائیل اسی وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے اس قسم کے فیشن اختیار کر لیے“۔

پر ائمہ ہی وغیرہ جائز ہے: اکثر فقہاء نے کہا ہے کہ بالوں کے ساتھ بالوں کا ملانا ممنوع ہے،

کیونکہ اس میں جھوٹ اور تلبیس کا امکان ہے، جب کہ اگر بالوں کے ساتھ کوئی اور چیز ملائی جائے، جیسے ریشمی یا اون کی پراندی وغیرہ، تو یہ جائز ہے کیونکہ یہ اضافہ بالوں سے الگ اور ممتاز ہوتا ہے اس میں دھوکہ اور فریب بالعموم نہیں ہوتا۔ اسی لیے بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ بالوں کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ بالوں کا ملانا جائز ہی اس وقت ہوگا جب وہ چیز پہلے سے موجود بالوں سے ممتاز ہوگی، بصورت دیگر کسی بھی چیز کا بالوں سے ملانا جائز نہیں (فتح الباری، ج ۱۰، ص ۴۶۰، طبع وارالسلام، الریاض)۔

بیوٹی پارلروں کا قیام: اس سے بیوٹی پارلروں کا مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ یہ ایک ناجائز کاروبار ہے جس کا مقصد ہی عورتوں کا ایسا میک اپ ہے جس سے عورت کا حلیہ ہی بگڑ جاتا ہے اگرچہ بیمار ذہن کے لوگ اسے حسن و جمال سے آرائستگی قرار دیتے ہیں۔ آج کل شادی کے موقع پر ان بیوٹی پارلروں کے ذریعے سے دلہن سازی کا کام کروایا جاتا ہے جس کی بیوٹی پارلر والے ہزاروں روپے فیس وصول کرتے ہیں۔ یہ کام کرنے والے مرد ہوں، پھر تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اگر یہ کام خواتین کے ذریعے سے بھی ہو تب بھی ناجائز ہے، کیونکہ ایک تو یہ سراسر اسراف ہے۔ دوسرے، اس میں دجل و تلبیس کا پہلو شامل ہے۔ تیسرے، اس میں بے پردگی کا عنصر لازمی ہے، بیوٹی پارلر میں سچی دلہن پردہ نہیں کر سکتی، وہ برقعہ اوڑھ سکتی ہے نہ چادر، حتیٰ کہ دوپٹہ بھی سر پر رکھنا اس کے لیے نہایت مشکل ہے۔ چوتھے، اس میں بھی غیروں کی نقالی ہے۔ یہ سارا سلسلہ مغرب کی تہذیب کی نقالی پر مبنی ہے۔ اسلام میں زیب و زینت کے بہت سے طریقے جائز ہیں ان کو اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ ان میں پاکیزگی اور وقار بھی ہے اور وہ فطرت کے عین مطابق ہیں۔

سرجری کی شرعی حیثیت: آج کل سرجری کا بھی ایک سلسلہ قائم ہو گیا ہے جس کے ذریعے سے دو کام لئے جا رہے ہیں۔ کسی حادثے میں انسان کا چہرہ بگڑ جائے یا کوئی ایسا نقص واقع ہو جائے جو انسان کے لئے شرمندگی کا باعث ہو یا تخلیقی طور پر جسم کے کسی نمایاں حصے پر کوئی عیب یا بدنمائی ہو جو انسان کے لئے تضحیک یا ذلت کا باعث ہو۔ تو سرجری کے ذریعے سے ان کا علاج ممکن ہو گیا ہے،

وہ تیزاب زدہ یا جھلسے ہوئے چہرے کو یا چہرے پر پڑنے والے نقص اور عیب کو سرجری کے ذریعے سے پہلے کی طرح صاف شفاف بنا دیتے ہیں یا پیدائشی بدنمائی کو ختم کر کے عام انسانوں کی طرح اسے ٹھیک کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنا جائز ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی بیماری پیدا ہو جائے تو اس کا علاج کروا لیا جائے۔ علاج کرانا ایک جائز کام ہے، اسی طرح مذکورہ سرجری بھی علاج کی ایک صورت ہے جو یقیناً جائز ہے۔

سرجری کی دوسری قسم یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے چہرے کے خدو خال کو بدل دیا جاتا ہے اور یوں ایک کم تر شکل و صورت والا انسان نہایت خوبصورت شکل و صورت کا حامل بن جاتا ہے، جھریوں والا بوڑھا ایک جوان رعنا کا روپ دھار لیتا ہے۔ سرجری کی یہ دوری قسم ناجائز ہے، کیونکہ ایک تو اس میں اللہ کی تخلیق کو بدلنے کا پہلو پایا جاتا ہے جو ناجائز ہے۔

دوسرا، اس میں وہی ”زور“ تلمیس کا پہلو پایا جاتا ہے جس کی احادیث میں ممانعت ہے۔ تیسرا، اس میں اسراف ہے۔ ایک بوڑھا آدمی ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کر کے چہرے کی جھریاں ختم کروا لیتا ہے، لیکن کیا اس سے اس کی عمر میں بھی اضافہ ہو جائے گا؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ موت تو اپنے وقت پر آ جائے گی، پھر اس کھنڈر پر رنگ روغن کا کیا فائدہ؟۔ اس کی مثال بالکل ایسے ہی ہو گی جیسے ایک نہایت بوسیدہ عمارت جو گرا چاہتی ہے، لیکن اس پر رنگ روغن کر کے اسے خوبصورت بنانے پر لاکھوں روپیہ خرچ کر دیا جائے۔ کوئی شخص بھی اسے عقل مندی قرار نہیں دے گا، بلکہ ہر شخص اسے پیسوں کا ضیاع ہی کہے گا۔ کیونکہ رنگ روغن کے باوجود اس عمارت کا گرنا نوشتہ دیوار ہے۔ رنگ روغن اس کی کہنگی اور بوسیدگی کو ختم نہیں کر سکتا۔ سرجری کی دوسری قسم بھی گرتی ہوئی عمارت پر رنگ روغن کرنے کے قبیل ہی سے ہے، اس لئے اس کا جواز محل نظر ہے۔



ابو اسامہ

ماڈرن ازم کا سیلاب

عربی کا محاورہ ہے، ”کل جدید لذیذ“۔ ہر نئی چیز لذیذ (دل پسند) ہوتی ہے۔ انسان کی طبیعت میں قرار نہیں۔ وہ جلد ہی یکسانیت سے سے اکتا جاتا ہے اور تبدیلی چاہتا ہے۔ خواہ اس تبدیلی کی خاطر اسے اعلیٰ کی بجائے ادنیٰ اور اچھی کے بدلے بری چیز اختیار کرنا پڑے۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے من و سلویٰ جیسی عظیم الشان نعمت سے نوازا۔ ایسی اعلیٰ نعمت جو ان سے پہلے نہ ان نے بعد کسی قوم کو دی گئی کہ بیٹھے بٹھائے نمکین اور میٹھا کھانے کا سامان انہیں مل جاتا تھا۔ مگر وہ جلد ہی اس سے اکتا گئے اور موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہم ایک طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے چنانچہ اپنے لئے ساگ ترکاری لہسن، پیاز اور دالیں وغیرہ طلب کرنے لگے۔ آخر کار اس ناشکری کی پاداش میں اللہ کے غضب اور رسوائی کا شکار ہوئے۔

انسانی طبیعت کی بے قراری ہی فیشن کو جنم دیتی ہے۔ وہ عام لوگوں سے ہٹ کر ایسے لباس و اطوار اپنانے لگتا ہے جس سے وہ لوگوں کی نظروں میں نمایاں ہو سکے لوگ اسے دیکھیں بلکہ دیکھتے ہی رہیں تاکہ اس کے جذبہ خود نمائی کی تسکین ہوتی رہے۔ اسی لئے بطور فیشن وہ عجیب و غریب حرکات کرنے لگتا ہے۔ کبھی بال اس قدر بڑھا لیتا ہے اور انہیں اس بے ترتیب انداز میں بکھیرے رکھتا ہے کہ اس پر کسی دوسری مخلوق ہونے کا گمان ہوتا ہے تو کبھی لباس کا وہ حلیہ بگاڑتا ہے کہ لگتا ہے کہ مجبوراً چند چھتھڑے جسم پر نکلے ہوئے ہیں ورنہ اس کا بس چلے تو جلد ہی ان سے بھی آزادی حاصل کر لے۔

بطور فیشن عریانی کا آغاز معاشرے کے اس طبقہ سے ہوتا ہے جسے ”اعلیٰ سوسائٹی“ کہا جاتا ہے اس آسودہ حال اور بے حد دولت مند طبقہ کے ذریعہ ہی مغربی اقوام کی اخلاقی برائیاں بطور فیشن کے معاشرہ میں داخل ہوتی ہیں اور متوسط طبقہ (Middle Class) سے ہوتی ہوئی ”نچلے طبقہ“

تک جا پہنچتی ہیں۔ ایک ناسور معاشرہ میں پھیلا کر یہ ”اعلیٰ طبقہ“ دوسرے کی درآمد میں مصروف ہو جاتا ہے اس طرح امیر و غریب سب کے سب ماڈرن بننے کی کوشش میں دینی و اخلاقی اقدار کو پس پشت ڈال کر عریانی اور نمائش کے سیلاب میں بہتے چلے جاتے ہیں اور نوبت یہاں تک جا پہنچتی ہے کہ اصلاح احوال کی کوشش کرنے والوں کو قدامت پسند (Back Ward) ترقی کے دشمن اور تاریک خیال ہونے کا الزام دیکر لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ ماڈرن ازم ہی شاہراہ ترقی اور روشن راہ ہے جس پر چل کر ہم زمانے کا ساتھ دے سکتے ہیں۔ ہوس پرست، اخلاق باختہ اور اسلام کی تعلیمات سے نابلد نام نہاد دانشور طبقہ اس پروپیگنڈہ میں خوب سرگرم ہے اور عوام کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ ماڈرن اسلام وقت کی اہم ضرورت ہے۔ رب العالمین کے بھیجے ہوئے سچے اور مکمل دین اسلام، جسے رحمۃ العالمین ﷺ نے قولا و فعلا تمام کا تمام امت تک پہنچا دیا جو مکمل ضابطہ حیات اور تاقیامت انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے، کو ”ملائیٹ“ قرار دے کر ماڈرن اسلام کی آڑ میں بے راہ روی پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ”پردہ“ کو فرسودہ اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ قرار دے کر بے پردگی اور عریانیت کی ترغیب دی جا رہی ہے ”ماڈرن ازم“ کے چرچہ سے مقصود صرف اور صرف لوگوں کو اسلام سے ہٹانا ہے۔ اس کے پرچاری ”تھینک ٹینک“ کی غرض و غایت ایک اسلامی ریاست کو سیکولر اور ایک سچے مسلمان کو بے دین بنانا ہے۔ یہ لوگ کھلے لفظوں میں تو اسلام کا انکار نہیں کر سکتے مگر پر پیچ اصطلاحات اور فکری انتشار کے حربوں سے لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا پہلا حربہ معاشرہ میں بے حیائی اور عریانی پھیلانا ہے کیونکہ انسان کا نفس امارہ اسے برائی پر آمادہ کرتا ہے، شیطان عریانیت کو اتنا مزین اور خوبصورت بنا دیتا ہے کہ انسان اس کی طرف مائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، دولت کی فراوانی سونے پر سہاگہ کا کام کرتی ہے اور انسان جس قدر اس راہ پر آگے بڑھتا ہے صراط مستقیم سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔

”ماڈرن ازم“ اور ”قدامت پسندی“ کی پر پیچ اصطلاحات کی حقیقت کو جاننے کے لئے ایک مثال یوں سمجھ لیجئے کہ یونیورسٹی میں ایک طالبہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے باپردہ آتی ہے۔

کلاس میں اور کلاس سے باہر اس کا حلقہ دوستی صرف طالبات کی حد تک محدود ہے۔ وہ اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کے لئے لڑکوں سے آزادانہ یا خفیہ میل جول نہیں رکھتی اس کے پیش نظر یونیورسٹی میں آنا صرف حصول تعلیم کے لئے ہے مگر اس طالبہ کو ماڈرن اسٹوڈنٹس کے حلقہ میں تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اسے مغرور (Proud) اور قدامت پسند کے القابات دیئے جاتے ہیں، اسے طعنہ دیا جاتا ہے کہ اگر وہ اتنی ہی پارسا ہے تو گھر بیٹھے یونیورسٹی میں کیا لینے آتی ہے مگر وہ ان تمام باتوں کی برداشت کرتے ہوئے اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوشاں رہتی ہے۔ دوسری طالبہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بے پردہ ”اور ماڈرن“ بلکہ ”الٹرا ماڈرن“ بن کر یونیورسٹی آتی ہے۔ اس کے باریک اور نیم عریاں لباس سے اس کا انگ انگ نمایاں ہوتا ہے وہ جہاں سے گزرتی ہے فضا مہک جاتی ہے خوشبو کے جھونکے نوجوان طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کرتے ہیں، اس کے حلقہ دوستی میں صرف طالبات ہی نہیں طلبہ بھی شامل ہیں وہ ہر ایک سے ہنس کر ملتی جلتی اور اپنی گرم گفتاری و خوش کلامی سے مخاطب کے دل و دماغ پر چھائی رہتی ہے۔ کلاس میں لیکچر کے دوران اکثر لڑکے پروفیسر کی بجائے اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ لڑکوں کے ساتھ گھومنا پھرنا اور ان کے ساتھ کنٹینر جانا اس کے لئے معمولی بات ہے بلکہ وہ گا ہے بہ گا ہے اپنے بوائے فرینڈز کے ساتھ یونیورسٹی سے باہر بھی گھوم پھر لیتی ہے۔ فری پیریڈز میں الگ گوشہ تنہائی میں ساتھیوں کے ساتھ گپ شپ کرنا اس کا معمول ہے اس طالبہ کو ”ماڈرن سوسائٹی“ میں نہایت مہذب سمجھا جاتا ہے اس کے ممی پاپا اسے لڑکوں سے ملنے جلنے اور گھومنے پھرنے پر نہیں ٹوکتے کیونکہ ان کی بیٹی ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ وہ اپنی بیٹی کو ”پردہ“ کی جیل میں ڈال کر اس کا دم نہیں گھوٹنا چاہتے آئیے اب نتیجہ دیکھتے ہیں۔ پہلی طالبہ کے پیش نظر صرف حصول تعلیم ہے وہ تمام ”ماڈرن لوازمات“ سے بے پرواہ ہو کر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتی ہے اور اپنی عزت بھی محفوظ رکھتی ہے۔ جبکہ دوسری طالبہ نہ تو خود حصول تعلیم میں اپنے ٹارگٹ کو پہنچ سکتی ہے بلکہ اس کی وجہ سے اور بھی بہت سے طلبہ کا مستقبل تاریک ہو جاتا ہے۔ یہ ہے اس پردپیگنڈہ کی حقیقت کہ ”پردہ“ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ کیا ترقی کے حصول

کے لئے نیم عریاں ہونا ضروری ہے؟ نیز وہ خواتین جو تمام اسلامی اصولوں کو توڑ کر عریانی پھیلاتی ہوئی بازاروں میں محض گھومنے پھرنے یا شاپنگ کے لئے نکلتی ہیں ملک و ملت کی ترقی کے لئے کون سا ”جہاد اکبر“ کر رہی ہیں۔

وہ دولت مند جو حلال ذرائع سے کمائے اور اپنی دولت معاشرہ کی اصلاح، غرباء کی امداد، تبلیغ دین اور کفار کے ظلم و ستم کے شکار مظلوم مسلمانوں کی اشک شونی کے لئے خرچ کرے، وہ ڈاکٹر جو آخرت میں اجر و ثواب پانے کے لئے غریبوں کا مفت علاج کرے اور سادہ زندگی بسر کرے وہ سپاہی جو اپنے فرض کو دیانتداری سے انجام دے، اسلام کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنا تن من دھن سب داؤ پر لگا دے اور جان ہتھیلی پر رکھ کر ملک و ملت کی حفاظت کا فریضہ انجام دے، وہ صحافی جس کا قلم خون جگر سے لکھے اور بے خوف ہو کر حق لکھے، جسے ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنے سے ذرہ برابر بھی باک نہ ہو، یہ سب کے سب ظاغوتی قوتوں کی آنکھ میں کانٹے کی مانند چھتے ہیں۔ یہ سچی مسلمان اور انسان دوست شخصیات انہیں ”دہشت گرد“ نظر آتی ہیں وہ انہیں کسی قیمت پر برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ اسلام کے مجاہدوں کو بدنام کرنے کے لئے ”قدامت پسند (غیر ماڈرن)“ جیسی اصطلاحات معاشرہ میں رائج کر کے لوگوں کو ان سے متنفر کرنا چاہتی ہیں، اس لئے کہ ان اعلیٰ کردار کے حامل لوگوں کی موجودگی میں ”ماڈرن ازم“ کے نام پر بے حیائی کا معاشرہ میں پھینا مشکل ہے، کیا عجیب طرفہ تماشا ہے کہ توحید و سنت کی دعوت دینا ”ملائیٹ“ سمجھا جاتا ہے اور عریانی کے فروغ کو ترقی، خواہ اس ترقی کے دھوکہ میں آ کر انسان انسانیت سے بھی گر جائے اور اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کے بجائے کتوں کے ساتھ کھیلنے اور ان کے منہ چومنے لگے یہاں تک کہ اس کے اور کتوں کے درمیان کوئی فرق نہ رہے بلکہ وہ ان سے بھی نیچے جا کرے اور اپنے خالق و مالک کی بندگی کا نہ صرف انکار کرے بلکہ اس کے بنائے ہوئے ضابطہ حیات (دین اسلام) کو بھی ”ماڈرنائز“ کرنے کی باتیں کرنے لگے اور یہ کہے کہ اسے ”جدید

(ماڈرن) اسلام“ کی ضرورت ہے۔

”ماڈرن ازم“ ایک ایسا سراب ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ ایک اصطلاحی دھوکہ ہے اس سے مقصود معاشرہ میں بے حیائی پھیلا کر لوگوں کو اسلام سے دور کرنا اور آخر کار انہیں بے دین یا مرتد بنانا ہے۔ ”ماڈرن ازم“ ترقی نہیں بلکہ سراسر تنزلی ہے جیسا کہ گذشتہ سطور میں واضح کیا جا چکا ہے۔ یہ اسلام کو بدنام کرنے کے لئے کفار کا ایک ہتھکنڈہ ہے کیونکہ اسلام ہی وہ دین ہے جو انسان پر حقیقی ترقی کی راہیں کھولتا اور اسے دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران کرتا ہے۔ اس کے برعکس دنیا کا کوئی مذہب بھی انسان کو دنیاوی اور دینی امور میں مکمل رہنمائی نہیں دیتا بلکہ دیگر مذاہب کے پیشوا مذہب کو اپنے ذاتی مفادات اور ہوس پرستی کے لئے استعمال کرتے ہیں جیسا کہ ہندو اور یہود و نصاریٰ کا شیوہ ہے اس کے نتیجے میں مذہب سے بیگانگی اور مادہ پرستی ایک لازمی امر تھا جس کے نتیجے میں ان مذاہب کے پیروکار مذہب سے محض ایک برائے نام وابستگی رکھتے ہیں جبکہ معاشرت، معیشت اور اخلاقی اقدار میں اپنی من مانیوں کرتے اور مادر پدر آزاد ہیں یہی سلوک اسلام دشمن اور اسلام سے برائے نام وابستگی رکھنے والے ”آزاد منش“ لوگ اسلام سے کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے ان کے پاس ایک ہی ہتھکنڈہ ہے کہ نئی اصطلاحات رائج کر کے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کیا جائے اور اور مسلم معاشرہ میں بے حیائی، فحاشی اور عریانی کو فروغ دیا جائے تاکہ لوگ بے حیائی کی طرف رغبت اور اسلام سے نفرت کرنے لگیں اور اپنے زعم میں ”ماڈرن“ ”ترقی پسند“ اور ایڈوانس ہونے لگیں۔ وہ ایسی راہ پر چلنے لگیں جو تباہی اور بربادی کی راہ ہے جس راہ پر چلنے والا ذہنی سکون سے محروم، جسمانی و روحانی بیماریوں میں مبتلا اور دنیا و آخرت میں سراسر ناکام ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

ابو الحسن

عفت و عصمت کے تحفظ کے لئے

احتیاطی تدابیر

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے ارحم الراحمین ہے۔ اس کا کوئی بھی حکم حکمت سے خالی نہیں ہو سکتا یہ الگ بات ہے کہ بسا اوقات انسان ان حکمتوں کی تہہ تک پہنچنے سے قاصر ہی رہتا ہے۔ اس کا فائدہ اسی میں ہے کہ محسن حقیقی خالق کائنات کے سامنے بلا چوں و چرا سر تسلیم خم کر دے خواہ حکم کی حکمت سمجھ سکے یا نہ۔

حکیم مطلق نے اپنی حکمت کے مطابق کچھ ایسی احتیاطی تدابیر بیان کی ہیں کہ اگر انسان ان کو اختیار کر لے تو یہ مامون اور پاکدامن رہ سکتا ہے۔ ان تدابیر کا اجمالی تذکرہ مندرجہ ذیل عناوین کے تحت کیا جاتا ہے:-

مذمت فعل مذموم: محسن اعظم نے قرآن مجید میں اور رحمت عالم نے اپنی احادیث میں زنا و بدکاری اور دیگر فحاشیوں کی پر زور مذمت کی ہے۔ جنہیں پڑھ سن کر طبائع سلیمہ ان امور قبیحہ اور افعال خبیثہ سے نفرت کرنے لگتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:- **وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ سَاءَ وَسِيْلًا** (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۲) ”اور زنا کے قریب بھی نہ پھلو، یہ بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے“۔ اس آیت کریمہ کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں ہر ایسا راستہ اختیار کرنے سے روکا گیا ہے جو بالآخر زنا و بدکاری پر منتج ہوتا ہے۔ اس لئے لاتقربوا (قریب بھی نہ جاؤ) کے الفاظ سے زنا کاری سے منع کیا گیا۔ اس کا ارتکاب کرنے والے ذلیل و رسوا ہوں گے (سورۃ الفرقان آیات ۶۸، ۶۹)۔

آدمی جب زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے (صحیح مسلم کتاب الایمان) ہاں اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کر لیتا ہے (صحیح الجامع)۔ قوموں کی تباہی و بربادی کا باعث بننے

والے پانچ افعال میں سے ایک زنا کاری بھی ہے (سنن ابن ماجہ - ۴۰۱۹) لوط علیہ السلام کی قوم پر بدکاری (اغلام بازی) کی وجہ سے آسمان سے کنکرے، نشان زدہ اور تہ بہ تہ پتھروں کی بارش کردی گئی اور ان کو ملیا میٹ کر دیا گیا (سورۃ ہود آیت ۸۱، ۸۲)۔

عفت و عصمت کی برکات کا بیان: ایک طرف تو بدکاری کی قباحتیں بیان کی گئی ہیں جبکہ دوسری طرف اس سے محفوظ رہنے والے پاکدامن لوگوں کی عظمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ تاکہ لوگوں میں پاکدامن رہنے کا جذبہ پیدا ہو۔ پاکدامن رہنے والوں کو قرآن مجید میں اولیاء اللہ (المؤمنون، عباد الرحمن) کہا گیا ہے۔ ان سے مغفرت و اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے (الاحزاب آیت ۳۵)۔ ایسے ہی لوگ میدان محشر میں ظل رحمانی میں ہوں گے (بخاری کتاب المحاربین)۔ نوٹ: تفصیل کے لئے باب الفضائل کا مطالعہ کیجئے۔

سزائیں مقرر کی گئیں: شریعت اسلامیہ میں بدکاری کی روک تھام کے لئے اس کی سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ تاکہ لوگ ان سزاؤں کے ڈر سے بدکاری سے بچے رہیں۔ اگر کوئی پھر بھی اس کا ارتکاب کرے تو اس کو سرعام سزا دی جائے تاکہ باقی لوگ عبرت حاصل کریں۔ اس سلسلے میں شادی شدہ زنا کاروں کو رجم کیا جائے گا (صحیح بخاری مع الفتح ۱۳۷/۱۲ - ۱۶۰ صحیح مسلم ۱۳۱۶/۳) جبکہ اس فعل شنیع کے مرتکب غیر شادی شدہ لوگوں کو سو سو کوڑے مارے جائیں گے (سورۃ النور آیت ۲)۔ اور ایک سال کے لئے جلا وطن کر دیا جائے گا (صحیح بخاری مع الفتح ۱۵۶/۱۲ - ۱۵۷) البتہ چند وجوہات اور مفساد کی بنا پر عورت کو ملک بدر نہیں کیا جائے گا۔

کسی پر برائی کی تہمت لگانے والے پر بھی (اگر وہ اس کو ثابت نہ کر سکے) اسی کوڑے سزا مقرر کی گئی ہے (سورۃ النور آیت ۴)۔

اللہ تعالیٰ سے رابطہ استوار رکھیں: اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہے تو انسان یقیناً برائی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ عبادات سے اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوتی ہے جیسے نماز کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے (سورۃ العنکبوت آیت ۴۵)۔ پاکدامن رہنے کے

لئے اللہ تعالیٰ کی مدد کا طلب گار رہنا انبیاء و رسل علیہم السلام کی سنت ہے۔ جب یوسف علیہ السلام پر مصر کی بعض خواتین فریفتہ ہو گئیں۔ جو کہ یوسف علیہ السلام کو پھنسانے پر ہی مصر تھیں۔ سیدنا یوسف علیہ السلام دعا گو ہوئے کہ رب تعالیٰ ان کے پروپیگنڈے سے انہیں بچالے۔ نبی اکرم ﷺ بھی اللہ تعالیٰ سے اپنے پاکدامن رہنے کی دعا کیا کرتے تھے (مسلم کتاب الذکر)۔

شرم و حیا اختیار کیجئے: شرم و حیا انسان کو برائی سے بچانے کے لئے ممد و معاون ہے۔ غیر محرم مردوں اور عورتوں کی آپس کی بے تکلفی شرم و حیا کے منافی ہے۔ برائی کا سرعام تذکرہ کرنے سے دلوں میں برائی جنم لیتی ہے حتی الامکان برائی کے تذکرے نہ کیے جائیں جو کہ بسا اوقات شرم و حیا کے منافی ہوتے ہیں۔ شرم و حیا مردوں کا حسن اور عورتوں کا زیور ہے۔ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ ارشاد نبوی ہے: الحیاء شعبة من الایمان (صحیح بخاری کتاب الایمان باب امور الایمان صحیح مسلم کتاب الایمان باب شعب الایمان)۔ ایک اور حدیث نبوی میں یہ الفاظ ہیں: دعه فان الحیاء من الایمان. (ایضاً بخاری کتاب الایمان باب الحیاء من الایمان) نیز حیا باعث خیر ہے: ارشاد نبوی ہے۔ الحیاء لایاتنی الابخیر (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحیاء)۔ ایک اور حدیث میں ہے: الحیاء خیر کله (صحیح مسلم کتاب الایمان باب شعب الایمان) ”حیا تو سب خیر ہی خیر ہے“۔ تو معلوم ہوا شرم و حیا انسانی نقص نہیں بلکہ ایمانی وصف ہے۔ نبی اکرم ﷺ پر وہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیاء دار تھے (صحیح بخاری کتاب المناقب باب صفة النبی ﷺ)۔

نگاہوں کی حفاظت: اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو نظروں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّونَ مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُونَ فُرُوجَهُمْ (سورة نور ۳۰) ”مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی (بعض) نگاہیں جھکا لیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں“ اسی طرح عورتوں کو بھی حکم ہوا:۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ (ایضاً ۳۱) ”مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی (بعض) نظریں جھکا لیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں“۔ نظریں جھکانے کے حکم کے ساتھ شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم ہوا۔ کیونکہ

اگر نظروں کی حفاظت رہے تو بدکاری تک نوبت ہی نہیں پہنچتی۔ نظر بازی مقدمات زنا سے ہے۔ اسی لئے غیر محرموں پر قصداً نگاہ ڈالنے سے منع کیا گیا ہے۔ اچانک نظر پڑ جائے تو اس کو پھیر لینا چاہیے (صحیح مسلم کتاب الاداب باب نظر الفجاءة)۔ کسی شرعی حاجت کے بغیر قصداً ڈالی جانے والی نظریں زنا شمار ہوتی ہیں (صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب زنی الجوارح، صحیح مسلم کتاب القدر)۔

عورتیں گھروں میں رہیں: بلا ضرورت عورت کا گھر سے نکلنا ممنوع ہے۔ عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کے ذریعے فتنہ ریزی کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَقَوْنٌ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى (سورة الاحزاب آیت ۳۳) ”اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جاہلیت کی جج دھج نہ دکھاتی پھرو“۔ یہ خطاب اگرچہ امہات المؤمنین سے کیا گیا تھا مگر اس کا حکم عام ہے یعنی اس حکم میں تمام مسلمان عورتیں داخل ہیں۔ ان سب کو گھر میں رہنے کا پابند کیا گیا ہے۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کیونکہ تقویٰ و طہارت میں ان کا مقام بلاشبہ امہات المؤمنین سے کمتر ہے اس لئے دیگر عورتوں کو اس طرح کے احکام کی زیادہ ضرورت ہے۔ خواتین کو گھروں میں رہنے کا حکم اس لئے بھی دیا گیا ہے کہ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کریں۔ اولاد کی صحیح تربیت پر ہی قوم کی ترقی کا انحصار ہے۔ اور اولاد کی صحیح تربیت نہ ہو سکے تو تعمیر و ترقی کے تمام منصوبے بیکار ہو جائیں گے۔

اظہار زینت کی ممانعت: اگر خواتین کو گھر سے باہر نکلنے کی حاجت ہو تو شرعی آداب کے ساتھ باہر نکلیں۔ باپردہ ہو کر باہر جائیں۔ اپنی زیب و زینت کا اظہار نہ کرتی پھریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ (سورة النور آیت ۳۱)۔ نیز ارشاد فرمایا: وَلَا يَصْرِبْنَ يَازُجْلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ (ایضاً) ”اور عورتیں اپنے پاؤں کو اس طرح زمین پر نہ ماریں کہ ان کی مخفی زینت معلوم ہو جائے“۔ کسی بھی عورت کے لئے جو اللہ و رسول پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ باہر نکل کر اپنے زیورات اور زیب و زینت کا اظہار کرتی پھرے۔ جس سے مردوں کا جنسی میلان ان کی طرف ہو یہی مسئلہ چوڑیوں کی جھنکار اور زیورات کی کھنکار کا ہے۔

جہاں تک تعلق ہے لباس کا یہ سادہ ہونا چاہیے زرق برق کپڑے پہن کر گھر سے باہر نہیں جانا چاہیے اور نہ باریک اور تنگ لباس ہی پہن کر باہر نکلنا چاہیے۔ اس طرح کے شوق اپنے خاوند کے پاس پورے کریں۔ لیکن حیرانی کی بات ہے کہ عام طور پر عورتیں اپنے شوہر کے پاس تو اس کا اہتمام نہیں کرتیں مگر جب باہر نکلتی ہیں تو خوب بن سنور کر۔ بہت سا وقت تو میک اپ پر ہی صرف ہو جاتا ہے۔

عہد نبوی میں مستورات مستور ہو کر باہر نکلتی تھیں: جلباب (ایک سادہ سی موٹی چادر جو پورے جسم کو ڈھانپ لیتی ہے) کے بغیر باہر نکلنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جیسا کہ احادیث میں اس کی تفصیلات ملتی ہیں۔ مگر آج جلباب دیکھ کر کئی ”روشن خیالوں“ کو ”جلباب“ لگ جاتے ہیں۔ جلباب تو دور کی بات ہے آج تو دوپٹہ بھی اتر چکا ہے۔ نئے نئے فیشن عورتوں کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہیں۔ سوراخوں والے کپڑے جسم کی جھلک دکھانے کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان پلے باندھ لینا چاہیے: و نساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات رؤسهن کاسنمة البخت المائلة لا یدخلن الجنة ولا یدجن ریحها وان ریحها لیوجد من مسیره کذا و کذا (صحیح مسلم کتاب اللباس والزینة باب النساء الکاسیات المائلات الممیلات) ”وہ عورتیں (بھی جنہمی ہیں) جو لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی، لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی۔ ان کے سر بنختی اونٹ کی جھکی ہوئی کوبانوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی (بلکہ) اس کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی۔ حالانکہ اس کی خوشبو تو اتنے اتنے فاصلے پر آئے گی۔“

خوشبو سے پرہیز: بوقت ضرورت اگر خاتون خانہ نے گھر سے باہر جانا ہو تو خوشبو استعمال نہ کرے۔ کیونکہ اس سے مردوں کے جذبات برا بیچتے ہوتے ہیں۔ جو عورت خوشبو لگا کر باہر مردوں کے پاس سے گزرے احادیث میں اس کو بندکار قرار دیا گیا ہے (صحیح الجامع ۲/۴۷۷-۱۷۷) اگرچہ خوشبو لگا کر عبادت کرنا ایک مستحسن فعل ہے مگر عورتوں کو اگر انہوں نے مسجد میں نماز ادا کرنی ہو تو اس بات

کی اجازت نہیں دی گئی کہ خوشبو لگا کر جائیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذا شهدت احداً من المساجد اذالم ترتب عليه فتنة وانها طيباً (صحیح مسلم کتاب الصلاة باب خروج النساء الى المساجد اذالم ترتب عليه فتنة وانها لا تخرج مطيبة)۔ اگر کسی عورت نے خوشبو استعمال کر لی ہو تو وہ مسجد میں نہ جائے۔ اس کو اتار لے تو مسجد میں جا سکتی ہے (ایضاً) لہذا باہر نکلتے وقت کوئی ایسی خوشبو استعمال نہ کی جائے جس کی مہک پھیلتی ہو۔ کیونکہ مردوں کے لئے یہ مہک مہلک ثابت ہو سکتی ہے۔

آمنہ سامنا کرنے سے گریز کیا جائے: بسا اوقات یہ صورتحال بھی پیش آتی ہے کہ آدمی کسی کے گھر میں کسی کام کے لئے جاتا ہے۔ گھر میں اگر کوئی مرد نہ ہو تو خواتین کو آنے والے کی بات سننا پڑتی ہے دریں صورت لوگوں کو شک و شبہ اور فتنے میں مبتلا ہونے سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل ادب سکھایا ہے: وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَلُّوهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ (سورة الاحزاب آیت ۵۳) ”اور جب تم ان سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے“ بعض خواتین گھروں میں آنے والے غیر محرم مردوں کے سامنے آ جاتی ہیں۔ اسی طرح گھر میں کام کاج کرنے والے خدام و ملازمین سے بعض عورتیں پردہ نہیں کرتیں جو کہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ بے احتیاطی کے نتائج برے ہی ہوتے ہیں۔

آواز میں لوتج پیدا نہ کریں: عورتوں کو اگر کہیں اجنبی مردوں سے بات کرنی پڑ جائے تو بولنے کا انداز سنجیدہ اور باوقار ہونا چاہیے۔ آواز میں کسی قسم کی لچک نہ ہو لیکن اس کا یہ بھی مطلب نہیں کہ وہ بد اخلاقی سے بات کریں بلکہ معروف قاعدے کے مطابق بات کریں تاکہ کسی بد کردار اور بد طینت آدمی کی نیت میں فتور پیدا نہ ہو نیز بات کو بلا ضرورت طول نہ دیا جائے ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا (ایضاً ۳۲) ”اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو تاکہ مریض دل والا شخص کوئی غلط

خواہش نہ کرے بلکہ سیدھی بات کیا کرو۔“

عورت کی آواز میں چونکہ نرمی اور نزاکت شہوتی ہے جو کہ مردوں کے لئے فتنے کا باعث بن سکتی ہے اس لئے اگر مرد موجود ہوں تو وہ بات کریں بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام بھول جائے تو مرد مقتدی سبحان اللہ کہہ کر یاد دلائیں اور اگر مرد یاد نہ دلا سکیں تو عورتیں اپنی صف سے سبحان اللہ کی آواز سے یاد نہ دلائیں بلکہ صرف تصفیق (تالی) سے امام کو آگاہ کریں۔ ان ہدایات کی ٹیلی فونک گفتگو بھی پابندی کی جائے یعنی اگر گھر میں مرد موجود ہوں تو وہ فون Attend کریں۔

اختلاط کی ممانعت : عفت و عصمت کے تحفظ کے لئے اسلام نے عورتوں کو پابند کیا ہے کہ اگر وہ کسی ضرورت کے لئے باہر نکلیں تو مردوں کے ساتھ اختلاط سے بچیں۔ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ مردوں اور عورتوں میں اختلاط سا ہو گیا ہے تو آپ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا: استاخرون فانه ليس لكن ان تحقن الطريق عليكن بحافات الطريق (صحیح ابوداؤد ۲۸۹/۳) ”بیچھے ہٹ جاؤ راستے کے وسط میں نہیں بلکہ کناروں پر چلو“ مسلم خواتین نبی اکرم ﷺ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے کناروں اور دیواروں کے ساتھ ساتھ چلتی تھیں (ایضاً)۔

عہد نبوی میں خواتین بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے بھی مردوں سے الگ ہو کر چلتی تھیں (صحیح بخاری کتاب المناسک باب طواف النساء مع الرجال)۔ تو جہاں تک ممکن ہو اختلاط سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بعض خواتین بے دھڑک ہو کر کہہ دیتی ہیں کہ مخلوط مجالس میں کیا حرج ہے بس دل صاف ہونا چاہیے! دل صاف ہونا اچھی بات ہے مگر ان "دل صاف" لوگوں کے کارنامے آئے روز اخبارات کی "زینت" بنتے رہتے ہیں۔ جن خواتین کے دلوں کی طہارت کی گواہی قرآن نے دی ہے انہوں نے ان تمام تر پابندیوں کو خوش دلی سے قبول کیا اگر ان "روشن خیال" عورتوں کے دل صاف ہیں تو انہیں اسلام کی تعلیمات کو خندہ پیشانی سے قبول کر لینا چاہیے۔ اس میں خواتین کا اپنا فائدہ ہے۔

خلوت کی ممانعت : غیر محرم مردوں اور عورتوں کو خلوت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ تنہائی میں جنسی اشتعال پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل من الانصار افرأیت الحموقال الحموموت (صحیح بخاری کتاب النکاح باب لا یتخلون رجل بامرأة۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب تحريم الخلوۃ بالاجنبیۃ) ”تم غیر محرم عورتوں کے پاس جانے سے گریز کرو۔ (آپ ﷺ نے اس فرمان پر) ایک انصاری آدمی کہنے لگا شوہر کے رشتہ دار کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا شوہر کا قرابت دار تو موت ہے۔“ امام نووی کہتے ہیں ”الحمو“ کا معنی ہے شوہر کا قریبی رشتہ دار جیسے اس کا بھائی (بیوی کا دیور اور جیٹھ) اس کا بھتیجا اور اس کا چچا زاد بھائی وغیرہ (ریاض الصالحین باب تحريم الخلوۃ بالاجنبیۃ)۔

اگر کسی عورت کا شوہر گھر پر نہ ہو تو کسی مرد کو تخلیہ میں ایسی عورت کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ اگر کوئی ضروری کام ہو تو اس کا کوئی محرم رشتہ دار ساتھ ہو یا پھر دو ایک آدمی ساتھ ہوں اور پردے کی حدود و قیود کے التزام کے ساتھ بات کی جائے۔ ارشاد نبوی ہے : لایدخلن رجل بعد یومی هذا علی مغیبة الا و معہ رجل او اثنان (صحیح مسلم کتاب السلام باب تحريم الخلوۃ بالاجنبیۃ والدخول علیہا) ”کوئی شخص آج کے بعد کسی اکیلی عورت کے پاس ہرگز نہ جائے الا یہ کہ اس کے ساتھ ایک یا دو مرد اور بھی ہوں“ مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورتوں کے ساتھ خلوت اختیار کرنا خلاف شریعت ہے۔

عورت کا تن تنہا سفر پر نکلنا: شریعت اسلامیہ نے اکیلی عورت کو سفر کرنے سے روکا ہے۔ کہ کہیں اس کے دل میں وسوسے پیدا نہ ہوں نیز اس کے تنہا ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئی بد باطن اسے پریشان کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ارشاد نبوی ہے۔ ولاتسافرن امرأۃ الا و معہا محرم (بخاری ۳۰۰۶/۵۲۳۳ الجہاد۔ النکاح) ”کوئی عورت محرم کے بغیر ہرگز سفر نہ کرے۔“ حتیٰ کہ سفر حج کے لئے بھی اکیلی عورت کا محرم کے بغیر جانا ممنوع ہے۔ اگر عورت کے ساتھ سفر پر جانے کے لئے کوئی محرم نہیں تو اس پر حج فرض ہی نہیں ہوتا (تحفۃ الاحوزی ۲/۲۰۶)۔

اجنبی عورت کے اوصاف اپنے شوہر سے بیان کرنے کی ممانعت: جس طرح کسی عورت کو دیکھنے سے شہوانی جذبات میں تحریک پیدا ہوتی ہے اسی طرح کسی عورت کی جسمانی کیفیت اور حسن و جمال کا تذکرہ سن کر بھی جنسی جذبات بھڑکتے ہیں۔ اس لئے شریعت نے اس سے منع کر دیا ہے کہ مرد کے سامنے کسی غیر عورت کے محاسن کا تذکرہ کیا جائے۔ اسی طرح غیر مرد کی ایسی تعریفیں عورت (بیوی وغیرہ) کے سامنے نہ کی جائیں کہ اس سے فتنہ پھیلنے کے خدشات ہوتے ہیں۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا تباشر المرأة المرأة فتصفها لزوجها كانه ينظر اليها (صحیح بخاری کتاب النکاح باب لا تباشر المرأة المرأة) ”کوئی عورت کسی عورت سے مل کر اس کے اوصاف اپنے شوہر کے سامنے بیان نہ کرے کہ گویا وہ اس عورت کو دیکھ رہا ہے“۔ مباشرت کا مطلب جسموں کا باہم ملاپ ہے اس کا ایک مطلب تو کنایتیہ یہ ہے کہ کوئی عورت دوسری عورت کا جسم نہ دیکھے۔ دوسرا مطلب واضح ہے کہ نہ اس کے جسم سے جسم ملائے۔ کیونکہ اس طرح اس کے محاسن کا اسے علم ہو جائے گا اگر وہ یہ نقشہ کسی مرد کے سامنے کھینچے تو اس کے فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔

یہ مسئلہ اتنا حساس ہے کہ عورتوں کو ان کی میل جول کی عورتوں کے سوا دیگر عورتوں کے سامنے بھی زیب و زینت کے اظہار سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس بات کا خطرہ ہے ایسی عورتیں ان عورتوں کے محاسن مردوں کے سامنے بیان کر دیں گی۔

اسی لئے بیجروں کو گھروں میں آنے سے منع کر دیا گیا تھا نیز وہ عورتوں کے حسن و جمال سے لطف اندوز بھی ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لا يدخل هؤلاء عليكم (صحیح مسلم کتاب السلام باب منع الخث من الدخول على النساء الاجانب)۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے خواتین سے فرمایا: لا يدخلن عليكن (ايضا) ”بیجروے ہرگز تمہارے پاس نہ آئیں“ مگر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ بیجروے مسلمانوں کے گھروں میں آ کر عورتوں کے جلو میں ڈانس کرتے ہیں۔ ان بیجروں پر تو احادیث میں لعنت کی گئی ہے جو عورتوں کی شکل و شباہت اختیار کرتے ہیں۔ یہ

بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ آج کل کئی ایسے سکیئنڈل منظر عام پر آچکے ہیں کہ جو صرف اس وجہ سے بنے کہ مرد بیچڑوں کے روپ میں گھروں میں بے روک ٹوک آتے ہیں اس کی وجہ سے بہت سی خرابیاں جنم لے رہی ہیں۔ ان مردوں کو شرم و حیا سے کام لینا چاہیے اور عذاب الہی سے ڈرنا چاہیے۔

زن و شوکی باہمی راز داری کا اظہار منع ہے: کسی مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی سے ملاقات کی تفصیلات و جزئیات دوسرے لوگوں (اپنے دوستوں وغیرہ) کے سامنے بیان کرے اور عورت کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ اپنی دوستوں سے کوئی اس طرح کی بات کرے۔ کیونکہ یہ حرکت شہوت انسانی میں اشتعال کا باعث ہے۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے ایسے لوگوں کو برے لوگ قرار دیا ہے: ان من اشد الناس عند الله منزلة يوم القيامة الرجل يفضي الى المرأة و تفضي اليه ثم ينشر سرها (صحیح مسلم کتاب الزکاح باب تحريم افشاء سر المرأة) ”قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بدتر مرتبے والا وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے ملاپ کرے پھر وہ اس کے راز کو افشا کرے“۔ ہمارے معاشرے میں یہ وبا عام ہے۔ شب زفاف میاں بیوی کی جو باہمی ملاقات ہوتی ہے۔ اسے بعض مرد اپنے دوستوں میں اور بیوی اپنی سہیلیوں میں بیان کرتی ہے۔

ہیجان پیدا کرنے والے امور سے گریز کیا جائے: شہوت انگیز حرکات و سکنات سے اسلام نے روکا ہے۔ اسی لئے ہمیں حکم ہے کہ ستر کی حفاظت کریں۔ حتیٰ کہ مردوں کو حکم ہے کہ مردوں کے ستر کی طرف نہ دیکھیں اور نہ ہی عورتیں عورتوں کے ستر کو دیکھیں حدیث نبوی ہے: لا ينظر الرجل الى عورة الرجل والمرأة الى عورة المرأة (صحیح مسلم کتاب الحيض باب تحريم النظر

الى العورات) ”مرد مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور عورت عورت کے ستر کو نہ دیکھے“۔ اسی طرح عریاں تصاویر اور فحش مناظر جنسی اشتعال کا باعث بنتے ہیں۔ وطن عزیز میں اشتہاری ایجنسیاں ایڈورٹائزنگ کی آڑ میں جنسی بے راہ روی کو فروغ دے رہی ہیں۔ ماڈلنگ اور حسن مقابلوں کی فردغ ثقافت کے بہانے تشہیر کی جاتی ہے۔ کیا مسلمانوں کی تہذیب اور ثقافت یہی ہے!

مزید برآں جنسی اشتعال سے بچنے کے لئے مرد و عورت کو باہم چھونے سے منع کیا گیا ہے۔ غیر محرموں کے ساتھ مصافحہ و معانقہ وغیرہ غیر شرعی ہے جس کو ہمارے معاشرے میں عموماً معیوب خیال نہیں کیا جاتا۔ نبی اکرم ﷺ غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے بلکہ صرف زبانی بیعت لیتے تھے (صحیح مسلم)۔

جنسی ہیجان سے بچانے کے لئے اسلام نے اکٹھا لیٹنے سے منع کیا ہے: لا یفصی الرجل الی الرجل فی ثوب واحد ولا تفضی المرأة الی المرأة فی ثوب واحد (صحیح مسلم کتاب الخیض باب تحریم النظر الی العورات) "کوئی مرد کسی دوسرے مرد کی چادر اور کوئی عورت کسی دوسری عورت کی چادر میں نہ گھسے"۔ کیونکہ اس سے عورتوں میں سحاق، استلذاز بالشل اور مردوں میں اغلام بازی کی رغبت جنم لینے کا قوی امکان ہے۔ نیز اس سے غلط فہمیاں بھی جنم لے سکتی ہیں کیونکہ نیند کی مدحوشی میں کے خبر ہوتی ہے کہ وہ کس حالت میں ہے اور انجانے میں اس سے کیا کیا حرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔

یہ حکم اور لطیف تدبیر بچوں کے لئے بھی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: "مروا اولاد کم بالصلاة وهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیہا وهم ابناء عشر و فرقوا بینہم فی المضامع (سنن ابی داؤد کتاب الصلاة باب متی یوم الغلام بالصلاة) "جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کی تلقین کرو اور جب دس برس کی عمر کو پہنچ جائیں (اور نماز میں سستی کریں) تو اس پر انہیں سرزنش کرو۔ نیز ان کے بستر الگ الگ کر دو"۔ اگرچہ عام آب و ہوا میں دس سال کا بچہ بالعموم بالغ نہیں ہوتا مگر جنسی شعور اور تمیز اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذا ان کے بستر الگ الگ کر دینے چاہئیں۔ والدین کو چاہیے کہ مذکورہ عمر یا اس سے زیادہ عمر کے بچوں کو اپنے ساتھ سلانے سے بھی گریز کریں۔ پہلے مدرسے (ماں کی گود) سے ہی بچے کی نیک تربیت کر دی جائے تاکہ اس کے دل و دماغ پر نقش ہو کر رہ جائے۔

ترغیب نکاح: پاکدامن رہنے کے لئے اسلام نے نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے۔ فحاشی و بدکاری کی

روک تھام کے لئے نکاح کو آسان بنانا ضروری ہے۔ ہمارے پیر و مرشد محمد رسول اللہ ﷺ نے نکاح کو کس قدر آسان کر دیا تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کا نکاح قرآن کی چند سورتیں سکھانے کے مہر کے بدلے میں کر دیا تھا (صحیح بخاری مع الفتح ۱۷۵۹)۔ یورپ کی اندھی تقلید میں مسلم معاشروں میں بھی شادی تاخیر سے کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے جس کی وجہ سے بے شمار قباحتیں جنم لے رہی ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم تو مسلمان ہیں ہمیں مغربی تہذیب سے کیا واسطہ!

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر

نیز عمر زیادہ ہونے پر اچھے رشتے ملنا مشکل ہوتے ہیں خاص کر لڑکی کی عمر زیادہ ہو جائے تو اس کے لئے مناسب رشتے کی تلاش گھمبیر صورت اختیار کر جاتی ہے۔

بعض معاشرتی رسوم اور خواہ مخواہ کے تکلفات کی وجہ سے بھی شادیوں میں تاخیر ہوتی ہے۔ اسلامی تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کروانا اور خود اس پر عمل کرنا اس کا موثر حل ہے۔

جوانی میں بے راہ روی کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے جب بچے جوان ہو جائیں تو ان کی نکاح کی فکر کرنی چاہیے۔ تاکہ معاشرے کو جنسی بے راہ روی سے پاک رکھا جاسکے۔ ارشاد نبوی ہے: یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فانہ اغض للبصر و احصن للفرج و من لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ له و جاء (صحیح مسلم کتاب النکاح باب استحباب النکاح.....) ”اے نوجوانو! تم میں سے جس میں جنسی استطاعت و رغبت ہو اسے چاہیے کہ شادی کر لے۔ یہ اس کی نگاہ نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے میں معاون ثابت ہوگی اور اگر کسی میں اس کی طاقت نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے یہ اس کی شہوت کو کنٹرول کر لیں گے۔“

☆☆☆☆☆

عبدالرزاق المبارک

انگریز عورتوں کا اسلام کی طرف رجحان

اے میری بہن! تو پیچھے کی طرف جا رہی ہے اور اپنے بلند و برتر مقام سے نیچے گرنا چاہتی ہے، کیا تجھے کبھی خیال نہیں آیا کہ تو کون ہے؟ تیری نسبت کس دین کی طرف ہے؟ تجھے اس انگریز عیسائی خاتون کا واقعہ معلوم نہیں جو اسلام کی دولت حاصل کر کے اتنی خوش ہو رہی تھی کہ جس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا، واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ ہم امریکہ کے شہر سیائل میں دعوتی اور تفریحی ٹور پر تھے کہ ایک انگریز خاتون مسلمان ہو کر اس دن پردہ کر لیتی ہے، جب اس سے پوچھا گیا کہ کس چیز سے متاثر ہو کر آپ نے اسلام قبول کیا ہے تو اس نے کہا کہ مسلمان عورتوں میں پایا جانے والی حیا، عفت، غیرت اور آدمیوں کے ساتھ اختلاط سے اجتناب، ان چیزوں نے مجھے بہت متاثر کیا ہے، کیونکہ ہمارے معاشرے اور خاندانی سسٹم کو مرد و زن کے اختلاط نے تباہ کر کے رکھ دیا ہے، پھر مسلمانوں کا ایک صف میں کھڑے ہو کر بڑے خشوع و خضوع سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ایسا محسوس ہوا جیسا اس کی روح کی آواز ہو جس طرف وہ بے ساختہ کھینچی جا رہی تھی۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مسلمان خواتین جنہیں باپردہ اور شرم و حیا کے لباس میں دیکھ کر اس کی زندگی میں انقلاب پیدا ہوا وہ بھی نو مسلم امریکی خواتین ہی تھیں جنہوں نے اسلام کو دنیا کے ہر مذہب سے بہتر پا کر اسے قبول کیا اور پھر اسلامی تعلیمات اور کلمہ طیبہ کے تقاضوں پر سختی سے کاربند ہو گئیں۔ جنہوں نے صحیح معنوں میں امہات المؤمنین (رضی اللہ عنہن) کی زندگی کو اسوہ حسنہ کے طور پر اپنالیا اور پردہ کرنے پر فخر محسوس کرنے لگیں۔

دلچسپ واقعہ: ایک اور انگریز خاتون کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے جس نے چند مسلمان لڑکیوں کو پردے کی حالت میں بڑے وقار اور عزت و حیثیت کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھا تو ان کے باوقار انداز کو دیکھ کر اس کے دل میں چھپی ہوئی غیرت جاگ اٹھی، اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جب اسے بتلایا گیا کہ یہ مسلمان لڑکیاں ہیں تو اس نے اسلام کا مطالعہ شروع کر دیا جس کے نتیجے میں وہ کلمہ

پڑھنے پر مجبور ہو جاتی ہے، ان مسلمان لڑکیوں کا کردار کوئی معمولی نہیں جنہیں دیکھ کر یہ مسلمان ہوئی اور جہنم کی آگ سے بچ گئی، اگرچہ انہیں اس کے مسلمان ہونے کی کوئی خبر بھی نہ ہو لیکن اسلام لانے کے بعد اس کی نیکیوں کا اجر و ثواب ان کو بھی ملتا رہے گا کیونکہ اس کے قبول اسلام کا سبب وہ تھیں۔ ان سے بھی زیادہ عجیب و غریب واقعہ ایک اور انگریز لڑکی کا ہے، جو میں ان مسلمان خواتین کے لیے بیان کرنا چاہتا ہوں جو پردہ اتارنا اور اسے پس پشت ڈال دینا چاہتی ہیں۔ وہ واقعہ یوں ہے کہ ایک انگریز لڑکی جس کی کچھ سہیلیاں مسلمان تھیں جب کہ یہ غیر مسلم تھی، نامعلوم اسے کیا سوچھی کہ ایک دن یہ اپنی سہیلیوں سے مذاق کرنے کے لیے پردہ کر کے ان کے پاس چلی جاتی ہے، جب انہوں نے اچانک اسے پردے میں دیکھا تو وہ اس کے استقبال کے لیے دوڑیں، اس سے معاف کرنے لگیں اور مبارک باد پیش کرنے لگیں۔ وہ چند لمحات ایسے ثابت ہوئے کہ اس لڑکی کا دل ایمان سے لبریز ہو گیا۔ اپنی سہیلیوں کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو دیکھ کر وہ بھی اپنے آنسو ضبط نہ کر سکی جو کہ ایمان کی حرارت کے آنسو تھے، پھر وہ کبھی اس پردے کو نہ اتار سکی جو اس کی زندگی کا جزو لاینفک بن گیا۔

انگریز خواتین نے اسلام لانے کے بعد جن الفاظ میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے، جو سعادت اور راحت انہیں اسلام لانے بعد نصیب ہوئی اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا، چند ایک خواتین کے اقوال کو یہاں نقل کیا جا رہا ہے جنہوں نے ایمان کا ذائقہ چکھنے اور استقامت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

☆ پردے نے میرے حسن و جمال کو دو چند کیا۔

☆ پردہ اسلام پر عمل پیرا ہونے کا اعلان عام ہے۔

☆ پردہ آزادی کی علامت ہے۔

☆ اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی میں نے عزم کر لیا کہ سر سے لے کر پاؤں تک مکمل

پردہ کروں گی۔

☆ پردہ میری زندگی کا حصہ ہے، میں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی پردہ کر لیا تھا

- ☆ کیونکہ مجھے اپنے احترام کا احساس تھا اور آج بھی پردہ کرتی ہوں۔
- ☆ مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے میں شروع سے مسلمان ہوں۔
- ☆ اسلام نے میرے تمام سوالات کا جواب دیا ہے۔
- ☆ اسلام میں مجھے اپنی گمشدہ متاع اور اپنی مشکل کا حل مل گیا۔
- ☆ اسلام سے پہلے میں کچھ نہ تھی، حقیقت یہ ہے کہ اسلام سے پہلے میرا نام ”لاشیء“ تھا۔
- ☆ میرا سب سے بڑا مقصد اسلام کا دفاع ہے۔
- ☆ نماز میری پناہ گاہ اور سجدہ میرا سکون ہے۔
- ☆ میری خوشی کو الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔
- ☆ رب العزت اور بندے کے درمیان ڈائریکٹ رابطے نے مجھے مضبوط کر دیا ہے۔
- ☆ انگریز عورت آزاد نہیں، جیسا کہ مسلمان عورتوں کا وہم ہے۔
- ☆ انگریز عورت کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ وہ کیا چاہتی ہے۔
- ☆ میں اپنے دل میں ایسی رقت محسوس کرتی ہوں جو اسلام سے پہلے نہ تھی۔
- ☆ میں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو پہچانا تو رو پڑی۔
- ☆ میں نے کلمہ پڑھا تو میری رگوں میں خرق عادت قوت سرایت کر گئی۔
- ☆ اسلام نے ہی مجھے امن مہیا کیا ہے۔
- ☆ مجھے ایسا خزانہ مل گیا جس سے میں ناواقف تھی۔
- ☆ میری اصل زندگی تو اسلام کے بعد شروع ہوئی ہے، سابقہ زندگی کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔
- ☆ دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد نو مسلم خواتین کو حاصل ہونے والی خوشی کا اندازہ یونان کی مسلمان ہونے والی خاتون ”تیریز“ کے الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے، جس نے اتنی بلند آواز سے اعلان کیا کہ شاید اس کی آواز آسمان کے ستاروں کو بھی سنائی دی ہو ”میری خوشی کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا، اگر تم کتابوں کی کئی جلدیں لکھ ڈالو تو وہ بھی میرے احساسات اور سعادت مندوں کی پوری ترجمانی نہیں کر سکتیں، میں مسلمان ہوں، میں مسلمان ہوں، میں مسلمان ہوں، دنیا بھر کے

لوگوں کو بتلا دو کہ میں مسلمان اور سعادت مند ہوں، تمام تر ذرائع ابلاغ کے ذریعے یہ بات نشر کر دو کہ یونان کی ”تیریز“ اب تیریز نہیں رہی بلکہ اپنے دین، لباس، کردار اور افکار کے اعتبار سے خدیجہ بن چکی ہے۔“

مجھے صرف اسلام میں سکون ملا: وہ خواتین جنہوں نے حجاب کو اتار پھینکا ہے، یا اسے غیر ضروری سمجھنے لگی ہیں، یا جو اس کی روح اور اسرار سے نابلد ہیں، میں ان کے سامنے نو مسلم انگریز عورتوں کی بہت ساری مثالوں میں سے صرف دو مثالیں پیش کرنا چاہوں گا جو اسلام قبول کرنے کے بعد کسی اور مذہب کو پسند نہیں کرتیں۔

ایک عورت جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا نام ”فاطمہ یوسف“ رکھا، اپنے متعلق لکھتی ہے کہ: ”اسلام قبول کرنے سے پہلے میری زندگی میں کوئی لطف نہ تھا، شرم و حیا تو ہمارے ہاں رجعت پسندی اور نفسیاتی مرض سمجھا جاتا تھا، مجھے اسلام کے بارے میں کچھ علم نہ تھا، نہ ہی اسلام کے ماننے والوں کی کوئی خبر تھی، ایک دفعہ ”مسلمان عورت کے حقوق“ سے متعلق ایک کتاب میرے مطالعہ میں آئی تو میں نے اپنے معاشرے میں عورتوں کی مشکلات کا تجزیہ کیا جو مشکلات ہمارے ان قوانین کے زیر سایہ پیدا ہوتی ہیں جنہوں نے عورت کو حقیر بنا رکھا ہے، جب کہ اس کے برعکس اسلام عورت کو عزت و احترام والی زندگی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔“

اسلام عورت کی حفاظت کرتا ہے اور آدمی کو اس کی نگہبانی، اس سے حسن معاشرت اور اس پر خرچ کرنے کا پابند ٹھہراتا ہے، پھر عورت کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے پر اس کا محاسبہ کرتا ہے، میں نے اپنے دل میں سوچا کیوں نہ ہو کہ میں بھی چند ذمہ داریوں کے عوض جو نہ میری استطاعت سے باہر ہیں نہ میرے لیے پریشانی کا باعث اور نہ میرے عورت ہونے اور میری عزت کی قائل ہیں، ان تمام حقوق کو حاصل کر لوں؟ میں نے اپنے آپ سے سوال کیا کہ میں کیوں حقیر ہوں، مجھے نگاہیں صرف اس لیے دیکھتی ہیں کہ میں ایک خوبصورت آرٹ ہوں؟ جسے جنسی خواہش کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور بس؟ میں کیوں نہ اپنے آپ میں اور لوگوں کی نگاہوں میں عزت و احترام والی عورت بن جاؤں؟ میں کیوں نہ مسلمان ہو جاؤں؟۔“

میں نے مسجد میں آنا جانا شروع کیا تو اسلام کے متعلق بہت ساری معلومات حاصل ہوئیں اور کافی حد تک میں اسلام سے مطمئن ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ دن بھی آ گیا جس دن میں نے (اپنے ارد گرد بہت ساری مسلمان عورتوں کے خوشی کے آنسوؤں کے درمیان) اعلان کر دیا ”اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمدا رسول اللہ“ ”میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔“ مسلمان عورتیں مجھے مبارکباد اور ثابت قدمی کی دعائیں دے رہی تھیں۔

الحمد للہ! مسلمان ہونے کے بعد مجھے شرافت، عزت اور عفت والی زندگی گزارنے کے وہ تمام حقوق حاصل ہو گئے جن کی ضمانت اسلام فراہم کرتا ہے۔ میں اب تک قرآن مجید کے سات پارے حفظ کر چکی ہوں، اسلام نے ہی مجھے امان اور سب سے خیر خواہی کرنے کا جذبہ عطا کیا ہے۔ افسوس ہے ان پر جنہوں نے ایمان کی وہ لذت ابھی تک نہیں چکھی وہ مومن دلوں کو ہمیشہ آباد رکھتی ہے۔ میں نے تو یہی محسوس کیا کہ اسلام ہی حقیقی سعادت کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اَقْمِنِ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَةَ لِّلْاِسْلَامِ فَهَوَّ عَلٰی نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ لِّلْفٰسِيَةِ قَلْبُوْبِهِمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (سورۃ الزمر آیت ۲۲) ”بھلا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے اور وہ اپنے رب کے عطا کردہ نور پر زندگی بسر کر رہا ہے (وہ اس کی طرح ہو سکتا ہے جس کا دل اندھا ہو) پس ہلاکت ہے ان کے لیے جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت بھی سخت ہی رہتے ہیں یہ لوگ تو کھلم کھلا گمراہی میں ہیں۔“

مغربی عورت کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں: اسی طرح اسلام کی نعمت سے فیضیاب ہونے والی ”بیربرایروز“ ہے، جس کی زندگی اب سراسر تبدیل ہو چکی ہے، اسلام لانے کے بعد اس کا نام فاطمہ ہے، وہ بیان کرتی ہے کہ میں بڑے قلق اور پریشانی میں مبتلا تھی، نہ زندگی کا کوئی مقصد تھا اور نہ کوئی قدر و قیمت، ایک مرتبہ اسلام سے متعلق ایک کتاب میرے ہاتھ لگی، میں نے اسے پڑھنا شروع کیا تو اس میں عقیدہ، مسجد، نماز اور قرآن کریم کے متعلق معلومات تھیں۔ میرے دل میں قرآن مجید کے مطالعہ کا اشتیاق پیدا ہوا۔

جب میں نے قرآن مجید کا مطالعہ کیا تو محسوس ہوا کہ میں نے اپنی زندگی کا مقصد پالیا ہے۔ سب سے بڑھتا گیا اسی قدر اس دین کی عظمت میرے دل میں راسخ ہوتی چلی گئی۔ مجھے اہل اسلام کی فیاضی، مساوات اور عفت و عصمت کے نظام نے اتنا متاثر کیا کہ میں کلمہ شہادت کا اقرار کیے بغیر نہ رہ سکی، پھر کیا تھا، میں نے محسوس کیا کہ میری آنکھوں سے بہنے والے آنسو میرے دل کی سابقہ سیاہیوں اور گناہوں کو دھو کر مجھے پاک اور صاف کر رہے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت طیبہ کا بھرپور مطالعہ کیا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرتے ہوئے تبرکاً میں نے اپنا نام بھی فاطمہ پسند کیا، تاکہ میری زندگی اور اخلاق بھی ان جیسے ہوں، اسلام نے میرے دل کو سعادت سے اس قدر بھر دیا کہ میں الفاظ میں اس کا اظہار کرنے سے قاصر ہوں۔ مغربی عورت بغیر کسی مقصد کے زندگی بسر کر رہی ہے، اسے کچھ معلوم نہیں کہ وہ کدھر جا رہی ہے وہ بے حد مایوسیوں کا شکار ہے۔ اسے ہر وقت رسوائی کا سامنا رہتا ہے۔ البتہ بظاہر اس کی حالت ایسی ہے کہ بڑی عزت والی نظر آتی ہے، اس کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ شہرت کے بھوکے بھیڑیوں کا مطمح نظر ہے۔ وہ نہ تو کامیاب ماں ثابت ہو سکتی ہے اور نہ خاندان تشکیل دینے کی صلاحیت رکھتی ہے، کیونکہ وہ معمولی معمولی کاموں میں اتنی مشغول ہے کہ اپنی حقیقی ذمہ داریوں کا اسے کوئی احساس نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مِّمَّتَشَابِهًا مَثَانِي تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخُشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَ قُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكِ هَدَىٰ اللَّهُ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ (سورة الزمر آیت ۲۳)** ”اللہ رب العزت نے سب سے بہتر کتاب نازل فرمائی جس کی آیات ملتی جلتی ہیں، بار بار تلاوت کی جاتی ہیں، جنہیں سن کر لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے وہ جسے چاہے اس سے ہمکنار کر دے اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں“۔

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک اور ایمان افروز واقعہ ذکر کردوں۔ یہ جرمن کی مشہور و معروف سکالر ”زیغریڈ ہونکہ“ کا واقعہ ہے جو مشہور کتاب ”مغرب میں عربی سورج کی کرنیں“ کی مصنفہ ہے، اس کتاب میں اس نے مسلمانوں کے تمدن کو یورپی تمدن سے بہتر ثابت کیا ہے۔ ”زیغریڈ“ کو اہل عرب ان کی ثقافت اور مجد و شرف سے اتنی عقیدت تھی کہ انگریزوں میں اس کی مثال نہیں ملتی، اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اسلام کی وجہ سے ہی عرب سب سے بہتر قوم ہیں، مجھے کنگ فہد یونیورسٹی برائے پٹرولیم و معدنیات میں ریاضی کے ماہر پروفیسر ڈاکٹر علی الدفاع نے خود یہ واقعہ بیان کیا کہ: ”میں یورپ میں ایک علمی کانفرنس میں شریک تھا تو ڈاکٹر ”زیغریڈ ہونکہ“ سے میری گفتگو ہوئی، مجھے اس کے مضامین کے ذریعے یہ معلوم تھا کہ یہ ہمارے کچھ اور عقیدے کے بارے میں بڑی منصف مزاج ہے، اس وقت وہ سن رسیدہ ہو چکی تھی، میں نے اس سے کہا کہ میرا ایک خواب ہے جس کی میں تعبیر دیکھنا چاہتا ہوں! اس نے پوچھا وہ کیا؟ میں نے کہا کہ آپ نے اپنی علم و ثقافت سے لبریز زندگی کا ایک طویل حصہ عرب اور مسلمانوں کی تاریخ اور ان کے سنہری کارناموں کے دفاع میں صرف کیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ کے اس بلند و برتر کردار کا تتمہ بھی عظیم الشان ہو، اور وہ یہ ہے کہ آپ مسلمان ہو جائیں، یہ سن کر اس کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے اور اس نے فصیح و بلیغ عربی میں مجھ سے کہا ”بینی و بین ذلک قاب قوسین او ادنی“ میرے اور اسلام کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہے“ اس ملاقات کے تقریباً ایک سال بعد میں نے اس کے مسلمان ہونے کی خبر سنی اور پھر یہ خبر ملی کہ اسلام لانے کے کچھ عرصہ بعد وہ اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئی ہے (رحمہا اللہ)۔

اسلام لانے کے بعد ایک اسلامی کانفرنس میں کسی نے ”زیغریڈ“ سے پوچھا کہ وہ مسلمان خواتین جو اپنے تابناک ماضی کو فراموش کر کے حجاب اتار دینا چاہتی ہیں ان کے لیے کیا نصیحت ہے؟ تو اس نے کہا! کہ مسلمان خواتین کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ مغربی، امریکی یا روسی عورت کو اپنا آئیڈیل بنائیں، نہ اسلام کے عقیدے کو چھوڑ کر کسی اور فکر و نظریے سے متاثر ہوں، کیونکہ دیگر نظریات کو اپنانے کی بنا پر وہ اپنی شخصیت کا امتیاز برقرار نہیں رکھ سکیں گی، انہیں چاہیے کہ وہ اصل اسلام پر کاربند رہیں اور اپنی پیش رو ان خواتین کے راستے پر گامزن رہیں جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ

فطرت کے مطابق زندگی بسر کرتی رہیں۔ مسلمان خواتین کو اپنی سنہری تاریخ کے ہالے میں غنصہ و احتشام کے پہلو تلاش کرنے چاہئیں، اور اس کی روشنی میں موجودہ دور کے تقاضوں اور ضروریات کو اسلامی قالب میں ڈھالنا چاہیے، ان کے مد نظر آنے والی نسل کو اسلامی تہذیب و تمدن کے خطوط پر چلانے کی فکر ہونی چاہیے، کہ آئندہ نسل پوری استقامت سے اپنے اسلامی کلچر سے وابستہ رہے۔

اسی قسم کے الفاظ امریکہ کی ایک صحافی خاتون ”ہیلین سائسبری“ نے کہے تھے، جب اسے ایک عرب ملک میں چند ہفتے رہنے کا موقع ملا، تو واپس لوٹنے کے بعد اس نے بلا جھجک اپنے مانی الضمیر کا اظہار کرتے ہوئے کہا! ”اسلامی معاشرہ کامل و سالم ہے، اس معاشرے کو چاہیے کہ وہ اپنی روایات پر قائم رہے جو روایات نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنی اپنی حدود میں رکھے ہوئے ہیں، مسلمانوں کا معاشرہ یورپی اور امریکی معاشرے سے یکسر مختلف ہے، مسلمانوں کے پاس اخلاقی اقدار ہیں جو انہیں ورثے میں ملی ہیں جو عورت کو ایک دائرہ کار میں رکھتی ہیں، اسی طرح ماں باپ کے احترام کو بھی ضروری قرار دیتی ہیں، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مغربی معاشرے میں مرد و زن کے اختلاط کی جو آزادی پائی جاتی ہے وہ اس سے معاشرے کو پاک رکھے ہوئے ہیں، جبکہ اس آزادی نے یورپ اور امریکہ میں خاندانی سٹم کو یکسر کھوکھلا اور برباد کر کے رکھ دیا ہے، اختلاط سے روکو، عورتوں کی بے ہنگم آزادی کو محدود کرو، بلکہ پردے کے دور کی طرف لوٹ جاؤ یہ تمہارے لیے امریکہ اور یورپ کی بے حیائی، آوارہ گردی اور فحاشی و عریانی سے کہیں بہتر ہے۔

☆☆☆☆☆

پروفیسر عنایت اللہ مدنی

بے حیائی کی دنیوی اور اخروی سزائیں

اسلام نے انسان کی عظمت و رفعت، عفت و عصمت اور آبرو کا مکمل اہتمام کیا ہے، دوسرا کوئی ایسا مذہب نہیں جس نے انسانی عز و شرف کا اسلام کی طرح اہتمام کیا ہو، شرم و حیا کو پامال کرنے والے حقیقت میں اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کے تحت دنیا میں بہت ساری سزاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جن میں سے چند ایک کا تذکرہ ہم یہاں کر رہے ہیں:

۱۔ مہلک بیماریوں کی سزا: جب کسی معاشرے میں علی الاعلان فحاشی پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر مہلک بیماریوں کو مسلط فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ آجکل ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ”لم تظہر الفاحشة فی قوم قط حتی یعلنوا بها الا فشا فیہم الطاعون والاورجاج التي لم تکن مضت فی اسلافہم الذین مضوا“ (الطبرانی)۔ ”جس قوم میں علی الاعلان فحاشی پھیل جائے تو ان میں طاعون اور دیگر ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان سے پہلے لوگوں میں نہیں ہوتیں۔

۲۔ شرم و حیا والی عورت سے محرومی: عفت و عصمت کی محافظ عورت سے شادی کرنا جو کہ معاشرے میں عزت و وقار کی علامت ہے حرام ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”الزَّانِي لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحَرَمَ ذٰلِكَ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ“ (سورۃ النور ۴۳)۔ ”زانی مرد بجز زانیہ یا مشرکہ عورت کے اور سے نکاح نہ کرے اور زانیہ عورت بھی بجز زانی یا مشرک مرد کے اور کسی سے نکاح نہ کرے اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے“

۳۔ بد اعتمادی: معاشرے میں بے حیائی کو فروغ دینے والا اس قدر بدنام اور بے عزت ہو جاتا ہے کہ کوئی آدمی اس پر اعتماد نہیں کرتا، قرآن کریم نے بھی اس کے قول و کردار اور عمل کو مشکوک ٹھہرایا ہے۔ کسی سنجیدہ معاملے میں اس کی شہادت کو قبول نہیں کیا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی باتوں پر کان نہ دھرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا“

‘(النور۴)۔ ”اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔“

۴۔ فاسق و فاجر :- گناہوں کی سزا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ انسان اپنے محسن حقیقی، خالق و مالک اور رازق کی اطاعت و فرمانبرداری کی بجائے اس کی معصیت اور نافرمانی پر اتر آئے، بے حیائی پھیلانے والا اور بلا دلیل الزام تراشی کرنے والا فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتا ہے لوگ بھی اسے حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور اللہ کے ہاں بھی اس کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ ”وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَٰسِقُونَ“ (سورۃ النور آیت)۔ ”جو چلتی پھرتی بات کو لے اڑتے ہیں اور معاشرے میں بگاڑ کو رواج دیتے ہیں یہ لوگ فاسق ہیں۔“

۵۔ ذلت و رسوائی :- مسلمان معاشرے میں ایک دوسرے کی عزت کو محفوظ و مامون کرنے کے لیے دوسروں کے رازوں اور خفیہ باتوں کے پیچھے لگنے کو اسلام نے سخت ناپسند کیا ہے۔ یہاں تک وہ آنکھ جس کی دیت پچاس اونٹ رکھی گئی ہے اگر کسی کے گھر میں جھانکتی ہے اور گھر والا اسے پھوڑ دیتا ہے تو ایسی آنکھ کی اسلام میں کوئی قیمت نہیں۔ اسی طرح جو دوسروں کے عیبوں اور رازوں کو ڈھونڈ کر اسے ذلیل کرنے کی کوشش کرتا اور معاشرے میں بے حیائی پھیلانے کا کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سنن ابوداؤد کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: ”یا معشر من آمن بلسانہ ولم یدخل الایمان فی قلبہ، لاتغتابوا المسلمین، ولاتتبعوا عوراتہم فانہ من تبع عوراتہم یتبع اللہ عورته ومن یتبع اللہ عورته یفضحہ فی بیتہ“۔ ”اے لوگو! جو ابھی ایمان کی لذت اور مٹھاس سے آشنا نہیں ہوئے، مسلمانوں کی غیبتیں نہ کرو اور نہ ہی ان کے رازوں اور پردوں کے پیچھے پڑو کیونکہ جو کسی کو ذلیل و رسوا کرنے کے لیے اس کے عیب ڈھونڈتا ہے اللہ بھی اس کے عیوب ظاہر کر دیتا ہے اور جس کے عیوب و نقائص کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے لگے تو اس کے گھر کے اندر بھی اسے ذلیل و رسوا کر کے چھوڑتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کی عزت کو رسوا کرنے کے لیے سعی کرنا اپنے آپ کو قعر ذلت و کبت میں گرانے کے مترادف ہے۔“

۶۔ حرمان عقل : عقل بہت بڑی نعمت ہے جس سے انسان اپنے خالق و مالک اور آقا کو پہچانتا ہے، اس کے فقدان پر دیوانہ، مجنون اور پاگل کہلاتا ہے، جس طرح تقویٰ، خشیت الہی اور اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول کی اطاعت سے انسان کی فہم و بصیرت اور عقل میں اضافہ ہوتا ہے، ایسے ہی بے حیائی، برائی اور فحاشی و عریانی سے انسانی عقل ماند پڑ جاتی ہے یہاں تک کہ انسان اچھے برے کی تمیز بھی کھو بیٹھتا ہے۔ سورۃ الانعام آیت ۱۵۱ میں شرک، والدین کی نافرمانی، قتل اولاد اور بے حیائی کی قباحت بیان کرتے ہوئے فرمایا ذَلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ، ان معاملات کا اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دے رہے ہیں تاکہ تم عقل سے کام لو، اس آیت کریمہ میں عقل و بصیرت رکھنے والوں کو مذکورہ برائیوں سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ بے حیائی سے انسان کی عقل مفقود ہو جاتی ہے۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اعلام الموقعین میں حضرت عبداللہ بن مبارک کا شعر نقل فرماتے ہیں۔

رایت الذنوب تمیت القلوب وقد یکثر الذل اذمانها.

میرا مشاہدہ ہے کہ گناہ انسانی قلوب کے لیے موت ہیں۔ اور کثرت سے گناہ کرنا انسان کو کمتر بنا دیتا ہے۔ بے حیائی، عریانی، فحاشی اور موسیقی سے دل سیاہ ہو جاتا ہے نیکی اور بدی کا امتیاز اٹھ جاتا ہے یہاں تک کہ انسان ایسے کام کرتا ہے جیسا کہ دیوانہ، مجنون، پاگل اور حیوان کرتا ہے۔ دیکھئے لوط علیہ السلام کے پاس جب فرشتے انسانی صورت میں آئے تو قوم کے لوگ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کی طرف اس طرح دوڑ کر آئے جیسے نشے میں مدہوش ہوں۔

۷۔ حرمان علم: بے حیائی وہ تباہ کن بیماری ہے جس سے انسان عقل و بصیرت اور سمجھ کی محرومی کے ساتھ ساتھ علم کی لازوال دولت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور وَاِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا، قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ اتَّقُوا اللَّهَ عَلَىٰ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ“ (الاعراف ۲۸)۔ ”وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور اللہ نے بھی ہمیں یہی بتایا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی تعلیم نہیں دیتا۔ کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ اس آیت کے آخر میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ یہ بے حیائی جہالت، لاعلمی اور حرمان علم کا نتیجہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنے استاد و کعب بن جراح سے نسیان علم کی شکایت کی تو استاذ نے معصیت سے بچنے کی تلقین کی۔

شکوت الی و کبیر سوء حفظی فاوصانی الی ترک المعاصی

فان العلم نور من الہ ونور اللہ لایعطی لعاصی

کہ علم ایک روشنی ہے جو عاصی اور گنہگار کو عطا نہیں ہوتی اس لیے بے حیائی پھیلانے والا اور اس کے لیے آلہ کار بننے والا دولت علم سے محروم ہوتا ہے۔

۸۔ رب کی ناراضگی: انسان کی سب سے بڑی سعادت اور نیک بختی یہ ہے کہ وہ مرضیات الہی کا متلاشی ہو اور اللہ کا قرب اسے نصیب ہو اور سب سے بڑی بد بختی، بد نصیبی اور محرومی یہ ہے کہ اس کا خالق و مالک اس پر ناراض ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِمَّنِ السَّيِّئِ الْأَمَّا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا“۔ ”اور ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا مگر جو گذر چکا ہے، یہ بے حیائی کا کام ہے، اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے اور بڑی بری راہ ہے۔

۹۔ شیطان کا داعی: اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت سعادت مندی ہے۔ جبکہ شیطان کے راستے کی طرف دعوت بد نصیبی ہے۔ فواحش و منکرات کو فروغ دینے والے حقیقت میں شیطان کے ایجنٹ ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: ”الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ“ (البقرہ ۱۷۸)۔ ”شیطان تمہیں فقیری سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے“۔ اسی طرح سورۃ نور میں فرمایا ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ“ (النور۔ ۲۱) اے ایمان والو شیطان کے قدم بقدم نہ چلو جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرے گا“۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی: کسی مسلمان، پاکدامن اور شریف زادی کی عزت کو خاک میں ملانے کی کوشش اور سعی بھی بے حیائی کے زمرہ میں آتی ہے کیونکہ یہ ایسے اسباب ہیں جن سے معاشرے میں انارکی، بد امنی، اضطراب اور بے حیائی جنم لیتی ہے، قرآن حکیم نے ایسے شخص کو ملعون کہا ہے جو معاشرے کی پاکیزہ عورتوں کو داندرا کرنے کی کوشش کرتا ہے، ارشاد ربانی ہے ”إِنَّ الَّذِينَ يَزْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعُنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ“۔ ”جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں، اور ان

کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے“ حدیث پاک میں بھی اس عمل کو مہلک عمل قرار دیا گیا ہے، بخاری مسلم کی روایت ہے رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات مہلک ترین گناہوں سے بچو۔ حدیث کے آخر میں فرمایا: ”وقذف المحصنات الغافلات المؤمنات.“ ”مومن بھولی بھالی اور پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا“۔

۱۱۔ عذاب قتل اور آگ کی سزا: مسلمانوں کی عبرت اور نصیحت کے لیے قرآن حکیم میں ایسی قوموں کا ذکر کیا گیا جنہیں بے حیائی کے جرم میں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا کیونکہ یہ اتنا شنیع اور برا فعل ہے کہ جس قوم اور گروہ میں پیدا ہو جائے وہ دنیا میں رہنے کے قابل نہیں رہتی۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم سدوم بستی میں آباد تھی۔ ان کی سزا کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَلَىٰهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ“ (سورۃ ہود ۸۲، ۸۳) پھر جب ہمارا حکم آپہنچا، ہم نے اس بستی کو زیر و زبر کر دیا اوپر کا حصہ نیچے کر دیا اور ان پر کنکر لیے پتھر برسائے جو تہہ بہ تہہ تھے“ آیت کے آخر میں فرمایا: ”وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ“۔ یعنی آج بھی اگر کوئی اس جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو عذاب اس سے دور نہیں۔ جس میں آنے والی قوموں کو تنبیہ کی گئی ہے۔

۱۲۔ فرقت و جدائی کی سزا: اسلام نے عورتوں سے حسن سلوک، نیکی اور حسن معاشرت کا حکم دیا ہے بلا ضرورت گھر سے نکلنے اور انہیں نکالنے سے منع کیا ہے جب آدمی خود کھائے تو اسے کھلانے اور جب خود پہنے تو اسے پہنانے کا حکم دیا ہے۔ حتیٰ کہ رجعی طلاق کے بعد بھی اسے خاوند کے گھر میں عدت گزارنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن فحاشی و بے حیائی ایسی بیماری ہے جس کی سزا کے طور پر اسے الگ تھلگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرْتُوا النِّسَاءَ كُرْهًا وَلَا تَعْضَلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا تَتَيَّمُونَهُنَّ إِلَّا أَنْ يَتَّيَّنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ“۔ ”اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو، انہیں اس لیے نہ روک رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں دوسری جگہ ارشاد فرمایا ”وَلَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَتَّيَّنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ“ (البقرہ)۔ ”انہیں (عورتوں کو) ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی

ایسے اسباب پیدا کرو کہ وہ خود نکل جائیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی کا ارتکاب کریں۔
 (ب)۔ اخروی سزائیں: دینی سزاؤں کے ساتھ ساتھ اخروی سزاؤں کا ذکر بھی کیا گیا ہے تاکہ اس گناہ میں مبتلا ہونے سے پہلے آدمی اپنی عاقبت اور سزا کا اندازہ کر لے پھر دنیا تو ایک محدود ہے جس کی سزائیں بھی محدود ہیں اور اخروی سزائیں تو ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہیں۔

۱۔ عذاب قبر: آخرت کے مراحل میں سے سب سے پہلا مرحلہ قبر کا ہے اگر یہاں محفوظ رہا تو باقی مراحل بھی آسانی طے ہو جائیں گے، بے حیائی کا ارتکاب کرنے والی عورت اور مرد کے متعلق مسند احمد اور طبرانی کی روایت میں ذکر کیا گیا ہے کہ جس کسی نے شادی شدہ عورت سے زنا کیا۔ انہیں اس پوری امت کے نصف کا عذاب دیا جائے گا، یعنی جتنا عذاب پوری امت کو ہوگا اتنا ان دونوں کو ہوگا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا: کسی انسان کے لیے اس سے بڑھ کر سزا کیا ہوگی کہ اس کا مالک و خالق اس کو بھلا دے اور اس سے کلام تک نہ کرے اور نہ نظر رحمت سے دیکھے، بے حیائی وہ قبیح عمل ہے جس کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور کر دیں گے۔ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلَمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابُ الْيَمِّ“۔ تین قسم کے لوگ ایسے ہوں گے قیامت کے دن جن سے اللہ تعالیٰ کلام تک نہیں کرے گا، نہ انہیں دیکھے گا اور نہ پاک صاف کرے گا۔ ”شیخ زان، و ملک کذاب و عائل مستکبر“۔ ”بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ، اور فقیر متکبر“۔

۳۔ رحمت سے دوری: بے حیائی کرنے والا آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوگا سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”إِنَّ الَّذِينَ يَدْعُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعُنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“ (۲۳)۔ پاکدامن گناہ سے غافل اور مومنہ عورتوں پر تہمت لگانے والے دنیا و آخرت میں ملعون ہیں۔

۴۔ دگنا عذاب: بے حیائی اور بد اخلاقی ایسا سنگین جرم ہے جس کی سزا خالق کائنات نے دوگنا رکھی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ”وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي

حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا، يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سورة الفرقان ۶۸، ۶۹، ۷۰)۔ ”اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں پکارتے، اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ حق کے سوا قتل نہیں کرتے، نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں، اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال پائے گا، اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب کیا جائے گا“

۵۔ عذاب عظیم: بے حیائی پھیلانے والے طبقے کی سرپرستی کرنے والے کو سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ واقعہ ”افک“ کو پھیلانے والے عبداللہ بن ابی بن سلول کے متعلق ارشاد ربانی ہے ”وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ“ اور ان میں سے جس نے اس کے بہت بڑے حصے کو سرانجام دیا ہے یعنی اس گروہ کا سرغنہ ہے اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔“

۶۔ وادی اثام: حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ ”اثام“ جہنم میں ایک وادی کا نام ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے مراد جہنم کی وہ وادی ہیں جہاں زانی مرد اور عورتوں کو سزا دی جائے گی، ایسے ہی حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی نقل کیا ہے جو وہ ابوامامۃ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ”غیبی“ اور ”اثام“ جہنم کی گہرائی میں دو کنویں ہیں۔ یہ وہ وادیاں ہیں جہاں سے اس قدر بدبو آئے گی کہ دوسرے جہنمی بھی اس سے پناہ مانگیں گے یہاں زانی لوگوں کو ٹھہرایا جائے گا۔



جذبات کو لگام دے سکتی ہے۔ اور اس بیجانی کیفیت میں یہ ایمانی ڈھال کا کام کرتی ہے..... لیکن افسوس کہ آج کے یہ تنگ و چست شرم و حیاء سے عاری شوخ کلرز لباس ستر پوشی کم اور دعوت و دیدار زیادہ دیتے ہیں۔ فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ (یعنی جب وہ دین سے پھرے تو ہم نے ان کے دل ہی پھیر دیئے) کافر تو کافر رہے..... آج فحاشی کے سوداگر مسلمان کسی سے پیچھے نہیں۔ اخبارات و رسائل ہوں یا عید کارڈز پر چھپی عورتوں کی نیم عریاں تصاویر۔ کاروباری اداروں کے پبلسٹی بورڈ دیکھ لیں، یا شرافت کا منہ چڑاتے قد آدم سے بھی بڑے فلمی پوسٹر، پارچہ جاتی سیل سینٹرز ہوں، یا صحت و بیوٹی کے مراکز، کسی فوڈ سٹریٹ کی رونق بازاری کو دیکھ لیں یا آرٹ کی فنکاری..... ہر کوئی صنف نازک کو ہی ذریعہ منفعت سمجھ کر اس کا دلدادہ دکھائی دیتا ہے۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

ایسے اداروں، دفاتروں، دکانوں، اور مارکیٹوں میں جائیں تو محسوس ہوتا ہے جیسے یہ صرف حسن عورت کے ہی سیل پوائنٹ ہیں۔

الیکٹرانک میڈیا پر گرے اخلاق کی مالک عورتوں کی نیم برہنہ اور کبھی بالکل برہنہ متحرک تصاویر اور مردوں کی ”باہوں میں باہیں“ ڈال کر ان کا حیاء سوز رقص بے حیائی کو گھر گھر پہنچانے کا عملی درس نہیں تو اور کیا ہے.....؟

نفس پرستی کا یہ بے رحم طوفان یہ شراب و کباب سے لبریز رقص و سرود اور ناچ گانے کی اللہ کی بغاوت کا اعلان کرتی تحفیلیں اسلامی تہذیب کا حلیہ نہیں بگاڑیں گی (اللہ نہ کرے)..... کیا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ کی مدنی صدائے فکر کے مخاطب سوئے ہی رہیں گے؟ کیا مسلم حکمرانوں میں قانون الہی کی پاسداری اور اعلاء کلمۃ اللہ کی علمبرداری کرنے والا کوئی ”رجل رشید“ نہیں رہا؟

ہماری حکومت چادر اور چاردیواری کا بظاہر نام تو لیتی ہے مگر چاردیواری کے تقدس کو پامال کرنے کے لیے جو کچھ ہو رہا ہے سب حکومت کی سرپرستی میں سرانجام دیا جا رہا ہے، معاشرے میں اکثریت شرم و حیاء والوں کی ہے لیکن مفاد پرستوں کا ایک طبقہ جو حکومتی اداروں اور ملکی وسائل پر قابض ہے وہ ہمارے معاشرے کو مغرب کی طرز پر چلانا چاہتا ہے لہذا چادر اور چاردیواری کا نام لینا ان کی مجبوری ہے، جبکہ عملی طور پر وہ ایمان اور شرم و حیاء کو ختم کرنے کے درپے ہیں، اس کام کے لیے غیر محسوس طریقے سے بے حیائی کو فروغ دیا جا رہا ہے کہ شریف گھرانے بھی بری طرح متاثر

ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ“۔ (سورۃ الانفال آیت ---)۔ ”ایسے فتنے سے بچو جو تم میں سے صرف ظالموں تک محدود نہیں رہے گا اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔ بے حیائی کے طوفانِ بدتمیزی کو روکنے کے لیے کون اٹھے گا؟ افسوس کہ آج کے رہبر ہی رہزن بنے ہوئے ہیں۔ اور اسلامی اقدار کے پہرہ دار اس طوفانِ بے حیائی کے پاسدار ہیں۔ جو طہارت و پارسائی کے داعی تھے، وہ لشکرِ عزرائیل کے سپاہی بن کر قصرِ عفت کو اجاڑنے اور چادرِ عصمت کو پھاڑنے کے درپے ہیں..... فلسطین کے امریکہ نواز کٹھ پتلی وزیرِ اعظم محمود عباس اور ان کی کابینہ کا شوقِ عیاشی ملاحظہ فرماتے چلیں۔ انہوں نے حالیہ قانون میں فلسطینی عوام کو جو ”تحفہ“ دیا ہے پڑھتا جا، شرماتا جا۔ وزیرِ اعظم محمود عباس اور ان کی فلسطینی کابینہ مجلسِ وزراء کے پیش کردہ قانونِ تعزیرات کی فصل ۹ میں درج ہے کہ اگر زنا طرفین کی رضامندی سے ہو تو یہ جرم نہیں..... شق ۲۷۶ کے مطابق شوہر عدالت میں شکایت نہ کرے تو شادی شدہ عورت سے بدکاری جرم نہیں..... تین ماہ گزرنے پر شوہر کو شکایت کا حق نہیں رہے گا۔ اس طرح شق ۲۸۹ کے مطابق ۱۵ برس سے بڑی عمر کے افراد کے لئے شراب کا استعمال درست ہے۔ جبکہ شق ۲۸۳ میں کہا گیا ہے کہ لائسنس پاس ہونے کی صورت میں جو اجازت ہوگا (نوائے وقت: اتوار ۱۳ جولائی ۲۰۰۳ء)۔

مذکورہ بالا بیان پڑھ کر بے ساختہ منہ سے نکل جاتا ہے: اذا لم تستحي فاصنع ما شئت (بخاری)۔ یہ اس ملک کا حال ہے جہاں آئے روز یہودیوں کے ظلم و ستم سے نوجوانوں کے جنازے اٹھ رہے ہیں، جہاں مکانات منہدم اور انسانی حقوق پامال کیے جا رہے ہیں۔ مسلمان معاشرے کو اللہ تعالیٰ پاک صاف دیکھنا چاہتا ہے اس لیے انہیں حدود و قیود کی پابندی کا حکم دیا ہے، مگر یہود و نصاریٰ چاہتے ہیں کہ جس طرح ان کا معاشی جنسی آزادی کی بناء پر تباہ ہو چکا ہے اس طرح مسلمانوں کے معاشرے سے بھی عفت و عصمت کا جنازہ اٹھ جائے اور وہ بھی قلب و نظر کی طہارت اور ایمان و کردار کی سعادت سے محروم ہو جائیں۔ جب کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهْوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا“ (سورۃ النساء آیت ۲۷) اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کرنا چاہتا ہے، لیکن خواہشات کے پجاری چاہتے ہیں کہ تم (فسق و فجور کی طرف) بہت زیادہ مائل ہو جاؤ۔

میاں انوار اللہ

ملک و ملت کو بدنام نہ کریں

حیاء کی تعریف: ہر برائی سے نفس کے انقباض کو حیاء کہتے ہیں۔ حیاء کی بدولت انسان بدی کو دیکھ کر خوف الہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اللہ کی پکڑ کا خوف اس کا دامن برائی میں آلود نہیں ہونے دیتا۔ زنا کاری، شراب خوری، جوا، پرائی عورتوں کو شہوانی جذبات سے قصداً دیکھنا، جھوٹ بولنا، عمداً وعدہ خلافی کرنا، مسلمانوں کو رسوا کرنا، لین دین میں دھوکہ دینا، گالیاں دینا اور تمام برائیوں پر ڈنکے کی چوٹ پر عمل کرنا بے حیائی ہے۔ اور ان سے بچ جانا فی الواقع حیاء ہے۔ یہ حیاء ہی تو ہے جو انسان کو رب کائنات کی نافرمانیوں سے روکتی ہے۔ اسی لئے اخلاقیات میں حیاء کا مقام انسانی جسم میں ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے۔

بے حیاء باش ہرچہ خواہی کن: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کہ انبیائے سابقین سے یہ بات لوگوں تک پہنچی ہے کہ جب تو حیاء نہیں کرتا تو پھر جو چاہے کر“ (صحیح بخاری)۔ حیاء سے تہی دامن انسان کا ایمان بھی اس کا ساتھ نہیں دیتا۔ جو ممنوعات حیاء سے حرام سمجھتا تھا۔ بے حیاء بن کر وہ ممنوعات کا مرتکب ہوا۔ تو ایمان سے بھی دل و دماغ خالی ہو گیا۔

بیویاں باعث محبت و رحمت ہیں: وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً (الروم: ۲۱: ۳۰) ”اور ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں۔ تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی“۔ ذرا دیکھئے تو سہی! خوراک تو سب ایک ہی کھاتے ہیں۔ والدین بھی ایک ہی ہیں۔ آب و ہوا بھی ایک۔ اس کے باوجود ایک نر (Male) اور دوسرے کو مادہ (Fe-male) بنا دیا۔ دونوں ایک دوسرے کا تمہ ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے

طالب ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے مطلوب بھی ہیں۔ اللہ نے دونوں میں محبت و انس کا فطری جذبہ ودیعت کر دیا۔ یہ جذبہ بیٹے اور بیٹی کی پرورش کے لئے لازمی و لابدی ہے۔ دونوں میں اولاد کی محبت رکھ دی۔ اسی بنا پر دنیوی زندگی میں حلاوت و رنگینی ہے۔ شیخ عمر فاروق نے اپنی تصنیف ”شریعت اسلامیہ کے محاسن“ میں کتنا پیارا سماں باندھا ہے۔

اے ماؤں ، بہنو۔ بیٹیو! دنیا کی زینت تم سے ہے
ملکوں کی بستی ہو تمہی۔ قوموں کی عزت تم سے ہے
تم گھر کی ہو شہزادیاں، شہروں کی ہو آبادیاں
غمگین دلوں کی شادیاں، دکھ سکھ میں راحت تم سے ہے
تم ہو تو غربت ہے وطن۔ تم بن ہے ویرانہ چمن
ہو دیں یا پردیس۔ جینے کی حلاوت تم سے ہے
نیکی کی تم تصویر ہو۔ عفت کی تم تدبیر ہو
ہو دین کی تم پاسبان۔ ایمان سلامت تم سے ہے

مردوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم:- ”وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ“ (النساء: ۱۹: ۴) ”اور ان (عورتوں) سے بھلے طریقے (خوشنمائی) سے زندگی بسر کرو“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- ”کوئی مومن (اپنی) مومنہ (بیوی) سے بغض نہ رکھے۔ اگر اس کی کوئی عادت ناپسند ہوگی۔ تو ضرور کوئی دوسری عادت پسند ہوگی“ (صحیح مسلم باب النکاح)۔

مرد حضرات ”قوام“ کی فضیلت پر بہت خوش ہیں۔ اپنے بیٹوں کے نام عبداللہ، عبدالرحمن، عبدالرحیم، ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بیٹیوں کے نام عائشہ، خدیجہ، فاطمہ، رقیہ، سمیہ، سائرہ، میمونہ، زینب رضی اللہ عنہن رکھتے ہیں۔ لیکن یہ خیال ان کے دل میں کیوں نہیں آتا اور فکر دامن گیر کیوں نہیں ہوتی۔ کہ ان پاکیزہ ناموں کی لاج بھی رکھ لی جائے۔ مومنین اور مومنات کی صفات میں سے ایک یہ بھی ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ

مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ“ (افتح: ۲۹: ۴۹) ”محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔ وہ کافروں پر سخت ہیں (مگر) آپس میں رحم دل ہیں“ یعنی کفار سے دبتے اور ڈرتے نہیں ہیں۔ آپس میں اتنے ہمدرد ہیں۔ کہ خونی رشتے بھی رشک کریں۔ اس کا زندہ ثبوت دنیا نے ”مہاجرین اور انصار کے مواخات کی شکل میں“ دیکھ لیا۔ اور یہ صرف اسلامی تعلیم و تربیت کا ہی حسن اور کرشمہ ہے۔ ورنہ امریکہ جسے اپنے ماڈرن ہونے پر زیادہ ہی ناز ہے۔ مہمان کو مدعو کر کے امریکی لوگ ہوٹل پر بل صرف اپنا ہی ادا کرتے ہیں۔ مہمان خود اپنا بل ادا کرے۔ مہمان نوازی کا مفہوم ان کے ہاں صرف اس قدر ہے کہ ساتھ ساتھ کرسیوں پر بیٹھ کر کھانا کھا لیا۔ اس سے آگے ان کی سوچ ختم ہے۔ ہم ان کی ہر بات پر مرے جا رہے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ بچے جیسے ہی بولنا شروع کر دیں۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی تعلیم دی جاتی۔ پھر کچھ پرواں چڑھتے۔ تو قرآن مجید کی تعلیم تجوید و ترتیل اور معانی کے ساتھ دی جاتی۔ لیکن اس کے برعکس ہم انہیں منہنگے سے منہنگے سکولوں میں داخلہ دلوانے کے لئے بے چین ہوتے ہیں۔ یہ انگلش میڈیم سکول کیا تعلیم دیتے ہیں؟ سوچا کبھی آپ نے! یہ بچوں کو انگریز بناتے ہیں۔ یورپین اور امریکن کلچر کی ترویج کر رہے ہیں۔ ان اداروں میں دینی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ معمولی دینی تعلیم بھی اس لئے ہے۔ تاکہ کاروباری سطح پر ایڈورٹائزنگ میں اسے نمایاں جگہ دے کر زیادہ سے زیادہ بچوں کو اپنے سکول کی طرف مائل کیا جاسکے۔ اگر آپ نے بحیثیت مسلمان اپنے بیٹے اور بیٹی کا اسلامی تشخص برقرار رکھنا ہے۔ تو آپ الگ سے دینی تعلیم کا انتظام کریں۔ قرآن مجید اور حدیث مبارکہ کی کتابیں اور ان سے ماخوذ انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر محیط کتابیں مارکیٹ میں عام دستیاب ہیں۔ انہیں خریدیے۔ خود بھی پڑھیے۔ اور بچوں کو بھی اس کی تعلیم دیجئے۔ یاد رکھئے۔ کہ اولاد انسان کے لئے باعث رحمت بھی ہے اور باعث زحمت بھی۔ فرمان باری تعالیٰ پڑھیے۔ اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللّٰهُ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ (التغابن: ۱۵: ۶۴) ”بلاشبہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک آزمائش ہیں۔ اور اللہ ہی ہے جس کے ہاں بڑا اجر ہے“ اجر تب ہی ہوگا۔ جب ہم اولاد کی تربیت کتاب و سنت کے

مطابق کریں گے۔ ورنہ فتنہ ہے۔ اللہ کے حضور توام حضرات سے ضرور پوچھ ہوگی۔ اللہ کے مال سے ہم نے اپنی اولاد کو غیر مسلم تربیت کیوں دی۔

غیرت کے نام پر عورتوں کا سفاکانہ قتل:۔ اخبارات میں آئے دن پڑھتے ہیں۔ کہ فلاں نے شک کی وجہ سے اپنی بہن۔ بیٹی یا بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس بہیمانہ قتل کو غیرت کا لبادہ اوڑھا دیا۔ جو کہ سراسر غیر اسلامی اور غیر انسانی ہے۔ ایسی خبریں عالمی میڈیا پر اسلام کو قتل و غارت کا مذہب بنا کر بہت رسوا کرتی ہیں۔ عین ممکن ہے۔ کہ جو غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہونے کے قریب ہوں۔ وہ دل برداشتہ ہو کر تازندگی توحید کے صافی چشمہ سے اپنے آپ کو سیراب نہ کر سکیں۔ ایسی خبریں بھی جرائد میں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ غیرت کی دیوی نے کتنے گھروں میں صف ماتم بچھائی اور کتنوں کو مسلمان ہونے سے روکا۔ یہ سوچنے کا مقام ہے! آئیے خالق کائنات کے فرمان سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا“ (الحجرات: ۱۲ : ۴۹) ”اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کرو۔“ ہمارے پیارے رسول محمد ﷺ بہت ہی غیرت والے تھے۔ اتباع رسول میں صحابہ کرام کی نظیر نہیں۔ لیکن ایسی صورت حال میں قتل نہیں ”لعان“ کرایا گیا ہے۔ دیکھئے قرآن کہہ رہا ہے:۔ ”اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں۔ اور ان کے اپنے سوا ان کے پاس گواہ بھی کوئی نہ ہو۔ تو ان میں سے ایسے شخص کی شہادت یوں ہوگی۔ کہ وہ چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اور اس عورت (جس پر الزام ہے) اس سے سزایوں ٹل سکتی ہے۔ کہ وہ چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے۔ کہ وہ جھوٹا ہے۔ اور پانچویں دفعہ یوں کہے۔ کہ اگر مرد (اس کا شوہر) سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا عذاب نازل ہو“ (النور۔ آیات ۶ تا ۹)

غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ عورت کی تربیت اسلامی خطوط پر کی جائے۔ بالغ ہونے پر نکاح کر دیا جائے۔ لیکن نکاح میں عورت کی پسند لازمی شرط ہے۔ ہم نہ عورت کی تعلیم و تربیت کتاب و

سنت کے مطابق کرتے ہیں نہ ہی بلوغت پر اس کے نکاح کے فکر مند ہوتے ہیں نہ مغربی کلچر کی قباحت سے اسے آگاہ کرتے ہیں، اپنی کوتاہی کے نتیجے میں جب کوئی ناخوشگوار حادثہ پیش آتا ہے تو مورد الزام صرف اور صرف اولاد کو ٹھہراتے ہیں۔

عورتوں کا دفاع: اسلام کو عورتوں کے حق میں بڑا سخت سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے وہ اسلام عورتوں پر بے جا الزامات عائد کرنے والوں کی کتنی گرفت کرتا ہے، اور کس طرح ان کا دفاع کرتا ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے: **وَالَّذِينَ يَزُمُونَ الْمُحْصَنَاتِ لَمْ يَأْتُوا بِآرَبَعَةٍ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ** (النور: ۴: ۲۴) ”اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں۔ پھر چار گواہ (یعنی شاہد) پیش نہ کر سکیں۔ انہیں ۸۰ کوڑے لگاؤ۔ اور آئندہ کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو۔ یہی لوگ فاسق ہیں“۔ دیکھا آپ نے اللہ الرحمن الرحیم نے بندوں پر کتنا رحم فرمایا ہے۔ اگر گواہ تین اور وہ یعنی بھی ہوں۔ تو پھر بھی زنا کی حد نہیں لگ سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو کتنا تحفظ دیا ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ لوگوں کی پیٹھوں پر کوڑے برستے رہیں۔ اور رجم ہوتے رہیں۔ انہیں قرآن وحدیث کا مطالعہ کر کے دین کی روح کو سمجھنا چاہیے۔ خودکشی حرام ہے۔ اس لئے کہ جان انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ تو پھر اپنی جھوٹی انا کی تسکین کے لئے بہنوں۔ بیٹیوں اور بیویوں کا بہیمانہ قتل کیوں کر جائز ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ہاں جتنے بھی سکیڈلز منظر عام پر آتے ہیں۔ ان کا ذمہ دار یورپین کلچر اور اس کے ایجنٹس ہیں، جو اپنے ذاتی مفادات کے لیے ہمارے پورے معاشرے کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں۔ شرعاً کسی بھی بے حیائی والی خبر کی تشہیر ناجائز ہے، ہمارے اخبارات صرف خبریں لگانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں مصروف ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ وہ خبر ہمارے دین، ملک اور قوم کے حق میں کتنی نقصان دہ ہے؟ کیا میڈیا کی آزادی کا مطلب یہ ہے کہ کئی بہن یا بیٹی کی خبر کو پورے ملک میں موضوع سخن بنا دیا جائے؟

اس کا ایک اور منفی پہلو یہ ہے کہ ایسی خبروں کے منظر عام پر آنے سے یہود و نصاریٰ کی پھیلائی ہوئی این جی اوز ان معاملات میں کود پڑتی ہیں۔ اور پھر کسی گاؤں میں پیش آنے والا معمولی سا واقعہ پوری دنیا میں مشہور ہو جاتا ہے، دیگر ممالک میں اس کے متعلق یہ تصور دیا جاتا ہے کہ ایک طرف مذہبی انتہا پسند ہیں اور دوسری طرف انسانی حقوق کے علمبردار۔ اس کشمکش میں بدنامی ہمارے مذہب اور ملک و قوم کی ہوتی ہے۔ اس قسم کے واقعات میں کونسا اصلاحی پہلو ہوتا ہے جس کی خاطر اخبارات والے خبریں بنانے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ البتہ معاشرے میں ایک ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ بدقماش لوگ ان واقعات کو مزے لے لے کر پڑھتے ہیں۔ جبکہ شرفاء کی پیشانیاں پسینے سے شرابور ہو جاتی ہیں، اس طرح ہماری صحافت لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کا دل دکھا کر کون سا کارنامہ سرانجام دیتی ہے؟ ہو سکتا ہے اس طرح اخبارات کے کچھ پرچے زیادہ فروخت ہو جاتے ہوں، مگر اس حقیر سی کمائی کے عوض انہوں نے اپنا کس قدر نقصان کر لیا ہوتا ہے؟ اس کا اندازہ سورۃ النور کی آیت ۱۹ سے لگایا جاسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ بیشک وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیل جائے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ ناخوشگوار قسم کے واقعات کو نشر کر کے مسلمانوں کے معاشرے میں ہیجان پیدا نہ کیا جائے۔ یورپین میڈیا کا یہی تو مقصد ہے کہ بے حیائی کے مناظر اس قدر پھیلا دیئے جائیں کہ مسلمانوں کا ایمان سے تعلق ٹوٹ جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی غلامی کو چھوڑ کر اپنے نفس کے غلام بن جائیں۔ ہمارے میڈیا کو چاہیے کہ پاکستانی قوم کو مغربی کلچر کے اثرات سے بچانے کے لیے ایسے پروگرام نشر کرے جن میں اسلامی تاریخ کی جھلک اور انسانیت کی تعمیر میں اسلام کے فعال کردار کا تذکرہ ہو، غیروں کی نقالی کرنا قوم کو غلامی اور پستی کی طرف دھکیلنے کے مترادف ہے۔



ڈاکٹر محمد انور قریشی

غیرت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

پاکستان کے بڑے بڑے شہروں کے درمیان ہائی ویز کی تعمیر کے بعد انٹرنیشنل کوچز بڑی کثیر تعداد میں فراٹے بھرتی ہوئی سڑکوں پر نظر آتی ہیں۔ جنہوں نے دور دراز کے سفر کو بڑا آسان بنا دیا ہے، جبکہ کچھ سال قبل لمبا سفر اتنی آسانی کے ساتھ طے کرنا عام آدمی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ جدید سفری سہولتیں اللہ تعالیٰ کا انعام اور فضل و کرم ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم پہلے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں تاکہ وہ مزید نعمتیں عطا فرمائے۔ ٹرانسپورٹ مالکان، ڈرائیورز اور مسافر حضرات سب کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمارے لیے آسانیاں پیدا فرمادیں، اللہ تعالیٰ کے شکر کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اس کی نافرمانی سے بچا جائے۔ نافرمانی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے تو انسان کا کاروبار بھی خسارے اور گھائلے کی نذر ہو جاتا ہے۔

ٹرانسپورٹ مالکان جنہوں نے لاکھوں اور کروڑوں روپے خرچ کر کے بہترین لکڑی کوچز سڑکوں پر لاکھڑی کی ہیں، اگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کا سرمایہ محفوظ رہے اور ان کا کاروبار منافع بخش ہو تو انہیں اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام قرآن مجید سے برکت حاصل کرنا چاہیے، دوران سفر وقفے وقفے سے ہلکی آواز میں قرآن مجید کی تلاوت سے مسافروں کو محفوظ کرنا چاہیے، ویسے بھی سفر پر خطر چیز ہے اس میں اللہ توبہ کرتے رہنا ہی باعث عافیت ہے۔ کیونکہ اچانک حادثات میں اموات اور ہلاکتیں بہت زیادہ واقع ہو رہی ہیں۔

لیکن امر واقع کیا ہے؟ ایک طرف سفر آسان ہے تو دوسری طرف اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ذریعے اذیت ناک بنا دیا گیا ہے۔ ہر مسافر کو انڈین فلمیں دیکھنے پر مجبور کیا جاتا ہے، ٹرانسپورٹ مالکان کا یہ خیال کہ وی سی آر کی وجہ سے مسافر زیادہ تعداد میں ہماری بسوں کا رخ کریں گے یہ غلط ہے، سفر ایک مجبوری ہے۔ اکثر لوگ مجبوراً سفر کرتے ہیں، انہیں جو بھی کوچ میسر آئے گی وہ اس میں سفر کریں گے، جیسا کہ بہت سارے مسافر حضرات وی سی آر کو قابل نفرت سمجھتے ہیں لیکن پھر بھی وہ ایسی بسوں پر مجبوراً سفر کرتے ہیں، مسافرین میں بہت سارے لوگ اپنی بچیوں، بہنوں، ماؤں اور پردہ دار بیویوں کے

ساتھ سفر کر رہے ہوتے ہیں، انہیں دوران سفر انڈین حیا سوز فلموں کی وجہ سے بڑی اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اگر ڈرائیور حضرات دو چار منچلے نوجوانوں کی وجہ سے وی سی آر آن کرتے ہیں تو دیگر مسافرین جو اس سے نفرت کرتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ دوران سفر قرآن مجید کی تلاوت سنیں تو ان کے جذبات کا احترام کیوں نہیں کیا جاتا؟ حقیقت یہ ہے کہ انڈین فلمیں تو کوئی حیا والا شخص اپنے گھر میں بچوں اور بچیوں کی موجودگی میں نہیں دیکھ سکتا۔ ان فلموں کے بیٹا رخصتی پہلو ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:-

(۱) انڈین فلمیں ہندو معاشرے کی عکاس ہیں جبکہ ہماری تہذیب ہندو تہذیب سے یکسر مختلف ہے۔

(۲) انڈین فلمیں ایک منظم سازش کے ذریعے ہمارے معاشرے میں پھیلائی جا رہی ہیں

(۳) ان فلموں میں انڈین اداکاراؤں (کنجریوں) کے ننگے ڈانس ہوتے ہیں، جن کی اشاعت قانوناً بھی ہمارے ملک میں جائز نہیں۔

(۴) مرد اور عورتیں بوس و کنار کرتے اور بنگلیئر ہوتے ہیں، یہ بھی قانوناً ممنوع ہے۔

(۵) گانوں میں ایسے ایسے بول ہوتے ہیں جو شرم دہیا کی چادر کو تار تار کرنے اور جنسی خیالات کو انگیزت دینے کا باعث ہوتے ہیں، یہ مسلم تہذیب کے خلاف کھلی جنگ ہے۔

(۶) گانوں کی آواز اتنی اونچی ہوتی ہے کہ بیمار آدمی آرام نہیں کر سکتا، کوئی سو نہیں سکتا۔ حتیٰ کہ آپس میں گفتگو کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔

ایک طرف تو ہم انڈیا کے اس قدر مخالف ہیں کہ ہماری کرکٹ ٹیم کا اگر کسی میدان میں انڈیا سے مقابلہ ہو تو پوری قوم مرنے مارنے پر تلی ہوئی نظر آتی ہے، اور یہی جنوں بلکہ اس سے بڑھ کر تعصب ہندوستانی عوام میں ہوتا ہے، مگر اسی انڈیا کے اداکاروں (کنجریوں اور کنجریوں) سے ہمیں اتنی محبت ہو گئی ہے ان کی حیا سوز شیطانی آواز سنے بغیر ہمارا سفر طے نہیں ہوتا۔ اگر کوئی بھلا آدمی شرم و حیا کی وجہ سے ڈرائیور کو وی سی آر بند کرنے کا کہہ دے تو کئی منچلے آوازیں سننا شروع کر دیتے ہیں، بلکہ کئی تو اس قدر گئے گزرے ہوتے ہیں کہ اپنی ماؤں اور بہنوں کی موجودگی میں وی سی آر کا تقاضا کرتے ہیں، اس وقت نہ ہمیں پاکستانی ہونے کا احساس رہتا ہے۔ نہ کشمیر میں اپنی ماؤں اور بہنوں کی عزتوں کو نوچنے کے دلاویز واقعات یاد رہتے ہیں۔ جو انڈین آدمی کے ہاتھوں آئے روز رونما ہوتے ہیں، نہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں مسلمانوں کو قتل کرنے، ان کے گھروں کو آگ لگانے اور باری مسجد کو گرانے کے حادثات یاد رہتے ہیں۔

انڈین فلمیں دیکھتے وقت کیا ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ متعصب ہندو تو پاکستان کے وجود کو

بھی برداست نہیں کرتے۔ ہمارے خلاف آئے روز پرتھوی اور ترشول میزائلوں کے تجربے کر رہے ہیں؟ جہاں انہوں نے ہمارے ملک کو تباہ کرنے کے لیے میزائل تیار کر رکھے ہیں وہاں ہماری غیرت کو کھینچنے، ہمارے ایمان کو لوٹنے اور ہمارے اسلامی کلچر کو مٹانے کے لیے فلموں کے میزائل تیار کر رکھے ہیں، اگر ہمیں انڈین میزائل کے تجربات چھپتے ہیں تو اس سے زیادہ چھپن انڈین فلموں اور گانوں کی محسوس کرنی چاہیے۔ کیونکہ کلچر ہی وہ چیز ہے جو ہندو اور مسلمانوں میں فرق کرتا ہے۔ بحیثیت مسلمان اور پاکستانی قوم ہمارا فرض ہے کہ ہم ہندو کلچر، ہندو فلموں، گانوں اور اداکاروں سے نفرت کا اظہار کریں اس سے ہمیں دنیا و آخرت کے بیشمار فوائد حاصل ہوں گے۔

ہم حکومت اور موٹروے اینڈ ہائی وے پولیس سے مطالبہ کرتے ہیں کہ نظریہ پاکستان کے منافی ایسی فلموں پر فی الفور پابندی عائد کی جائے، جو ہمارے معاشرے کو بے حیائی اور فحاشی و عریانی کی طرف لے جا رہی ہیں، جو ہمارے ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے والی اور ہماری ثقافت کو غیرت سے محروم کرنے والی ہیں۔ جس سے بہت سارے مسافروں کا سکون برباد اور نیند خراب ہوتی ہے۔

ہم ان مسافر حضرات سے بھی امید رکھتے ہیں کہ جو مصلحت کی بنا پر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کھلم کھلا نافرمانی دیکھ کر کلمہ حق کہنے سے قاصر رہتے ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ اچھے طریقے سے ڈرائیور سے وی سی آر بند کرنے کا مطالبہ کریں اگر وی سی آر چلانا ہی ہے تو قرآن مجید کی تلاوت سنا لیں، یا کشمیر میں انڈین آرمی کے مظالم کی فلمیں دکھائیں تاکہ ہماری قومی غیرت بیدار ہو اور ہم میں جذبہ ایمان و جہاد پیدا ہو۔

ہم ٹرانسپورٹ مالکان اور ڈرائیور حضرات سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں تمہارے کاروبار اور تمہاری لاکھوں کروڑوں کی بسوں کا بھی نقصان ہے، یہ بات یاد رکھیں کہ بہت سارے حادثات جن کے متعلق انکشاف ہوتا ہے کہ بس ڈرائیور سے بے قابو ہو کر کسی چیز سے جا ٹکرائی وہ جنوں اور شیاطین کے حملے سے ہوتے ہیں، اس نقصان سے بچنے کے لیے انڈین فلموں کو توڑ کر قرآن مجید کی تلاوت سے برکت حاصل کریں۔ اس طرح آپ کے کاروبار میں بھی برکت ہوگی، اور قوم کو گمراہ کرنے کے گناہ سے بھی آپ بچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچے مسلمان اور سچے پاکستانی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

الْبُحْدِيفَةُ

درجہ بدرجہ

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ. ”کہہ دو! میرے پروردگار نے بے حیائی کو (خواہ وہ) کھلی ہو یا پوشیدہ حرام قرار دیا ہے۔“ وَلَا تَقْرُبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ. ”بے حیائی خواہ ظاہر ہو یا باطن اس کے قریب بھی نہ جاؤ۔“

قرآن کی یہ پکار ہر مردوزن کے لیے ہے۔ ظاہری اور پوشیدہ بے حیائی کو حرام کر کے اور اس سے بچنے کا حکم دیتے ہوئے ہر مرد و عورت کو رہنمائی کی گئی ہے کہ عزت و آبرو کا تحفظ شرم و حیاء کی حدود کی پابندی کرنے اور ہر قسم کی بے حیائی سے بچنے میں ہے۔ شرم و حیاء ہر مردوزن کا معنوی لباس ہے۔ جب یہ اترنے لگے تو ظاہری لباس بھی شیطان اتروا لیتا ہے۔ رب العالمین کے حکم کے برعکس شیطان انسان کو بے حیائی کی پرزور ترغیب دیتا ہے یہاں تک کہ اس کا ارتکاب کرا لیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ“. ”شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔“

اہل ثروت کو تو چھوڑیے کہ ان کے لیے فحاشی کا ساز و سامان جمع کرنا اور اس سے مستفید ہونا کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ دولت ناجائز راستوں پر ہی صرف ہوتی ہے مگر تعجب تو ان ”غرباء و مساکین“ پر ہے جو دو وقت کی روٹی بھی بمشکل حاصل کر پاتے اور روکھی سوکھی پر گزارہ کرتے ہیں مگر ان کے کچے مکانوں اور جھونپڑوں میں ٹی وی، وی سی آر، کیبل کنکشن سب کچھ ہوتا ہے۔ یہ سب شیطان کی ترغیب سے ہے جیسا کہ آیت مذکورہ بالا سے واضح ہے۔ چونکہ شیطان نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دربار سے نکالے جاتے وقت یہ عہد کیا تھا کہ وہ اولادِ آدم کو گمراہ کرے گا، ہدایت کی راہ پر بیٹھ جائے گا اور ہر پہلو سے اس پر حملہ آور ہو کر اسے گمراہی کی طرف دھکیلے گا یہاں تک کہ اس کی جزا کاٹ دے گا۔ لہذا وہ انسان کو تباہ کرنے کے لیے کئی حربے

آزماتا ہے جس میں سے آسان ترین حربہ فحاشی اور عریانی کا ہے۔ شیطان کی ہر صورت یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ انسان کو عریاں کر دے اور اس کے پوشیدہ اعضاء کو ظاہر کر دے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کو شیطان نے پوری جنت کی نعمتوں کے مقابلہ میں اسی درخت کے کھانے پر آمادہ کیا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا تھا۔ وہ انہیں اکساتا رہا، آمادہ کرتا رہا یہاں تک کہ قسمیں کھا کر یقین دلایا کہ ان کی بہتری اسی شجر ممنوعہ کے چکھنے میں ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے اسے چکھا تو فوراً ان کا لباس جنت اتر گیا اور وہ بہشت کے پتوں سے اپنے جسم کو ڈھانپنے لگے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں واقعہ بیان فرمانے کے بعد اولادِ آدم سے فرمایا: ”اے اولادِ آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہارے لیے ستر پوش بھی ہے اور زینت بھی۔ مزید برآں تقویٰ کا لباس ہے جو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کر سکیں۔ اے اولادِ آدم! شیطان تمہیں فتنہ میں نہ ڈالے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا چھوڑا۔ ان کے لباس کو اترا دیا تاکہ ان کے پردہ کی چیزیں ان کو دکھائے۔ (یاد رکھو) شیطان اور اس کا لشکر تمہیں وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے بے شک شیطانوں کو ہم سے انہی لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔“

فحاشی کی ظاہری صورت عریانی ہے کہ انسان بے لباس ہو جائے یا ایسا لباس پہنے جو اس کی ستر پوشی کی بجائے ستر کو نمایاں کر دے جبکہ فحاشی کی معنوی صورت فحش کلامی ہے کہ انسان خلاف تہذیب ایسی نازیبا گفتگو کرے جس میں عریانیت اور پوشیدہ اعضاء سے متعلق بیہودہ کلام ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فحاشی کی دونوں صورتوں کو حرام کر دیا جس سے نہ صرف انسان کے ستر کو تحفظ ملتا ہے بلکہ وہ اخلاقی آلودگی سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

فحاشی کی انتہاء زنا ہے جو کہ جہنم میں لے جانے والی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے نہ صرف زنا بلکہ اس کی طرف مائل کرنے والے شیطانی ہتھکنڈوں سے بھی خبردار کر دیا۔ چنانچہ جہاں یہ حکم دیا کہ زنا کے قریب نہ جاؤ وہاں یہ بھی حکم دیا کہ

ظاہری و باطنی فحاشی کے قریب بھی مت جاؤ۔ پھر اس کا مزید تدارک کرتے ہوئے ان اخلاقِ حسنہ کی تعلیم دی جو اس برائی سے بچانے کے لیے ایک مضبوط دیوار کی حیثیت رکھتے ہیں مثلاً ایمان والے مردوں اور عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا۔ عورتوں کو نامحرموں کے سامنے اظہارِ زینت اور جاہلیت کے انداز میں بن سنور کے باہر نکلنے سے منع فرمایا۔ یہاں تک کہ گفتگو میں بھی ایسی ملائمت سے روک دیا جو مخاطب کے دل میں برائی کا خیال پیدا کر سکے۔ ایسے مزید احکامِ احادیثِ نبویہ ﷺ میں بھی مذکور ہیں۔ یہ تمام بندھن نہ صرف اہل ایمان (مردوں اور عورتوں) کی عزت و آبرو اور عفت و عصمت کے تحفظ کے لیے ہیں بلکہ نسلِ انسانی کا بھی تحفظ کرتے ہیں۔ شیطان اس مضبوط دیوار میں دراڑیں اور شکاف ڈالنا چاہتا ہے تاکہ ابنِ آدم انسانیت سے نیچے جا کرے اور جانوروں سے بھی بدتر ہو جائے۔ اس کی منہ بولتی تصویر مغربی معاشرہ ہے جہاں لباسِ ستر پوشی کی بجائے ستر کشائی کے لیے پہنا جاتا ہے اور سرِ راہ انسانیت دم توڑتی نظر آتی ہے۔

تہذیب کے نام پر برپا یہ طوفانِ بے حیائی آہستہ آہستہ مسلم معاشرہ میں داخل ہو رہا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ صدیوں سے اسلامی اقدار کا حامل معاشرہ یلکنت لباس اتار کر تو نہیں پھینک سکتا اس لیے شیطان درجہ بدرجہ اسے عریانیت کی طرف مائل کر رہا ہے۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ تباہ حال مغربی معاشرہ سے درآمد شدہ فحش لٹریچر، تصاویر، فلموں اور افکار و نظریات کا زہر آہستہ آہستہ مسلم معاشرہ میں پھیلا یا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں عریانیت روز بروز بڑھتی اور اخلاقی اقدار کمزور تر ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ بہت سے ایسے امور جو آج سے نصف صدی قبل بڑے سمجھے جاتے تھے اب روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکے ہیں۔

اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ طوفانِ بے حیائی اور فحاشی کے سیلِ رواں کو کیونکر روکا جائے۔ دوسروں کو مطعون کرنا اور خود کو بری الذمہ سمجھ لینا مسئلہ کا حل نہیں۔ ایسے وقت جبکہ اربابِ اختیار و اقتدار فحاشی اور بے حیائی پھیلانے والوں کی سرپرستی کر رہے ہیں اور کیبل کے لائسنس دے کر گھر گھر عریانیت کی غلاظت پھیلائی جا رہی ہے۔ علمائے کرام، دانشوروں، صحافیوں

اور ہر طبقہ کے سربرآوردہ افراد کی ذمہ داری ہے کہ الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا پر مسلط برے ذہن کے سرکردہ افراد کے خلاف آواز اٹھائیں اور حکومت کو فحاشی و عریانیت کی سرپرستی سے باز رکھنے کی پوری پوری کوشش کریں۔

اس اجتماعی اقدام کے علاوہ کچھ ہماری انفرادی ذمہ داری بھی ہے۔ ہر شخص اپنی فیملی کے لیے حاکم کا درجہ رکھتا ہے اور روز قیامت اس بارہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہے۔ اگر ہر شخص یہ پختہ عزم کر لے کہ وہ اپنے گھر میں بے حیائی کو داخل نہ ہونے دے گا اور اس سے متعلق ساز و سامان (ٹی وی، وی سی آر، کیبل وغیرہ) کو گھر سے نکال باہر کر دے تو کم از کم وہ اپنے گھر کی اصلاح تو کر سکتا ہے۔ نہ اخلاق باختہ اور حیا سوز مناظر دیکھنے کو ملیں گے نہ ہی بچے اور بڑے ان کی نقالی کریں گے، نہ ہی خواتین نیم عریاں لباس پہن کر بازاروں کی زینت اور عوام کے لیے دعوتِ گناہ کا سبب بنیں گی۔

بے حیائی اور فحاشی کے خلاف آواز اٹھاتے وقت عام طور پر خواتین کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے کہ وہ عریانیت پھیلانے کا سبب بنتی ہیں مگر اس نکتہ پر کوئی توجہ نہیں دیتا کہ وہ ایسا کیوں کرتی ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ عمل مردوں کی رضامندی کے بغیر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر حاکم بنایا ہے۔ جب حاکم ہی اسے برے کام پر مجبور کرے تو وہ نشانہ ملامت کیوں؟؟ ہمارے معاشرہ میں سینکڑوں ہزاروں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ خواتین پردہ کرنا چاہتی ہیں مگر ان کے مرد انہیں نہ صرف پردہ سے روکتے ہیں بلکہ بن سنور کر اور اپنی زینت کو نمایاں کر کے بازاروں اور محفلوں میں چلنے پر مجبور کرتے ہیں۔ ایک عورت جب مجبوراً اس حال میں باہر نکلے گی تو ضرور شرفاء کی ملامت کا نشانہ بنے گی مگر اس ”شریف آدمی“ کو کوئی نہ پوچھے گا جس نے یہ سب کچھ کرایا ہے۔

بے حیائی کے ترویج کا ایک بڑا سبب حرام کی کمائی ہے۔ حرام ذرائع سے حاصل ہونے والی کمائی پر نشوونما پانے والے اور دن رات اپنے گھروں اور مخصوص محفلوں میں شرم و حیا کے خلاف مناظر دیکھنے والے بچے اور بچیاں جب سن بلوغت کو پہنچتے ہیں تو وہ برائی کو برائی نہیں بلکہ

جدید کلچر سمجھتے ہیں۔ وہ خود غلط راہ پر چلتے ہوئے دوسروں کو غلط سمجھتے ہیں۔ مقام غور ہے کہ پوری ایک نسل کی تباہی کی ذمہ داری اس کے والد بزرگوار کے علاوہ اور کس پر عائد کی جاسکتی ہے جنہوں نے نوخیز پودوں کو حرام کی کمائی سے سیچا۔ ان نرم و نازک پودوں کو خاردار جھاڑیوں میں تبدیل کرنے کا مجرم کون ہے؟؟

فحاشی و عریانیت کے خاتمہ کے لیے ضروری ہے کہ معاشرہ میں ہر طبقہ کے افراد (خواتین اور مردوں) کے لیے ایسے ادارے قائم کیے جائیں جہاں آسان انداز سے اسلامی تعلیمات سکھانے کا اہتمام مختلف اوقات میں اس طرح ہو کہ کاروباری اور ملازمت پیشہ خواتین و حضرات باسانی وہاں جا کر استفادہ کر سکیں۔ جوں جوں لوگ دین سے آشنا ہوتے جائیں گے، بے پردگی اور بے حیائی مٹتی چلی جائے گی۔ وہ ادارے جنہوں نے خواتین کے لیے اس سلسلہ میں کام شروع کر دیا ہے لائق تحسین ہیں کہ ان کی کوششوں سے روز بروز خواتین کی بڑی تعداد پردہ کو اپنا رہی ہے اور کیوں نہ اپنائیں کہ عورت سراپا حیا ہوتی ہے اسے محض تھوڑی سے رہنمائی اور تحفظ کی ضرورت ہے۔ پھر دیکھئے عہد نبوی ﷺ کی یاد کیونکر تازہ ہوتی ہے جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سب سے پہلی مہاجر عورتوں پر رحم فرمائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پردے کی آیت نازل فرمائی تو انہوں نے فوراً اپنی چادروں کی اوڑھنیاں بنالیں اور پردہ کر لیا۔“ (صحیح بخاری)

☆☆☆☆☆

سوال و جواب

- ☆ اکیلی عورت کا اجنبی ڈرائیور کے ساتھ سفر؟
- ☆ عورت کا مرد ڈاکٹر سے علاج معالجہ؟
- ☆ عورت اور ملازمت؟ ☆ منہ بولی بہن؟
- ☆ مرد اور عورت کی آپس میں محبت؟ ☆ ملازمہ کا مالک سے پردہ؟
- ☆ غیر محرم عورتوں سے مصافحہ؟ ☆ موسیقی روح کا روگ یا غذا؟

کیا عورت اجنبی ڈرائیور کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو سکتی ہے؟

جواب: اکیلی عورت کا اجنبی ڈرائیور کے ساتھ سوار ہونا ناجائز ہے۔ الا یہ کہ عورت کا محرم اس کے ساتھ ہو ارشاد ہے نبوی ہے: لا یخلون رجل بامرأة الا مع ذی محرم (صحیح بخاری کتاب النکاح باب ۱۱۲) ”کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تہائی اختیار نہ کرے۔ مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو“۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین فرماتے ہیں: اگر ڈرائیور کے ساتھ دو یا زیادہ عورتیں ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں کیونکہ اس طرح خلوت نہیں ہوتی اور اس میں بھی شرط یہ ہے کہ ڈرائیور قابل اعتماد ہو اور حالت بھی سفر کی نہ ہو (کیونکہ عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنا ممنوع ہے۔ بخاری و مسلم کتاب الحج)

کیا مسلمان عورت مرد ڈاکٹروں سے علاج معالجہ کروا سکتی ہے؟ نیز بتائیے کہ کیا شریعت مطہرہ مرد ڈاکٹروں سے ایسرے اور زچگی کروانے کی اجازت دیتی ہے؟

جواب: اگر لیڈی ڈاکٹر دستیاب ہو تو عورت کو چاہیے اس سے علاج کروائے۔ لیڈی ڈاکٹر کی دستیابی پر مرد ڈاکٹر سے علاج کروانا جائز نہیں تاہم ایسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے کہ کسی عورت کو اس کے زچگی پیچیدہ کیس کی وجہ سے کس ماہر اور قابل ڈاکٹر سے زچگی کروانے کا مشورہ دیا جائے۔ اور مطلوبہ قابلیت کا صرف مرد ڈاکٹر ہی دستیاب ہو تو اس صورت میں مرد ڈاکٹر سے علاج کروانا باہر

مجبوری جائز ہے۔ لیکن واضح رہے یہ اجازت مخصوص حالات کے لیے ہے۔ یاد رکھیں علاج کرواتے وقت بھی ڈاکٹر کے ساتھ خلوت نہ ہو۔

کیا عورت اپنے گھر سے باہر کام کاج اور ملازمت وغیرہ کر سکتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو ایسی صورت میں عورت کو کن کن پابندیوں کا لحاظ کرنا ہوگا؟۔

جواب: شرعاً عورت پر کمانے کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ نان و نفقہ کی تمام ذمہ داریاں مرد کے کندھوں پر ہیں۔ اگر کوئی کمانے والا نہ ہو تو ایسی صورت میں معاشی مجبوری کی وجہ سے عورت کے ملازمت کرنے پر کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

لیکن اگر اقتصادی مجبوری نہ ہو اور عورت کے اخراجات برداشت کرنے والا کوئی مرد ہو تو ایک طبقہ ”روش خیال“ عورت کی ملازمت کو لازمی قرار دیتا ہے ان کا خیال یہ ہے کہ اگر مردوں کے ساتھ عورتیں بھی گھر سے باہر نکل کر کام کریں گی تو ایک طرف تو اس سے قومی دولت میں اضافہ ہوگا جبکہ دوسری طرف عورت مصروفیت کی وجہ سے بہت سے لایعنی کاموں سے محفوظ رہے گی۔ لیکن اگر درج ذیل حقائق کو مد نظر رکھا جائے تو اس دلیل کا کھوکھلا پن واضح ہو جائے گا۔

۱۔ ملازمت کے میدان میں عورتوں کی شرکت سے مردوں کے اندر بے روزگاری کی عام شکایت ہے۔ اور اس سے اقتصادی حالت پر یقیناً برا اثر پڑتا ہے۔

۲۔ قوموں کے مفاد کو ہمیشہ مادی پیمانہ سے ناپنا غلط ہے۔ مادی خسارہ پر نظر رکھنے والے لوگ اس معنوی اور معاشرتی فساد کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو عورت کے گھر چھوڑنے سے خاندان اور اس کی اولاد کو لاحق ہوتا ہے کیا یہ خسارہ ملک و ملت کا خسارہ نہیں؟۔

۳۔ قومی ثروت میں اضافہ کی دلیل سے کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ فوج کے ہر فرد کو اس کی ذمہ داری سے ہٹا کر کام میں لگا دیا جائے تاکہ قومی ثروت اور پیداوار میں اضافہ ہو۔ جس طرح فوج کے افراد کی اہم ذمہ داری ہے اسی طرح عورت بھی خاندان کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہوئے ایک اہم ملی خدمت سرانجام دے رہی ہے جو اقتصادی خدمت سے کسی طرح بھی کم نہیں۔

۲۔ خانگی امور کی انجام دہی اور اولاد کی تربیت اور نگرانی کے بعد عورت کے پاس اتنا وقت ہی نہیں بچ سکتا کہ وہ کسی لایعنی کام میں مصروف ہو جس سے بچانے کے لئے اس کو گھر سے باہر کسی کام میں مصروف رکھنے کی ضرورت پیش آئے۔ یہ زیادتی کی بات ہے کہ گھریلو امور کی ذمہ داری کے بعد عورت کے اوپر مزید کوئی بوجھ ڈالا جائے۔

مغربی ممالک میں، جن کی تقلید میں عورتوں کو ملازمتوں میں لانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے عورتیں مندرجہ ذیل کام بھی کرتی ہیں۔ اخبارات بیچنا، سڑکوں کی صفائی کرنا، چوکیداری کرنا، ٹیکسی چلانا۔ لوہے اور اسٹیل کے کارخانوں میں بھاری بھاری صندوق اٹھانا۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ اس طرح کی ملازمت اختیار کرنے کے بعد عورت اپنے بچوں اور خاندان کے لئے کیا کر سکتی ہے؟ اسی وجہ سے یورپ کے لوگ اب تقریباً اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ خاندانی نظام کی خرابی کا تہا سب عورتوں کا ملازمت کے لئے گھروں سے نکلنا ہے۔ اگر عورت ملازمت کے لئے گھر سے باہر نکلتی ہے تو اس کو مندرجہ ذیل آداب و شرائط کو ملحوظ رکھنا چاہے۔

۱۔ جو کام بھی اختیار کیا جائے وہ ایسا نہ ہو کہ اس سے عورت کی ان گھریلو ذمہ داریوں پر اثر پڑے جو ایک ماں یا خانگی امور کی نگرانی کی حیثیت سے اس پر عائد ہوتی ہیں۔

۲۔ مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو اور جسم کے جن حصص کا پردہ کرنا ضروری ہے ان کے کھولنے کی نوبت نہ آئے۔

۳۔ کام کی ذمہ داری کو ادا کرنے کے دوران عورت کو کسی مرد کے ساتھ کسی کمرہ میں تنہا نہ رہنا پڑے کیونکہ ایسی تنہائی کے نتائج خطرناک ہوتے ہیں۔

۴۔ عورت مردوں کے سامنے اپنی زینت اور آرائشی کا اظہار نہ کرے۔ لگاؤ کے انداز میں بات نہ کرے اور نہ ایسا طریقہ ہی اختیار کرے جس سے شک و شبہ پیدا ہو۔

۵۔ اخلاق و آداب کے تحفظ کے لئے اسلام نے جو اصول مقرر کیے ہیں ان کی پابندی کی جائے۔

عورتوں پر ملازمت یا کام کا بوجھ ڈالتے ہوئے ان کی ذہنی و جسمانی صلاحیتوں کو بھی ملحوظ خاطر

رکھا جائے بلا تفریق ہر طرح کے مشکل اور آسان کام میں عورتوں کو لگا دینا ان کی اور خود معاشرہ کی مصلحت کے بھی خلاف ہے۔ بہت سے کام ایسے ہیں جنہیں عورتیں مردوں کے مقابلے میں زیادہ بہتر طور پر انجام دے سکتی ہیں مثلاً عورتوں اور بچوں کا علاج و تیمار داری، بچوں اور خواتین کی تعلیم و تربیت، سماجی خدمت کے مختلف شعبے۔ عورتوں کو اگر ان شعبوں میں ملازمت دی جائے تو یقیناً وہ مردوں سے بہتر خدمت انجام دے سکتی ہیں۔ اور ان کی صلاحیتوں سے ملک و ملت کو اہم فائدے پہنچ سکتے ہیں (خاتون اسلام چوتھی فصل)

■ ہمارے معاشرے میں بعض لوگ عورتوں کو اپنی بہنیں بنا لیتے ہیں؟ کیا ان کا یہ طرز عمل درست ہے؟

جواب: بہنیں حقیقی ہوتی ہیں یا رضاعی (دودھ شریک) یا پھر ایمان و اسلام کی بنیاد پر یہ رشتہ اخوت قائم ہوتا ہے۔ دو اول الذکر تو آدمی کے لئے محرم ہیں جبکہ موخر الذکر کا محرم ہونا ضروری نہیں۔ کسی عورت کو بہن کہنے سے وہ بہن نہیں بن جاتی جیسے بیوی کو ماں کہہ دیں تو وہ ماں نہیں بن جاتی۔ لہذا کسی خاتون کو بہن کہہ لینے سے حجاب و معاشرت کی شرعی پابندیاں کالعدم نہیں ہو جاتیں، بہن بنانے کا عمل بھی دھوکہ دہی پر مبنی ہے۔ مشاہدہ ہے کہ بعض لوگ خواتین کو بہن بنا کر گپ شپ کے ذریعے محفوظ ہوتے ہیں۔ بسا اوقات معاملہ خطرناک حد تک پہنچ جاتا ہے۔ اور دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض تو ”بہن“ کو اغوا کر لیتے ہیں اور بعض منہ بولی بہن سے شادی بھی کر لیتے ہیں۔

اس طرح کے طرز عمل سے بہن کے رشتے کا تقدس بھی مجروح ہوتا ہے نیز ”بہن“ اور ”بھائی“ کو آپس میں لطف اندوزی کے مواقع بھی خوب میسر آتے ہیں جبکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ”گھریلو تعلقات“ ہیں۔

■ کیا کوئی مرد اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی عورت سے محبت کر سکتا ہے؟

جواب: دوسروں کے بارے میں خیر خواہی کے پاکیزہ جذبات کا نام محبت ہے اور یہ جذبات تمام مسلمانوں سے ہونے چاہئیں۔ لیکن انفرادی طور پر ناممکن ہے کہ اس قسم کا تعلق ایک مرد اور عورت

میں پیدا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان فطری کشش اس قدر طاقتور ہے کہ وہ اس قسم کے پاکیزہ تعلق کو قائم ہونے ہی نہ دے گی۔ اگر ایک مرد اور عورت میں قلبی لگاؤ پیدا ہو جائے جو محبت یا پسند کرنے کی وجہ سے پیدا ہو سکتا ہے تو فطری خواہشات اپنا رنگ دکھائیں گی۔ مزید یہ کہ فریقین میں سے کوئی ایک یا دونوں شادی شدہ ہوں تو یہ تعلق نہ ختم ہونے والے مسائل کو جنم دے گا ہاں یہ پسندیدگی محسوس کرنے کی حد تک ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اس کے نتیجے میں باہمی ملنے جلنے یا سماجی رابطوں کی نوبت نہیں آنی چاہیے۔

ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان اللہ تعالیٰ کی خاطر خالص تعلق قائم ہونے کا امکان نہیں ہے۔ کیونکہ اس قسم کی محبت جذباتی تعلقات تک لے جاتی ہے جبکہ اسلام ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان ایسے تعلقات کی اجازت نہیں دیتا (اسلامی طرز فکر حصہ دوم)

■ کیا گھریلو خادمہ یا ملازمہ پر اپنے مالک سے پردہ کرنا واجب ہے؟

جواب: اسی نوعیت کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا، گھریلو ملازمہ پر اپنے مالک سے پردہ کرنا واجب ہے وہ اس کے سامنے بناؤ سنگھار نہیں کر سکتی نیز اس لئے بھی کہ اس کا بے پردہ ہونا اور مالک کے سامنے حسن کی نمائش کرنا فتنے کو بھڑکانے کا سبب ہے اسی طرح خادمہ کا مالک کے ساتھ خلوت میں رہنا مالک کے لئے شیطانی گمراہی کا باعث بن سکتا ہے (فتاویٰ برائے خواتین صفحہ ۲۶۶) فتنہ و فساد سے بچنے کے لئے مالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ خادمہ سے الگ رہے اس کو کسی ایسے کام کا مکلف نہ بنائے جس کی وجہ سے مالک کو ملازمہ کے ساتھ خلوت کا موقع ملے۔

■ آج کل مسلم معاشروں میں بھی یہ رواج عام ہو رہا ہے کہ لوگ غیر محرم رشتہ دار عورتوں (کزن وغیرہ) سے مصافحہ کرتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: ایسا کرنا قطعاً جائز نہیں۔ کسی بھی غیر محرم عورت سے ہاتھ ملانا درست نہیں اور نہ کسی عورت سے لئے جائز ہے کہ وہ کسی غیر محرم سے مصافحہ کرے خواہ وہ اس کا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی پاک نفسی کے باوجود کبھی کسی غیر محرم عورت سے مصافحہ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ بیعت لیتے وقت بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے۔ صرف زبانی بیعت لیتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی تو عورتوں نے گزارش کی: ہلم نبایعک یا رسول اللہ! فقال رسول اللہ ﷺ: انی لا اصافح النساء انما قولی لمائة امرأة لقولی لامرأة واحدة او مثل قولی لامرأة واحدة (جامع ترمذی ابواب السیر عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی بیعة النساء، سنن نسائی کتاب البیعة باب بیعة النساء) ”آئیے ہم (آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر) آپ کی بیعت کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا میرا کہنا سو عورتوں کے لئے بھی ویسا ہے جیسا کہ ایک عورت کے لئے ہے“ بیعت کرتے وقت آپ نے کبھی اپنا ہاتھ کسی عورت کے ساتھ مس نہیں کیا (صحیح مسلم کتاب الامارۃ ۸۸) ہمارے ہادی ﷺ کا یہ پاکیزہ کردار ہے جبکہ پیری مریدی کا جھانسا دے کر جاہل پیر دیوث مریدوں کی بیویاں اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ان سے ہاتھ ملاتے ہیں خلوت میں ان سے ملاقاتیں کرتے ہیں مذہب کے نام پر ان کی عزت لٹ جاتی ہے۔ عصمت دری کے واقعات آئے روز اخبارات میں چھپتے رہتے ہیں مگر جہالت کی انتہا ہے کہ لوگ پھر بھی اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کی طرف پلٹنے کا نام نہیں لیتے۔

یورپی معاشرے کی اندھی تقلید میں جو مسلمان غیر محرم عورتوں سے ہاتھ ملاتے ہیں ان کو اپنے اس غیر شرعی عمل سے توبہ کر لینا چاہیے۔

لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے کیا یہ بات صحیح ہے؟

موسیقی روح کے لیے غذا نہیں بلکہ نقصان دہ ہے اگر کسی چیز سے انسان کو لطف حاصل ہو تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ چیز واقعتاً انسان کے لیے مفید بھی ہے جیسے شراب اور دیگر منشیات سے انسان کو وقتی طور پر سرور حاصل ہوتا ہے مگر یہ چیزیں انسان کے لیے نقصان دہ ہیں۔ موسیقی کے نقصانات تو واضح ہیں۔ موسیقی میں انہماک انسان کو احکام الہی سے غافل کر دیتا ہے۔ عربی زبان میں آلات موسیقی کو ”ملاھی“ یعنی غفلت میں ڈالنے والی چیزیں کہا جاتا ہے، مشاہدہ بھی

یہی ہے کہ گانے بجانے کے رسیا اکثر دینی فرائض سے غافل رہتے ہیں، گناہ کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے۔ گانے بجانے کی وجہ سے انسان کی غیرت پر بھی حرف آتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں مقبول گانے وہی ہوتے ہیں جن میں شہوانی جذبات کو خوب بھڑکایا گیا ہو، جس کی وجہ سے بدکاری بھی پھیلتی ہے۔ فحش گانوں کی آواز مسلسل کانوں میں پڑنے کی وجہ سے نئی نسل میں جنسی شعور وقت سے بہت پہلے بیدار ہو جاتا ہے۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جو مشاہدے سے تعلق رکھتی ہیں ان کا انکار ممکن نہیں۔ جس چیز کے نقصانات ہی نقصانات ہوں اسے ایک عقلمند آدمی کیونکر کہہ سکتا ہے کہ وہ روح کی غذا ہے!

مزید برآں جس کو قرآن نے ”لہو الحدیث“ (غافل کر دینے والی چیز) کہا ہو وہ روح کی غذا کیسے ہو سکتی ہے۔ : سورة لقمان (آیت ۶) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: و من الناس من يشتري لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغير علم و یتخذھا ہزوا و اولئک لہم عذاب مہین ”اور بعض لوگ ایسے ہیں جو غافل کرنے والی چیزیں خریدتے ہیں تاکہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو گمراہ کریں اور اسے ہنستی مذاق بنائیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے“۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں لہو الحدیث سے مراد موسیقی ہے جیسا کہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر کئی قدیم مشہور مفسرین نے بیان کیا ہے (تفسیر ابن کثیر ۳/۲۸۶) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر و الحریر و الخمر و المعازف (صحیح بخاری کتاب الاثریة) ”میری امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور باجے حلال ٹھہرائیں گے“ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گانے بجانے کے آلات کا استعمال حرام ہے۔ بعض احادیث میں الکوبۃ (طبلہ) اور القنین (سارنگی) کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ (سنن ابی داؤد حدیث ۳۶۸۵)





